

اَبْنُ الشَّيْخِ مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ

(غالب)

تا زدیو اتم که سرست سخن خیزند : این می از خط خرد را کن خیزند  
کو کیم را در عدم اوج قبولی بود هست : شهرت شعرم به گیتی بعد از خیزند

کَلَامُ الشَّاه

تصنیف لطیف است اعزاز خیال بخشیدن به مقام  
عالم جناب الحاج خطیب قادر بادشاه صبا بادشاه مرحوم

رئیس و نهجاری ضلع شمالی آرکات

برادر بزرگ جانا آقا امین جنگ مولوی احمد حسین صبا بادشاهی پس ای حیف سکرری حضرة نظام محمد ضلع مالک  
مرتب

جناب محمد اسماعیل سیح صاحب التخاص به مستوم ساکن در اس  
با تمام خاکسار خطیب محمد عبد الرشید علی غده فرونده مصنف مرحوم

۱۳۳۴ هـ

طبع و نشر در مطبعه کبریه

# فہرست مضامین کلہار بادشاہ

غزلیات	۱	دیباچہ از مترتب	
تاریخات مساجد	۱۰	دیباچہ اول از مصنف	
تاریخات متفرق تعمیرات	۱۳	دیباچہ دوم " "	
تاریخات شادی	۱۴	حمد باری تعالیٰ جلثانہ	
تاریخات ولادت	۱۸	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	
تاریخات وفات	۵۷	غزلیات حسن و عشق	
تاریخات متفرق واقعات	۵۸	مستزاد نصیحتہ	
تاریخات کتب	۵۹	مدح خلفائے راشدین رض	
نظم اور قطعاً تاریخ جو متفرق و قیامین	۶۱	مدح اہل بیت رض	
تاریخات مساجد و عید گاہ	۶۵	مدح غوث الاعظم رض	
تاریخات شادی	۶۸	محسبات	
تاریخات ولادت	۷۱	مسدس ترجیع بند	
تاریخات بسم اللہ خوانی و خان	۷۶	نصائح	
نظم و تاریخات وفات	۸۵	شعار و غائبہ	
تاریخات کتب	۹۱	نظم ہکا متفرق مفید قوم	
رباعیات	۱۴۱	ہنیت نیز مقدم حکام وقت ہمدرد ملت فیاض	
مضامین نشر	۱۵۰	مسروضات رعایا بہ حکام وقت	
تقریبات قطعات تاریخ طبع نسخہ ہذا		کلام فارسی	

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نہایت حیرت انگیز ہے کہ اس بے شمار خاتمہ کے بعد بھی یہ ہے جسے نگاہِ سخن کو سرسبز و شاداب کیا اور نوع بشر کو اس سے مستفید فرمایا۔ شجرِ حیر سے اس کے بیج سرائی کی شان نمایان مرغانِ چمن کی نغمہ سرائی میں ترزا بن جلالہ عجم نوالہ نسبت رسولِ قبول میں زبانِ غیر کا کیا یا راکہ کبشائی کر کے بنے اپنے اعجازِ سخن سے اقطارِ عالم کو متحرک کر لیا اور اعدائے دین کو اپنی سحرِ بیانی سے مطیع بنالیا صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ جمعین۔

اما بعد خاکسار خوشیہ میں اربابِ علوم محمد مصطفیٰ منعم اربابِ علم فن اور لدوگان سخن کی خدمت میں عرض پر داز ہے جو مکہ عرصہ دراز سے مجھے مصنف رسالہ ہذا کی ہمیشگی کا فخر حاصل ہے اور وہ میرے شیفتہ دوست اور میرے مونس و ہمد ہم تھے لہذا ان کے پاکیزہ خیالات اور نفسِ جذبات سے میں جب قدر متاثر ہوا ہوں غالباً اس کا ذکر یہاں بجا نہ ہوگا۔ نیز ادبی طبع اور ذکاوت کو روشنی میں لانا بھی ایک ضروری امر ہے تاکہ ناظرین کو ان کے کلام کا موازنہ کرنے میں سہولت حاصل ہو ان کی پاک اور بے لوث زندگی بھی ہو واجب میں صرف نہوی مذہبی امور ہیں ایسے سنہماکے تھے کہ دنیا سے غافل کی ذرہ ہر وقعت اور ان کے دل میں نہ تھی اگرچہ دنیا ان کے قدموں کے تلے تھی اور اندازے اور کمالات دولت سے سرفراز کیا تھا۔ مگر وہ سب دنیا سے ہمیشہ متنفر تھے متعین کو ہمیشہ اپنے بدل و ایشا رہے فائدہ پہنچانے تھے قومی کاموں میں بہت بڑا حصہ لیا کرتے تھے اور بہت سی انجمنوں کو ادائیگی

بیش بہا تائید کا فخر حاصل ہے بلکہ شہر و انباری میں بعضے انجمنوں کا وجود بھی انہیں کے دم سے ظہور پذیر ہوا  
صوم و صلوات کی پابندی اخیر دم تک قائم رہی اور نکاح مزاج افراط و تفریط سے بری تھا نہ وہ وقتاً نویسی خیالات  
کے بزرگ تھے کہ پرانی لیکر کے فقیر بنکر جدید تعلیم سے متفرق ہیں اور نہ جدید خیالات سے ایسے متاثر کہ مذہب کو  
خیر باد کہیں بلکہ خیر لکھامو سرا و سطرھا اور کھا طغرائی ایتیا ز تہا مذہبی ضرورت اور کئے پاس مقدم تھی اور کئے  
بعد بقدر ضرورت امور دنیوی کو اختیار کرنے اور انگریزی زبان حاصل کرنے میں چندان قباحت نہ تھی جبکہ ثبوت  
جا بجا اور کئے شعار سے میگا عجز و کسار کا جوہر اور کئی طبیعت سے نمایان تھا غرض جو بشنودی خدائیں اور کئی  
عمر بسر ہوئی اور خوف خدا اور کئے لوہن جاگزین تہا چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں۔

س

اے بادشاہ اسیدین یوں تو بہت ہیں لیکن ہے حسن خانہ کی کافی اسید داری  
تقریباً تین سال کا عرصہ ہوا کہ وہ جان بحق ہوئے خداوند کریم اور کئی پاک روح کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے  
شعر و سخن میں وہ اعلیٰ درجہ کی مہارت رکھتے تھے ہر ہر شعر اور کئے دلی جذبات کا موقع ہے مذاق سخن  
اور کھا فطری علیہ تھا اس سے پہلے اور کئے دو دیوان شائع ہو کر بقائے دوام کا شرف تکمیل حاصل کر چکے ہیں۔  
اور کئی شہرت عالمگیر ہے یہ اور کئے متفرق کلام کا مجموعہ ہے جو بعد وفات مصنف مرحوم ترتیب پایا جس میں ہر  
کا مذاق اور سامان دلچسپی موجود ہے اس دیوان میں آپ نین قسم کے شعار پائی گئے ایک تو وہ جس میں  
بلند پروازی اور شوکت الفاظ کے ساتھ حسن بیان اور سلامت زبان کی شان نمایان ہے دوسرے  
اشعار وہ ہیں جس میں سلامت بیان کیساتھ تعارفات بدیع اور حسن بندش کو سادگی کا لباس پہنا یا گیا ہے  
اور وہ اغراق و غلو سے سترابین تیسرے شعار وہ ہیں جس میں نہ بلند پروازی ہے نہ دوراز کا تخیل ہے نہ ہتھار  
بدیع میں حسن بیان اور سلامت زبان کیساتھ عام فہم الفاظ میں صرف اپنے جذبات کا اظہار کیا گیا  
ہے جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں۔

س

صرف اظہار خیالات دلی مقصود ہے بادشاہ کا شاعری سے ور نہ کیا ہے مدعا

کلام فارسی ایک ہی سانچے میں ڈھلا ہوا ہے اور اپنی دلاویزی کی کشش کھربائی کا اثر دکھتا ہے جس سے  
مذاق سخن رکھنے والے حط و افراط ہاں کئے ہیں آپ حیران ہو گئے کہ اردو اشعار میں اتنے تبدیلی کیوں واقع



ہوئی اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اونکے سوست خیالات میں کمی آگئی یا جلدت طبع باقی نہ رہی بلکہ وہ جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اونکے خیالات ترقی پذیر تھے اونکے جذبات کا دریا موجزن تھا باوجود اوسکے اونکی یہ روش اونکی صداقت شعاری پر مبنی تھی اسلئے کہ وہ فرضی عشق کے پارہ نہ داستان کو خیر باد کہہ چکے تھے اغراق و غلو سے طبیعت متنفر ہو چکی تھی یہ نہ کیسے عاشق نہ اونکا کوئی معشوق مگر شاعری کی بدولت فرضی حُسن و عشق کے شعائین ایک مدت تک زو و طبیعت دکھایا گیا جس کا ثبوت اونکے اگلے دو دیوان سے ملکتا ہے اگرچہ اونہیں بھی نعتیہ شعار کا ذخیرہ بہت کچھ ہے اور وہ بھی اپنی زالی شان کیساتھ کیونکہ عشق حقیقی کا ذوق اونکی طبیعت میں موجود تھا۔ خدا کی شان کہ وہی عالم شباب باقی تھا اور اونکی طبیعت نے پلٹا کہانی فرضی عشق کی فرسودہ داستان سے ثابت ہو گئے اور عہد کر لیا کہ سوائے حمد و نعت اور نصائح کے کچھ نہ لکھو گا جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں۔

۵

حمد و نعت ہو یا کوئی نصیحت ہو قسم بادشاہ کی نہ کوئی اور سخندانی ہے

اس عہد کو اخیر وقت مت بنا یا اور خلاف عہد ایک لفظ بھی اونکی زبان قلم سے نہ نکلا بطبع و دیوان کے سوائے جہد شعرا میں مذاق میں لکھے گئے تھے یا تو چاک کر دئے گئے یا ردی کے بند ہوئے۔ بڑی تحس کے بعد و عزلیات جو ردی کی ٹوکری سے برآمد ہوئے نمونہ درج کئے گئے غرض ایک قلیل مدت تک نعتیہ شعرا کا رنگ وہی تھا جس سے اونکی خصوصیت نمایاں ہوتی تھی جن کو میں نے پہلے قسم کے شعائین شمار کیا ہے۔ لیکن چونکہ ابتدا سے اوپر مذہبی رنگ چڑھا ہوا تھا لہذا رفتہ رفتہ انھوں نے دور از تخیل کو خیر باد کہہ دیا اور انداز بیان کو سادگی پر منحصر رکھ کر اغراق و غلو سے اپنے قلم کو باز رکھانی الحقیقت دور از کار تخیل سے ایسی الجھن پیدا ہو جاتی ہیں کہ شعر کی غرض فوت ہو جاتی ہے بات وہی کہتی چاہئے جو کوئی مفید نتیجہ پیدا کر کے معمولی باتوں میں نتیجہ خیز مضامین پیدا کرنا ہی شاعری کا مابہ الامتیاز ہے دوسری بات جو اونکے دل میں پیدا ہوئی وہ یہ کہ رضائے الہی اور خوشنودی رسول کے احاطے سے قدم باہر نہ ہو چونکہ اونکے کلام کی شہرت قطعاً ہند میں پھیل چکی تھی لہذا وہ اس خواہش سے بھی بے نیاز ہو چکے تھے بلکہ طلب شہرت سے متنفر ہو چکے تھے اپنے تازہ کلام کی بنیاد صداقت شعاری پر رکھی اور اغراق و غلو

سے اجتناب اختیار فرمایا وہ جانتے تھے کہ حسن کلام کو ان باتوں کی ضرورت نہیں چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں۔

حسنِ صلی کو ہے کیا زیور کی حاجت بادشاہ سادگی کو غنیمت ہے بگل مرے شہار پر  
او کو اپنی صدقت شہاری یقین تھا کہ وہ رنگ لائے بغیر رنگی اور اب نہیں تو میرے بعد ضرور اس کو فروغ حاصل ہوگا چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں

بادشاہ فکر ہے کیا اگر نہیں اب قدر سخن خلق کو میرے سخن کا ہے مزہ میرے بعد

جیتے جی قدر سخن موتی ہے کبایں بادشاہ بعد میر ہو گئے سب میرے سخن کے قدردان

قدر سخن نہیں اب ای بادشاہ کیا غم یک روز قیمتی ہو ہر ہر سخن ہمارا  
یہ دلی پیشینگوئی تھی جو حرفِ صبح ثابت ہوئی اور لوگ ان کے ہر سخن کی قدر کرتے ہیں نعتیہ شہار کے ذوق کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

خدا نے دی ہے کیا توفیق اچھی بادشاہ کو کہاں بھجان تھا یوں نعتیہ شہار سے پہلے

بادشاہ میں لکھو گنگا کبھی نہ نعتِ بنی سارے شہار میں اس نچے میں ڈھنڈے  
وہ اپنی تبدیلی خیالات کو بھی محسوس کرتے تھے اور جانتے تھے کہ کذب و غلو کے دلدلادوں کو میرا طرز بیان پسند نہ آئے گا مگر او کو اس کی پروا نہ تھی چنانچہ متعدد شعراء میں اس کا ذکر ہے جس میں سے چند شعرا نقل کرتا ہوں

سادگی پر منحصر تیرا سخن ہے بادشاہ واقعی ہے بات لطیف بیان کچھ ہی نہیں

اغراق اور غلو اور جدت نہیں ہے اس میں مرغوب شاعران ہو کیونکر بیان ہمارا

لطف کیا اہل کلف کو ملے اے بادشاہ  
بے کلف بے تضاع ہے ترا ہر ایک سخن

مجھے محذور رکھیں باغ سخن کے گلچین  
پہول گر کذب غلو کے مرے دام میں نہیں

سخن بادشاہ کا ہے بس سیدنا سادہ یہ سچ ہے کہ لطف بیان کچھ نہیں ہے  
عرض انکو منظور نہ تھا کہ بوسیدہ خیالات کو اپنے دماغ میں جگہ دیجائے ورنہ دہسلم کے دہنی تھے  
خیال آفرینی میں وہ کسی سے کم نہ تھے وہ نہ صرف شاعر تھے بلکہ مصون نگاری میں بھی مدد گاہ رکھتے تھے  
وہ ناظم شیریں زبان تھے تو شاعر جادو بیان بھی تھے چنانچہ اکثر مضامین ان کے مختلف اخبارات میں شائع  
ہوا کرتے تھے انکی تصنیف یا دو کار بادشاہ میں چند مضامین داخل کئے گئے ہیں۔ وہ نہ صرف فرضی  
شاعری کو ترک کئے بلکہ ایسی شاعری کی مذمت لکھنی شروع کر دی جس میں ان کے بہت سے شعرا موجود  
ہیں پھر شعر کو نصیحت لگائی ہے کہ ایسی شاعری سے باز آئیں اس کے چند شعرا حسب ذیل ہیں  
عشق جو سچا ہے مثل وز روشن ہر عیا  
عشق فرضی تو نمونہ ہے شب و بچہ کا

محبو چھوڑ دو جو ٹٹے مانے  
پڑ ہو تران اور تفسیر دیکھو

گیا وہ اگل زمانہ و شاعری بھی گئی  
قدیم طرز کو کیوں اختیار کرتے ہیں

ایسی توصیف کے ہم ہونگے نہ ہرگز قابل  
یک سر موجود جدا ہم سے شریعت ہو جائے  
چھوڑیں کلینخت وہ بوسیدہ خیالات  
فرضی عشاق کو یا رب یہ بدایت ہو جائے

گر دسویں محبت شاعر و تانفع ہو تم کو  
بھلا کیا پاؤ گے عشق تباہ میں مبتلا ہو کر

پاک فرضی عشق سے ہے بادشاہ کی شاعری مجھے اے نگین مزا جو لطف کیا پائے آگے آپ

تو پیرِ سب میں ہم خدا اپنے پیسے پر کیا کام سے دیکھو چارہ ہر بہن سکت

مجھے کیا کام فرضی عشق سے اور فرضی لبر سے میں سچا ہوں مجھے سچی محبت سے چمکے پیر سے

ہم میں نیاز من رہی بہکو کیا ضرور فرضی تبوں کے ناز جو بجا اوٹھلے

خیالی شاعروں سے دور مداحانِ حضرت ہیں یشتاقِ بنی اور وہ تبوں کے متلاشگر سے  
تیسرے قسم کے شعراء وہ ہیں جو اپنی خلافِ خواہش اور لوگوں کی درخواست پر لکھے گئے جو سخن شناس اور ذہنی  
نمقے ان شعراء میں نہایت بے تکلفی سے کام لیا گیا ہے جسکا ثبوت ان کے مندرجہ ذیل شعر سے مل سکتا ہے  
روکھا پھیکا ہے بادشاہ کا سخن کیا جھجے رنگ کا عفل میں  
استعارہ ہے نہ تشبیہ سخن میں تیرے بادشاہ لطف سخن تو نے مگر چھوڑ دیا

ان تمام باتوں سے آپ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ یہ اوکا مختلف اختیاری اور نہ وہ بلند پروازی فکر میں کسی سے  
کم نفعے غرض مختلف طبائع کیلئے اوکا مختلف کلام موجود ہے جس سے ہر مذاق کے لوگ استفادہ حاصل  
کر سکتے ہیں۔ بخلاف ان کے اگلے دو دیوان کے جو جملہ شعراء ایک ہی رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں نعتیہ کلام نے  
ان کے ہوا شوق پر تازیانے کا کام کیا اور عشق رسول کا رنگ ایسا چمکنا کہ زیارتِ روضہ اطہر کے تمنا میں  
وارفتہ ہو گئے۔ ان کے نعتیہ شعراء بھی یا تقلیدی نہیں بلکہ بیانی عشق اور طلبِ صلوٰۃ کے جذبات سے لبریز ہیں  
جو شتاقانِ سخن کے دلچسپ شاعر کا کام کرتے ہیں بغرض ایک قلیل مدت کے بعد وہ بڑے ارمان سے عازم  
میت الشہر ہوئے اور پھر روضہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اثنائے

سفر میں بہت سے شکار کئے ہیں جس میں ان کے جذبات صادق کا ظہار ہے۔ بارگاہ نبوی میں کمال سوز و گداز  
کیا ساتھ نعتیہ شاعر پر بکرا پی قریب قلب کا ظہار کئے ہیں جن میں مجموعہ میں سب کے سب دوح بن دیا چے میں  
اوی کی گنجائش نہیں ایک سفر نامہ ہی مرتب ہو کر نکلے ہو چکا ہے جو سفر حجاز کے نام سے موسوم ہے۔ ۹ ماہ کے  
سفر کے بعد وطن کو محبت فرمائے او کو تو یہ خیال تھا کہ اپنا دلی مقصد پورا ہونیکے بعد دل کو سکون حاصل ہو گا  
مگر خلاف اس کے ان کے جذبات کو چھڑ ہو گئی آتش عشق بھڑک اٹھی شتہ صبر تاقہ سے جا تارا اور تادم مرگ  
یہ پیشانی تھی کہ جو رسول سے کیوں جدا ہوا اسی قلع نے او کو دوبارہ اس مقدس سفر پر آمادہ کیا۔ مگر نفوس  
کہ او کی تنہا پوری نبوی اور حسرت اپنے ساتھ لی گئے کیونکہ او کا مزاج سخت علیل ہو گیا بارگاہ شوق نے آمادہ کیا۔  
مگر ام میں جسمانی نے باز رکھا۔ ظہار تیبائی اور دوبارہ شوق زیارت میں جو شکار کئے گئے ہیں وہ قابل دید ہیں  
جس کے ملاحظہ سے ایک سچا مومن تڑپے بغیر نہیں رہ سکتا سمجھ اوں کے چند اشعار حسب ذیل ہیں ۱۰  
خدا کے ذریعے اب اہل اتنی نہ جلدی کر مینے کی دوبارہ حسرت دیدار باقی ہے

دوبارہ جا کے جب پھونچوں مدینہ کرونگا نالہ و نرسر یاد کیا کیا

بلو الو پھر دوبارہ مدینے میں یا نبیٰ ارماں بہت یہ باد شہ خستہ جا بکے ہیں

ہم مدینہ تو گئے لیکن نہ اوسجا مرے مائے کیا پایا تھا ہم نے ہم کیا جاتا رہا

ملک شیر میں مجھے آئے اگر خواب جل میں کرونگا نالہ اپنے طالع پسیدار پر

صغیفی میں اے باد شہ غم ہی ہے رہا میں نہ شیر کو جانے کے قابل

ہر آن تیرے شوق زیارت میں یا بھئی سیماب کے طح ہے مرا بقیرا دل

دوبارہ دیکھ لوں آنکھوں سے میں رو پیہر کوئی ارمان نہیں دین ہی ارمان باقی ہو

میں مدینہ جا کے آیا مرا مدعا نہ پایا نہ تھے یہ نصیب میرے کہ وٹان مزار ہو

مجھے ہولفتن اس دم ترے در پہ پورائی مری زبیت کا اگر کچھ مجھے اعتبار ہوتا

ان شہار سے اونکے دل اضطراب اور حسرت کا اندازہ کر سکتے ہیں پشیراؤ کو اپنا کلام ترتیب دینے کا خیال نہ تھا اور نہ چندان اس کی حفاظت کیگیو چیدہ چیدہ کاغذوں پر لکھا ہوا کلام کہیں کسی کاغذی کس میں ڈال دیتے اور کبھی اس کو یوں ہی چھوڑ دیتے جو گم ہو جاتا۔ غرض اس کا بہت سا کلام تلف ہو گیا باقی ماندہ کو شہنشاہ عین ترتیب دینے کا خیال پیدا ہوا۔ اپنے منتر کلام کو باقاعدہ دستر میں انھوں نے درج کرنا شروع کیا۔ دیباچہ ہی لکھا گیا نام بھی تجویز ہوا **گلزار بادشاہ** انہیں کا تجویز کیا ہوا نام ہے۔ جو سرورق پر لکھا گیا ہے کچھ پانچ صفحے لکھے گئے کہ سفر حج پیش ہوا جس سے ترتیب دیوان کا کام ملتوی ہو گیا دوبارہ بعد زیارت روضہ مبارک پر اس کی ترتیب میں مصروف ہوئے اور اس کا دوسرا دیباچہ ہی لکھا گیا مگر دو چار صفحے لکھنے نہ پائے کہ ضعف بعرض مبتلا ہو گئے اس کے بعد قلیل عرصہ میں راہی عقبی ہوئے۔ کام پورا نہ ہوا تھا ہوا جوں کا توں رک گیا اونکے لکھے ہوئے ہر دو دیباچے درج کئے گئے ہیں بعد اونکے انتقال کے جناب خطیب محمد عبدالرشید صاحب نے بمصدق اس شعر کے جمع اگر پدر تو اندل پس تمام کند۔ اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ یہ مرحوم کے لائق اور اکلوتے فرزند ہیں۔ جو انوار سعادت سے بہرہ ور ہونے کے علاوہ لیاقت اور فراست میں بھی مرحوم کے سچے جانشین ثابت ہوئے انہوں نے صرف اونکے محفوظ کلام کو ترتیب نہیں دیا بلکہ غیر محفوظ کلام کو بھی فراہم کرنے میں جو جانفشانی اور غور و پیر ہوئی وہ مستحق داد اور سزاوار تحسین ہے انہوں نے

مکان کا گوشہ گوشہ چھان ڈالا اور کتب خانے کے ہر کتاب کی ورق گردانی کی گئی جس سے بہت سا کلام برآمد ہوا تبارقی کو بھی کے رومی کا غزلوں کا انبار بھی انکے ہاتھ سے نہ بچا اور وہاں سے ہی کچھ کلام دستیاب ہوا علاوہ اسکے پریس کتب اخبارات ماہواری رسالوں سے بھی کچھ کلام ملا جو انکے پاس موجود نہ تھا شعرا اور مرحوم کے احباب سے بھی کچھ کلام فراہم کرنے میں کوتاہی نہ کی گئی۔ ہر نجات کے احباب سے بذریعہ خطوط کچھ کلام منگا یا گیا غرض کامل ایک سال تک کوئی کوشش ایسی نہ تھی جو باقی رکھی گئی ہو اور ان کے تاب ہو نیسے پہلے کا عشق کلام بالکل محفوظ نہ تھا بڑی تسک کے بعد صرف دو غزلیں دستیاب ہوئیں جو درج رسالہ کی گئیں۔ نثر مضامین سے صرف چار مضامین ملے جس میں دو مضمون تو محفوظ تھے اور دو رسالہ ترقی تجارت مدراس سے نقل کئے گئے۔ الحمد للہ

کہ اہل حق فرزند کی محنت ٹھکانے لگی جو مرحوم کے روح کی خوشنودی کا باعث

ہے بیشک سعادت مند فرزندوں سے یہی امید رکھنی چاہئے عین کار ز تو

آید و مردان چنین کنند۔ ناظرین سے التجا ہے کہ اس سال

سے مستفید ہونیکے بعد صنف مرحوم کو دے

خیر سے یاد فرمائیں



## دیباچہ از مصنف

افسر فرق سخن ہے حمد خلاق جہان      لمحہ حسن بیان نعت رسول انس جان  
بھیجے روح پیمبر پرودای بادشاہ      روز و شب ہر ایک ساعت ہر زمان ہر اکین

اما بعد بندۂ بھچان کج مع بیان خاکسار خطیب در بادشاہ متمنص بہ بادشاہ ارباب سخن کی  
خدمت میں عرض رسا ہے قبل اسکے کہ میں اس نسخے کی وجہ تصنیف بیان کروں مناسب سمجھتا ہوں کہ  
کچھ اپنے حالات مجملۂ قلم بند کروں اگرچہ اس سے موجودہ ناظرین کیلئے کوئی فائدہ مقصود نہیں بلکہ بعض لوگ  
اسکو خود ستائی اور تعلی پر محمول فرمائیں گے مگر میں انکو یقین دلاتا ہوں کہ ہرگز ہرگز میرا یہ منشا نہیں بلکہ آئندہ  
آنیوالی نسلیں اس سے مستفید ہونگی امید نے مجھے اسکے تحریر پر مجبور کیا ورنہ اسکی کوئی ضرورت نہ تھی میرا اور  
میرے آبا و اجداد کا وطن و انبیاؤں ہی ہے جو قلم و مدراس کے ضلع سلیم کی ایک بستی ہے جسکی آبادی از روئے  
مردم شماری سرکار سنہ ۱۹ء سولہ ہزار ہے میرے حقیقی چچوتے برادر مولوی احمد حسین صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ یل  
فی زمانہ اعلیٰ حضرت نظام دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے سرکار میں معتمد پستی کے معزز عہدہ پرتین (۳۰۰۰) ہزار  
روپیہ کے تنخواہ سے مامور ہیں سرکار نظام سے اونکے تعلق کی مدت مالی الاٹ تقریباً ۱۸-۱۹ ہمارہ سال ہے  
اسکے آگے دو ڈھائی سال تک برادر موصوف گورنمنٹ انگریزی مین ڈپٹی کلکٹر و میجر سٹریٹ کے خدمت سے ممتاز تھے  
غرض اپنی خدا داد ذہانت و لیاقت سے انکا اس اعلیٰ درجہ پر فائز ہونا نہ فقط میرے لئے بلکہ میرے تمام اہل وطن کیلئے  
باعث فخر ہے تحصیل زبان انگریزی میں انھوں نے جو کچھ محنت کی اوسکا عمدہ ثمرہ انکو حاصل ہوا۔ میرے آبا و اجداد  
کا پیشہ خطابت و تصانوت اور تعلیم و تدریس تھا میرے والد مجد حضرت خطیب حاجی محمد قاسم صاحب مدظلہ العالی نے  
اسنیشہ سے قطع تعلق کر کے تجارت پارچہ آغاز کی۔ مدراس میں گزٹنگ گلی مشہور ہے جس میں ہزاروں لاکھوں روپوں کی  
تجارت پارچہ ہوتی ہے اسکے بانی مانی میرے والد بزرگوار ہیں یعنی انھوں نے ۱۵۵۰ء میں پہلے وہاں تجارت کی کوٹھی  
تایم کی اگر اس مقام کی تجارت کو شل عمارت فرض کیجئے تو اسکا بنیادی تھیر گویا میرے والد مجد کا رکھا ہوا ہے اور انکا

ظل حیات میرے سر پر سپر ز قایم ہے خدا کرے کہ تادم زسیت یون ہی قایم رہے عمر انکی انتی سال سے متجاوز  
 ہے خاص کر تجارتی ابواب میں جو مہارت اور تجربہ اونکو حاصل ہے اسکے تمام خاص و عام محترف میں بھی  
 ابتدائے عمر سے تجارت کی طرف مائل رہا شہر مدراس میں جناب ساہوکار الحاج قادیانی الدین صاحب مرحوم کے  
 پارچہ کے کوٹھی میں چند سال تک شریک رہا بعد کے ساہوکار موصوف اپنے جلیل القدر خسر ملک التجار الحاج محمد شاہ  
 صاحب مرحوم کے طرف سے کڑپہ میں خریدی نیل کے ٹنٹ مقرر کئے گئے اور مجھے بھی کڑپہ کو ہمراہ لینگے ہر سال نل  
 بارہ لاکھ روپیوں کی نیل ہاں خرید کیجاتی تھی غرض ساہوکار مدوح کے تمام داد و ستد اور کاروبار کا میں ہی محنت  
 تھا جو کچھ اونسے بطور کمیشن سالانہ ملا کرتا تھا وہی میرا ذریعہ معاش تھا تین تیس سال تک میں اس کام پر مامور رہا مجھے پیر بیکار  
 مدوح کی نہایت درجہ کی شفقت تھی اور وہ میرے بڑے محسن تھے اونکے عمر کے اخیر حصہ میں تجارت نیل میں بالکل  
 کاٹکی آگئی اسلئے ان سے قطع تعلق کر کے پھر مدراس کے اسی گڈنگ گلی میں جس جگہ میرا والد ماجد نے تجارت  
 پارچہ کی ابتدا کی تھی میں نے ۱۸۹۷ء میں مختصر زمانہ پر ایک کوٹھی تجارت پارچہ کی اپنے نام سے کہولی ہے تقریباً  
 آٹھ سال سے کاروبار اسکا جاری ہے یون تو میرے متعدد اولاد کسی میں قضا کر گئے مگر ان میں میری ایک  
 اٹھارہ سال کی دختر عین عالم شباب میں بعارضہ طاعون انتقال کی جسکا داغ مفارقت میرے دل پر تادم مرگ  
 باقی بیٹکا دختر مذکور کے وفات کا طلوع تاریخ اس نسخہ میں درج ہے فی الحال میرے دو اولاد ہیں ایک میری  
 بڑی دختر جسکی شادی جناب ملک التجار الحاج محمد بادشاہ صاحب مرحوم کے فرزند محمد عبدالقدوس بادشاہ صاحب  
 سے ۱۳۰۷ھ ہجری ماہ ذی الحجہ میں ہوئی تھی خدا کے فضل و کرم سے اوسکے اولاد بھی ہیں اور ایک میرا فرزند جس کا نام  
 برخوردار خطیب محمد عبدالرشید ہے جسکی شادی میں نے سال گزشتہ کر دی تھی مادہ تاریخ پانچ خطیب عبدالرشید  
 ہے علاوہ اردو اور فارسی کے انگریزی میں سرکپشن کے درجہ کی لیاقت رکھتا ہے اور وہی تجارتی کوٹھی کے  
 کاروبار میں مصروف ہے جسکا ذکر ہو چکا۔ ناظرین سے امید ہے کہ مجھے اور میرے اولاد کو دُعائے خیر سے  
 محروم نہ فرمائینگے۔ تجارت پارچہ آغاز کرنے کے ایام میں سیکر والد امجد ایک عرصہ دراز تک معاہل و عیال  
 مدراس میں اقامت گزین تھے اسلئے میرا اور میرے برادر مرقومہ القدر کے عمر کا بڑا حصہ مدراس میں منقضی ہوا  
 ہم دونوں کی تعلیم و تربیت اسی مقام میں ہوئی یون تو عالم طفلی میں متعدد ہستادوں سے میں نے سبق لیا تھا۔

مگر خاصکر جن سے فارسی درسی کتب میں نے طے کئے اور جن سے فنِ انشائین نے حاصل کیا اونکا ہم گرامی حضرت مولانا مولوی سید مرتضیٰ صاحب نور اللہ فرقدہ ہے حضرت ممدوح نواب کرناٹک کے مدرسہ اعظم میں شاہیر اساتذہ سے تھے اور انکو اعلیٰ درجہ کا فضل و کمال اور تجر و استعداد خدا نے عنایت کی تھی میں نے بتاریخ ۱۵ اردیچہ ۱۲۳۲ ہجری حضرت سیدہ محمد امین الدین حسینی چشتی القادری المعروف بہ حضرت صاحبجو صاحب مدظلہ العالی ساکن دم پٹی منقل ترپاٹور سے سلسلہ قادریہ میں بیعت کی چونکہ حضرت ممدوح کے والد امجد سے میرے والد نے ہی بیعت کی تھی اور اکثر میرے اجدادی بزرگوں کا سلسلہ تبعیت اوتکے ہی خاندان میں مدتِ مدید سے جاری ہے علاوہ اوسکے حضرت ممدوح کو میں نے علوم باطنی میں لگانا پایا اوتکے ارشاد و ہدایت میں کوئی امر خلاف شریعت نظر نہ آیا اسلئے میرے دل نے اس شرف سے محروم رہنا نہ چاہا میری عمر فی الحال باؤٹن سال کی ہے ہوس کہ میں نے اپنے گرانِ نانا عمر کی کچھ قدر نہ کی نہ مجھ سے احکامِ الہی کی پوری تعمیل ہوئی نہ میں نے اپنے قوم کی قلعے قدمے درے کوئی تائید کی بالکل میری عمر اس شعر کے مصداق رہی۔

و

دانی کہ برسمد بکر و سوار گیت      عمر عزیز ماہست کہ برباد می رود

ہاں کہ سے کم قیس سال سے مجھے شعر و شاعری کا شغف ہے اس شغلہ کے لطیفین جو نمایان کام ہوا وہ یہی ہے کہ میں نے پچیس کتاب تصنیف کئے۔ دیوانِ بادشاہ۔ یادگار بادشاہ و جوہر خیال۔ یہ تین کتاب وقتاً فوقتاً زیور طبع سے مزین ہو کر شائع ہو گئے علاوہ اسکے بعض بعض اوقات میرے قومی مفید مضامین اور تاریخین بعض شمالی ہند کے اخبارات۔ کرزن گزٹ۔ کویل۔ وطن میں اور جنوبی ہند کے اخبارات تجرد کن۔ نیز تصنیفی تحفہ قصیری شمس الاخبار میں طبع ہوا کرتے تھے اب یہ چوتھی تصنیف ہے جسکو میں ناظرینِ پاکین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اسکا نام میں نے گلزار بادشاہ رکھا ہے اس نسخے میں ان تمام نظموں کو میں نے غراہم کیا ہے جو بعد طبع یادگار بادشاہ۔ و جوہر خیال موزون کئے گئے تھے اس میں نہ کسی سرضی منین کے سن و جمال خط و خال کی داستان ہے۔ نہ کسی کے فراق و وصال عشق و عاشقی کا بیان ہیں نے عرصہ حوران سے عشقہ اشعار کا لکھنا ترک کر دیا ہے لہذا یہ تصنیف خواجہ حافظ شیراز کا یہ شعر میرے مد نظر رہا۔

و

چون پیشدہی حافظ از سیکہ بیرون شو      رندی و سبیتی در عہد شباب اولی

سرف دودہی امر تھے جو بچے اس نسخہ کے مرتب کرنے پر مجبور کئے پہلا امر جن دوست حساب کے شاوی دلی کے میں نے تین  
لکھے ہیں چونکہ ان کے پاس ان کو نقد کا محفوظ رہا و شواہد امر ہے اگر کسی تہہ کا سنہ دریافت کرنا مقصود ہو تو یہ جو عدنی ہفت روزہ کی ضرورت  
کو پوری کر سکتا ہے۔ دوسرا امر جن کی طبیعت میں خدا نے سخن فہمی کا مادہ عطا فرمایا ہے اس مجموعہ کا کوئی ایک شعر یا کوئی ایک مصرع  
یا کوئی لفظ ان کے پسند آجائے تو میری محنت چیز ہونے کیلئے کافی ہو رہی وجہ تصنیف اور پس

فتح کے دیکھنے والے تو بہت ہیں اے یار پر یہاں جس شناساں سخن تھوڑے ہیں

## دیباچہ دوم از مصنف

دیباچہ مذکور میں لکھے گئے دعائے کے بعد جو قیامت گزرے ہیں وہ یہاں درج کئے جاتے ہیں بتاریخ ۲۵ اگست ۱۹۰۷ء  
سفر میں شریفین کا اتفاق ہوا جناب الحاج حکیم محمد عبدالعزیز صاحب ساکن مدرس اورنگ آباد کے ہمراہوں کیساتھ جنگی تعداد ۳۰  
تہی میں بھی سفر تائیر سے ہمراہ صرف میرے بھانڈا اور ریلوے ہمشیرہ زادہ عبدالشکور نامی تھی لہذا حاصل ہم تنہا کی شہادت سے عازنا  
جج کی تعداد چالیس ہو گئی حکیم صاحب مدوح ہم سب کے قیام تھے مکہ معظمہ میں مدت اقامت پانچ مہینے مدینہ منورہ میں مدت  
اقامت چالیس روز تہی ید مبارک سفر نو مہینے کے عرصے میں اختتام پایا بیسے تاریخ ۵ جون ۱۳۲۷ء ہم سب مع اخیر و احاف  
وارد مدرس ہوئے میں اٹھائے سفر میں دو قیامتیں سفر قلعہ کر کے مجز کوئی نامی اخبار کو بھیجا رہا وقتاً فوقتاً میرا سفر نامہ اخبار  
مذکور میں شائع ہوتا تھا جسکو لوگ نہایت شوق اور پسند سے مطالعہ کرتے تھے جسوقت میری اقامت مکہ معظمہ میں تھی میرے والد بزرگوار  
حضرت خطیب حاجی محمد قاسم صاحب کے انتقال کی خبر کہ ورت اثر بذریعہ تاریخ پینچی جو کچھ صدر میر دلپور گزرا وہ حیطہ تحریر و تقریر سے باہر  
تمام مقامات تبرکہ میں میں نے اونکے لئے دعائے مغفرت کی اونکے وفات کی میں نے جو تاریخ لکھی اس مجموعہ کے تاریخات وفات  
فصل میں مندرج ہے بعد اختتام سفر میں شریفین مدرس سے جب میں اپنے وطن مالوہ یعنی وانباشی پھنپی ٹکڑہ بخار سے سخت  
علیل ہو گیا سلسلہ علالت ڈیڑھا مہکت جاری رہا شدت مرض نے تمام خوش واقارب کو میری زبانت بالکل ہوا  
کر دیا تھا بارے خدا کا فضل شامل حال ہوا مزاج میر صحت پذیر ہوا میں اپنے پاک پروردگار کا کمال لفظ میں شکریہ ادا کروں کہ  
اوسنے مجھے نعمت صحت سے سرفراز کیا گویا از سر نو مجھے زندگی عطا کی

اے خدا قربان احسان شوم      این چہ جان است قربانت شوم

## حمد یا رب تعالیٰ حل شانہ

یہ نظم ایک فاضل بزرگوار کے رسالہ کیلئے بطور تقریظ لکھی گئی تھی مناسب معلوم ہوا کہ اس مجموعہ کا فتح الباب بھی ہو

اے خالق عرش و ارض و افلاک  
نزدیک نہیں ہے عرش سے تو  
نزدیکی و دوری و مسافت  
تو جسم ہے عرض ہے نہ جو ہر  
بچوں و چہرے ذات جیسی  
ہے ذہن میں کیفیت جو ہر یک  
بشک عالم سے تو جدا ہے  
یعنی عالم کے جوہن صفتین  
تیرے صفتین نہیں بعالم  
اجسام کی جیسی ہے جدائی  
اجسام کی کیفیت ہر یک دم  
پس ہم جو کرین قیاس اُس پر  
نئے کوئی نہ تجھ سے متصل ہے  
فوق عرش برین بھی ہے تو  
اس فوق کی تیر کی حقیقت  
تو ہی بھیدا اس کا جانتا ہے  
جیسا تیری ذات کو ہے لائق  
یارب تو کرم سے اپنے یکسر

جہت اور مکان سے ہے تو پاک  
و دوری نہیں اس زمین سے تجھ کو  
اجسام کے ہن یہ سارے نسبت  
محدود نہیں ہے تو اے داور  
ایسی ہر یک صفت ہے تیری  
پاک اس سے تری صفتے بیشک  
مفہوم ہی جدائی کا ہے  
ہرگز ہرگز نہیں ہن تمہارے میں  
کہتے ہن جدائی اس کو ہی ہم  
ہرگز نہیں یوں جدائی تیری  
رکھتے ہن جو اپنے ذہن میں ہم  
بیجا یہ قیاس ہے سراسر  
اور تو کہ کسی سے منفصل ہے  
ہے قرب بھی بند گون سے تجھ کو  
ہم کو نہیں جاننے کی طاقت  
انسان کا جو صلہ ہی کیا ہے  
تیری ہر یک صفت ہے خالق  
توفیق ایسی ہمیں عطا کر

تیزیہ ہر ایک طرح کریں ہم ہر حال میں اعتقاد ہو پاک ہے اس سے بھی بڑکے مدعا کیا ہر طرح سے خوش نصیب ہیں ہم	تیرے ذات و صفت کی دایم افزون ہو ہمارا فہم و ادراک ایمان سے ہو خاتمہ ہمارا ایمان رہے جب ہمارا محکم
---	--

کر ختم سخن اسے بادشاہ  
جو کچھ تھا ادا ہوا ہے مطلب

لذت ہر دہن ہے حمد خدا اختر و آفتاب و ماہ بسین گوہر و عسل و بحر و نخل و حجر دو جہان سب ہیں حمد میں اس کے پتا پتا اُسی کے حمد میں ہے بے نہایت ہے بے نہایتی رحمت جان ہے ذکر شاہ اُمم نہوا ایسا پھر نہ ہو و یگنا جتنے حق سے وہ مرتبے پائے نور فیض خدا سے لامع تھی اس کے تابع ازل سے کون و مکان	تاج فرق سخن ہے حمد خدا عرش و کرسی و آسمان و زمین خور و غلمان و دیو جن و بشر تر زبان سب ہیں حمد میں اس کے ذوہ ذرہ اُسی کے حمد میں ہے ہوا و اکس سے کس کی طاقت تھی نعت ہی حمد سے نہیں کچھ کم مثل اس کے جہان میں کون ہوا جتنے دنیا میں انبیا آئے ذات اقدس وہ سب کی جامع تھی دین اس کا تھا نسخہ ادیان
--	--

روح پر اس کے ہو صلوة و سلام  
آل و صحاب پر بھی اس کے مدام

یہ غزل قومی شاعر اردو موسیقی کیلئے لکھی گئی اور سالہ ترقی تجارت مدراس میں طبع ہوئی

مصرع طرح - "اگر کچھ ہے تو اکدن قوم کے شٹنے کا سامان ہے"

تری توحید و یکتائی الہی تجھ کو شایان ہے  
تو دہب اور ہم ممکن تو باقی اور ہم فانی  
نہ تو مجھے بفضل ہم سے نہ ہم ہیں متصل تجھ سے  
ترے قہر و غضب سے کوئی ہرگز بچ نہیں سکتا  
نہ جو ہر ہے عرض ہے تو نہ ہے جہت و مکان تجھ کو  
نہ تو ہم سر سیکا ہے نہ کوئی مثل ہے تیرا  
ہے تو ہی اول آخر ہے تو ہی ظاہر و باطن  
ترمی غلط تری قدرت تری حکمت تری صنعت  
فشار پائیں سکتے ہیں کدہ ذات جب تیری  
پیمبر تیرا سچا دین سچا اور تو سچا

ترے توصیف کا ہکونہ یا رہے نہ امکان ہے  
میرا تو ہے سب عیبوں سے ہم ہیں غنیمتوں سے  
ہے اعلیٰ تیری ہستی تیری برتر عزت و شان ہے  
ہے حسان حبیبہ تیرا سپہ کل عالم کا احسان ہے  
عیان ہے سب پہ تو لیکن نہ تجھ سے کوئی نہان ہے  
ترے دریائے وحدت کا نہ ساحل ہے نہ پایاں ہے  
یہی فرماں ہے تیرا یہی بس اپنا ایمان ہے  
وہ وسعت کہتی ہے جس سے ہماری عقل حیرا ہے  
ہے دعویٰ جسکو دانا کی کا اسجا سخت یاداں ہے  
ترے احکام سچے اور سچا تیرا قرآن ہے

عوض قومی غنزل کے حمد لکھی پاؤں تھوڑے  
سند خامہ تیرا کسے یوں آج جہلان ہے

یہ غزل شاعرہ مدراس کیلئے لکھی گئی اور گلدستہ خورشید مدراس میں طبع ہوئی

صرح طبع "مثل خورشید حکمتی ہوئی پیشانی تھی"

ذات حق باقی ہے سب کے سوا فانی ہے  
مبتلا عشق مجازی میں رہو گے کب تک  
دست و پا لاکھ ہلائیں بھی تو کیا ہوتا ہے  
خود پسند آئینہ سے ترے ہوا ہے عالم  
خوب تھا کھینچتے اعمال کی سیسے تصویر  
جیسا بے مثل ہر ایک صوف میں تو ہے یارب  
درام دیاد نے چہرہ انہ کسی لب لب کو

فانی چہرہ دن سے محبت ہو یہ نادانی ہے  
لذت عشق حقیقی بھی تو کچھ پانی ہے  
بات پیشانی کی جو ہے وہی پیش آتی ہے  
عقل پر تیسرے سکندر مجھے حیرانی ہے  
بات یہ مانی و بہزاد نے کب مانی ہے  
انکساری ترے بندوں کی بھی لاثانی ہے  
چشم ز گس کی یہ بے سود نگہبانی ہے



سجدہ خالقِ سبحان کی یہ دیکھی تاثیر

مثل خورشیدِ چمکتی ہوئی پشانی ہے

حدِ ہفت ہو یا کوئی نصیحت ہو رستم

بادِ شمشیر کی نہ کوئی اور سخندانی ہے

یہ غزل شاعرہ مدراس کیلئے لکھی گئی اور گلدستہ خورشیدِ مدراس میں طبع ہوئی

مصرع طرح ”ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگِ قدرت کا“

ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگِ قدرت کا  
ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگِ قدرت کا  
ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگِ قدرت کا  
ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگِ قدرت کا  
ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگِ قدرت کا  
ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگِ قدرت کا  
ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگِ قدرت کا

پہلا پہلا نہ کیوں گلشن ہے دنیا کی خلقت کا  
ہر ایک پتہ چمن کا گویا دستِ حقیقت کا  
اشارہ ہے ہی ہر دم مری چشمِ بصیرت کا  
تماشا کیوں نہ دیکھیں عالم کثرت میں وحدت کا  
وہ کیا جانے نہیں ہے مادہ کو فرست کا  
محل ہے یقیب کا نہ موقع ہے یہ حیرت کا  
صدت کے قلم نے لوحِ دل پر لکھ دیا مصرع

زبانِ بادِ شمشیر اور حمد تیری اس سے ثابت ہے

ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگِ قدرت کا

یہ غزل میدانِ عرفات کی تعریف میں لکھی گئی اور خیابانِ تجرؤں میں مدرس میں شائع ہوئی

ہے دربارِ خدا میدانِ عرفات  
زہے عالمِ خوشا میدانِ عرفات  
ہے کیا حیرتِ فزا میدانِ عرفات  
ہے کیا دکھلارنا میدانِ عرفات  
ادھر دکھیں ذرا میدانِ عرفات  
زمین سے تاسما میدانِ عرفات

نہ پوچھو ہے یہ کیا میدانِ عرفات  
فرہم آج ہیں لاکھوں سماں  
گدا و شاہ سب یک رنگ میں ہیں  
خدا کے اب خدائی کا تماشا  
کہاں ہیں منکرینِ حشر آئیں  
صدالبیک کی بھنچا رہا ہے

چمن ہے دین کا میدانِ عرفات  
کجا ہم اور کجا میدانِ عرفات  
نہیں ثانی ترا میدانِ عرفات  
عجب تر بلا میدانِ عرفات  
اسی جا پر کجا میدانِ عرفات  
عیانِ روز جزا میدانِ عرفات

عنادِ ہم بنِ نغمہ اپنا لبیک  
مقدور کھینچ لایا ہے وگر نہ  
تو وہ ہارِ عجبِ نظر ہے جہان کا  
طفیلِ حج تجھے اللہ اکبر  
ملا یا آدم وحو کو حق نے  
زمین پر تیرے ہی ایک روز ہوگا

مٹی کا دل - کہو نکر پاؤں شمشیر کے

یہ خوشِ نظر تر امیدانِ عرفات

## نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

سب سے بہتر ہے یہ موقعِ سخنِ آرائی کا  
عمرِ بہرِ دل ہے ہجرت میں تماشا کی کا  
پہلا زینہ ہے ہی حق کی شناسائی کا  
مدعا ہو گیا حالِ مہینہ کی کا  
یا بنی اب نہیں یا را ہے شکِ بانی کا  
فتیں کس طرح ہو ہر ترے سودائی کا  
خبر کر تا میں ترے دیکے حبیبِ سانی کا  
تہا مقدر میں حلیمہ کے شرفِ دانی کا  
گو زمین بھی مجھے کچھ نعم ہند تیری کا  
ادعا ہے یہ غلط مذہبِ عیسائی کا  
اس قدر ناز ہے کیوں آپ کو کیتائی کا

نہیں جزِ نعتِ بنیِ اہلِ ایمان کی کا  
دیکھئے عالم جو تیرے روضہ کے زیبائی کا  
خافو عشقِ ہم کو سب سمجھتے کیا ہو  
آنکھ سے دیکھ لیا روضہ حضرت میں نے  
پھر مدینہ میں دوبارہ مجھے بلوایے  
عشقِ لیلیٰ ہے وہاں عشقِ ہمیر ہے یہاں  
سجدہ گر غیرِ خدا کیلئے ہوتا محرابِ ابر  
رشکِ ہر کوئی کیا کرتی تہیں نسوانِ و  
حشر تک عشقِ ہمیر ہے فقیہِ دل و جان  
ہو گی توجید کپڑے سے غالبِ تہلیث  
میں ہوں مداحِ بنیِ محمد سے نہ بوجھو ہرگز

شاعر و مکمل شاعر سے کیا نفع ملے

ہر شخص فرضی میں نہیں نام ہے چائی کا

بادِ شمشیر نزع میں تم کلمہ طیب پڑھ لو  
کہو نہ بیٹھو کہیں قابو ہے یہ دانائی کا

یہ غزل گلہ سنہ عروج خیالِ مدراس کیلئے لکھی گئی

مصرع طرح یہ جس کو چے میں جا نکلا گلستان ہو گیا

رنگِ نسبت سے طے جہدم نمایاں ہو گیا

تیرے نام میں جو شالِ برگریاں ہو گیا

شوقِ دیدارِ حیرتِ رقم کرنے لگا

دیکھ کر رہا از حضرتِ اہلِ شربِ دل ہو گیا

کعبہ میں پائی ہے میرِ مردہ دلِ زندگی

راہِ مستِ دہنِ نبیؐ نے وہ قدرِ مست ہو گیا

نوحِ ناران میں کہا نفاق نے پیٹ گیا

چنگیزِ ازبک سے مرغیانِ فراق

نفع گو یا ہو گئی سب شہنشاہِ دین پر

مہر کے آگے نہیں طرحِ پنجم کی ضیا

میں جو سلطانِ رسل کے در کا ہون ادنیٰ گدا

بادِ شمشیرِ تخلصِ محکوشایاں ہو گیا

یہ غزل شاعر و انبیاؤں کے لئے لکھی گئی

مصرع طرح ہے مرامِ غفر پر دانہ شمع طور کا

یا بنی جلوہ دکھا دو عارض پر نور کا

عامیو دربانِ کر و تم جرم کے ناسور کا

بہولِ جا تین حضرتِ موسیٰ بھی عالم طور کا

صنمِ شیرِ بین ہے عالمِ مرہم کا خور کا

وصف لکھتا ہوں بنی کے حُسن کا مین کیا عجب  
سارے ہتھیاروں کو قربان کیجئے اس مست پر  
شوقِ شیرب اور ہے خوفِ سفر کچھ اور ہے  
راز اس کا حق ہی جانے حق مگر کہتے ہیں ہم  
کیا مصطفیٰ مسجد نبوی ہے جس کے وصف کو  
جس شفا عت کی بہاری دہوم عشرین بچے  
شاعر و شاعرِ فرضی عشق بازی چھوڑ دو  
عشق جو سچا ہے مثلِ روز روشن ہے عیا  
دل ہے میرا عندلیبِ گلشن تو حید حق  
بعدِ پھوٹی کے موسیٰ نے زبان سے کیا

دائرہ ہر حرف کا حلقہ ہوشم حور کا  
کیا مقدر ہے تہا رے عشق کے مجبور کا  
شہد کے طالب کو بیجا ہے خطِ زنبور کا  
شہرہ دنیا میں ہے نفعِ صورت تک منصور کا  
آئینہ کا غذ ہو خامہ چاہئے بلور کا  
کیون نہ دل چلے خوشی سے خاطرِ بخور کا  
مین موافق ہو نہیں سکتا ہوں اس دستور کا  
عشق فرضی تو نمونہ ہے شبِ دیبور کا  
ہے مرامِ غ نظر پر وانہ شمعِ طور کا  
ہے مرامِ غ نظر پر وانہ شمعِ طور کا

آستانِ مصطفیٰ کا ہوں گدا ای بادشاہ

میرے آگے کیا ہے رتبہ قیصر و فقور کا

یہ غزل گلستا غرّوج خیالِ مدراس کیلئے لکھی گئی

مصرع طبع، علاج دردِ دل تم سے سیکھا ہو نہیں سکتا،

کسی سے وصف شاہِ انبیا کا ہو نہیں سکتا  
مرضِ عشق احمدیوں معالج سے یہ کہد ونگا  
رخِ حضرت سے اے شمسِ قمرِ شب کیونکر دو  
تنِ اقدس پہ زیبا خلعتِ ختمِ رسالت سے  
تمہا رے قدر و عزت کا مدارِ کرامت کا  
یہاں محبوبِ حق ہے اور وہاں سچے غلامانِ حق  
دلالتِ خوف کیوں ہو و اعطو تم روزِ محشر کا

کبھی قطرہ کے منہ سے وصف دریا ہو نہیں سکتا  
علاجِ دردِ دل تم سے سیکھا ہو نہیں سکتا  
کرو تم لاکھ بھی سنت یہ اصلا ہو نہیں سکتا  
قسمِ حق کی قیامت تک بھی تم سا ہو نہیں سکتا  
بجز اللہ کے کوئی شناسا ہو نہیں سکتا  
مدینے سے کبھی فرو کوس اچھا ہو نہیں سکتا  
شفیع المذنبین کیا اپنا ملجا ہو نہیں سکتا

<p>کسی کا میرے دل پر کچھ اجارا ہو نہیں سکتا خذف پارہ کسی دن ورکیتا ہو نہیں سکتا صبا کیا تجھ سے اتنا کام میرا ہو نہیں سکتا</p>	<p>بتوں پر سب خدایں میں فدا اپنے پیسیر پر بنی کے عاشقوں سے قسین مسر ہو یہ بجا ہے ملا دے خاک میری بعد مردن خاک طیب سے</p>
<p>ہے انکی یک نگاہ لطف کافی بادشاہت مجھ کو جو ادنیٰ امتی ہوں کیا میں اعلیٰ ہو نہیں سکتا</p>	
<p>یہ غزل مشاعرہ مدراس کیلئے لکھی گئی اور گلدستہ خورشید مدراس میں طبع ہوئی</p>	
<p>مصرع طرح "بیگانہ سب سے ہے جو ترا آشنا ہوا" ہر ایک حرف قابل صل علیٰ ہوا دل میرا گویا آئینہ حق نما ہوا نام نہا باد شہر جو ہوا کیا بجا ہوا تجھ سانہ دوسرا میں کوئی دوسرا ہوا قطرہ ترے کرم سے درجے بہا ہوا تو حید کا ہے باغ جو پہلا پہلا ہوا رہتا ہے شوق دو قدم آگے بڑھا ہوا بیگانہ سب سے ہے جو ترا آشنا ہوا</p>	<p>مجھ سے تم جو وصف شاہ انبیا ہوا پر تو گلن جو عشق حبیب ہوا میں دل سے آستانِ نبی کا گد ہوا جامع ہے تو جمیع فضائل کا یا نبی تیری نظر نے کر دیا ذرہ کو آفتاب تیرے سما فیض و ہدایت کا طفیل کر لیا ہے قصدِ مدبرہ طیبہ جو میرا دل اپنی خبر ہے مجھ کو نہ غیر و نکا ہے خیال</p>
<p>پیش خدایں جاؤنگا محشر میں بادشاہ نعتِ نبی کا ہاتھ میں دھریا ہوا</p>	
<p>مندرجہ ذیل غزلین گلدستہ عروج خیال مدراس کیلئے لکھی گئیں</p>	
<p>مصرع طرح "انکے دل بہدم کر پہلو سے کیا جاتا رہا"</p>	
<p>صبر و استقلال کا بھی حوصلہ جاتا رہا سوئے طیبہ قافلہ پر قافلہ جاتا رہا</p>	<p>ہجرا احمد میں نہ پوچھو مجھ سے کیا جاتا رہا وائے ناکامی پڑے ہیں ہند میں مایوس ہم</p>

عشق احمد نے مٹا دل سے میرے عشق غیر  
 بیگیا وہ ساتھ اپنے رحمت و صبر و قدر  
 محبت ملک و گلاب اس راہ سے آتی رہی  
 ہم مدینہ تو گئے لیکن نہ اس جام سے  
 لطف شوق دیدین ہے آنکھ میری مبتلا  
 شرق سے تا غرب جب و کجا جب تو حید کا  
 کہتے تھے روح الامین وقت وفات مضطرب  
 جسے آنکھوں میں سمائی ہے مدینہ کی بیا

آشنا تا ہم رہا آشتی جاتا رہا  
 آنکھوں بدمیر سے پہلو سے کیا جاتا رہا  
 جس گلی جس سے آواز آیا جاتا رہا  
 ہمارے کیا بایا تھا ہم نے ہم سے کیا جاتا رہا  
 دیکھتا رہا ضد کا وہ صبح ہم سے کیا جاتا رہا  
 زور کفر و شکر کا جاتا رہا جاتا رہا  
 لطف اس دنیا میں آنے کا جو تھا جاتا رہا  
 شوق اسے جھوٹا ہے مجھ فروس کا جاتا رہا

پسچی سچی میں گوئی کا ہے چرچا بادشاہ

اب تو فرضی عشق بازی کا مزاج جاتا رہا

مصرع طبع ہوا ہے عالم میں اور بیسرا

دین تین ہے پہلا نزدیکی دور تیرا  
 تیری بدانیوں سے ہے تفتین ہر یک  
 آغا و شیرکین سے بچتا سینکے سر اس  
 قدرت ہے وہ خدا کی قیامت ہے خدا کا  
 فعلی رضائی قوی سنت کے ہیں جو پرو  
 ہیں صاف تر بشیر تورت اور بخیل  
 تو خاتم الرسل ہے سردار دو جہان ہے  
 شیدانہ ہو جو تیرا مومن وہ کس طرح ہو  
 تھا عرش اب ای موسیٰ معراج کا وہ  
 دوزخ سے تو چہرہ اگر حبت ہیں و کہانے

گو یا ہے میرے حسب طم و ریترا  
 معبود دہریا ہے عالم میں نور تیرا  
 چاہے ہم جو دیکھیں رواں تیرا  
 ہاں تیرے حسن کیو کرے سلمان و حور تیرا  
 لطف و کرم نہیں پر ہر سجادہ خور تیرا  
 اور دے گیا ہے بیشک مرثہ و غور تیرا  
 رہنہ رستم کروں کیا میں انی حضور تیرا  
 رکھتا ہے عشق دل میں ہر یک ضرور تیرا  
 معراج گزین پر پختہ کوہ طور تیرا  
 ہو گا زبیرت دل نا صبور تیرا

ای بادشہ شفیع محشر بنی ہے اپنا  
کیا غم ہے گر ہے بید جرم و قصور تیرا

مصراع طرح ”کسی گردن کو جھکا تا نہیں جان تیرا“

یا بنی کے نہیں دل میں ہے ارمان  
سرفرازی ہے ہدایت سے ترے عالم کو  
کون ہوں کیا ہوں کروں عشق کا دعویٰ کوئی  
حمد سے نعت ہی کہتی رہتی صبح و سہا  
غاصبان حشر میں یوں تھک چکا وہ ٹھینگے  
کشتار اسکی بے کبری سے اگر نسبت دون  
وقف بکچھ ہے یہ تیرے لئے ای عشق بنی  
کیون سکندر بھی نہ شہد رہوئے ریح ہے  
مصر میں اسلئے گھلایا عزیز عالم  
ناگزرا رہا کیون نہوای ابراہیم  
فخر کرتے ہیں رسل ذات معلیٰ یہ ترے  
بلبل باغ مدینہ ہوں مجھے کیا پروا

کون مزاح نہیں صاحب ایمان تیرا  
کسی گردن کو جھکا تا نہیں جان تیرا  
عشق خود رکھتا ہے جب حضرت حمان تیرا  
حد نہیں میری کوئی اور نہ پایاں تیرا  
بیک وسیلہ نہیں بن دین کے سلطان تیرا  
فوقیت رکھتا ہے دارا پہ بھی دربان تیرا  
جسم تیرا ہے بجا نقد دل و جان تیرا  
آئینہ رہتا ہے ہر آئینہ حیران تیرا  
نور رکھتا تھا جبین پر مکہ نغان تیرا  
نور سے کسکے تھا عارض یہ و خشان تیرا  
یا بنی تجھ پہ ہر ایک وصف ہے نازان تیرا  
ہو مبارک تجھے رضوان یکستان تیرا

بادشہ کو نہیں کوئین میں کچھ خوف و ہراس  
حشر میں ہاتھ مرا اور ہے دامان تیرا

مصراع طرح ”ترہتا ہے دل شاد کیا کیا“

مد نیے کی ہے جھکوا یا د کیا کیا  
سپہ تیہی شرمین انداد کیا کیا  
منادی تو نے کی توحید کی جب  
ترہتا ہے دل شاد کیا کیا  
ہوے دوزخ سے ہم آزاد کیا کیا  
شایا کفر اور الحاد کیا کیا



<p>ہدایت سے ہو معمور عالم بہار وحدت حق کا ہے جلوہ لکھا ہے مین نے وصف چشم سرور ہزاروں سیکڑوں ہمت مین تیرے نبوت کسکو ہے جن و ملک مین طپان ہوں غمزدہ ہوں مضطرب ہوں دوبارہ جا کے جب پھنچوں مدینہ</p>	<p>ضلالت ہو گئی برباد کیا کیا ہے پھولا گلشن ایجا د کیا کیا ہے ہستا دو کنا اسپر صا د کیا کیا ہوے قطاب اور اوتا د کیا کیا معزز ہے یہ آدم زاد کیا کیا تری رفقت کی ہے بیدا د کیا کیا کر ڈنگا مالہ د سر یاد کیا کیا</p>
<p>مین تلح بنی ہوں بادشاہ آج ملیگی شاعرون سے داد کیا کیا</p>	
<p>مصرع طرح ”یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا“</p>	
<p>ترے روضہ پر دوبارہ جو مرہاں ہوتا مین مدینہ جا کے آیا مراد عسا نہ پایا تری دید خواب مین بھی نہوی مجھے میسر کیا خاتم الرسالت تجھے خالق جہان نے کبھی شکار ہوتی نہ خدا کی یہ خدائی مری آنکھ کیوں نہ سمجھے اسے سرمہ جواہر مین درود پڑھے ہر دم ترا نام لے رہا ہوں تری ہجر کی مصیبت نہ اگر مجھے ستانی مجھے ہو یقین ہر دم ترے در پہ ہو رسانی دم گریہ وصف کرتا جو ترا اے بحر خوبی تری یک نظر جو پڑتی اے سماں بطف رحمت</p>	<p>مری جان صدمتے ہوتی مرادل نثار ہوتا نہ تھے یہ نصیب میرے کہ وہاں مزار ہوتا مر بخت خفتہ شاید نہیں ہوشیار ہوتا تو بنی جہان مین کیونکر کوئی نہیبار ہوتا نہ ترا وجود اطہر اگر آشکار ہوتا ترے گور کا میسر جو مجھے غبار ہوتا یہ لحاظ مین نہ کرتا تو قصور وار ہوتا کبھی غمزدہ نہ ہوتا نہ تو بقیہ سرار ہوتا مری زلیت کا اگر کچھ مجھے اعتبار ہوتا مرا اشک قطرہ قطرہ دُر شا ہوار ہوتا مرا گلشن مقاصد ابھی پُر ہبار ہوتا</p>

نہ رہے اگر وہاں تو مجھے خلد سے بیابان  
مکمل ترس رہا کہ وہاں کامرے حق میں خار ہوتا

یہی خزاں رستہ کو دم بار پر سر بس تھا  
ترسے خادموں میں شاہما جو مرا شہما ہوتا

یہ منزل محاش شاہ مکہ منظمین شریکی گئی اور اخبار تھجہر دکن مدراس میں شایع ہوئی

مصرع طبع لینا تھا اول یہ مجھ سے ہی خانہ خراب کا

ہوں شفیقہ لقا ئے رسالت تاب کا  
یاد آ رہا ہے وہ گل عارض جناب کا  
نیشہ ہے مجھ کو عشق پہنچا کے شراب کا  
بہم و گناہ میں بہت کس نامہ بینا  
نوبت زوال کہانی پہنچی کہان کہان  
سیما پارہ پارہ ہو غیرت سے کیا عجب  
ہم کسکے انتہی میں ہی دوزخ تو شور کر  
شیریں ہوا ہے چاہ انس کا وہ آب شور  
افس بھر حرص و ہوا میں ہن عرق ہم  
لے نفس بدیدہ خوب نہیں دل لگی تری

جلوہ ہے داغ دین مرے آفتاب کا  
آنسو کو میرے آج ہے تہہ گلاب کا  
عالم ہے نگرشوں کے لوہے نیکر کباب کا  
بین ہوں غلام شافعہ یوم الحساب کا  
دانا بجا ہے دین کے نب عجب داب کا  
بھرنی میں ہے وہ سماں اضطراب کا  
وہ اور ہو گئے خوف ہو چکو غراب کا  
ادنی سایہ اثر تھا بنی کے لعاب کا  
سہ زنگی ہاں ہی نمونہ حساب کا  
لینا تھا دل یہ مجھ سے ہی خانہ خراب کا

مکہ میں آئیں اوکھیں شوخیہ غزل

ای بادشاہ کام نہیں پٹو اب کا

سندرجہ ذیل غزلین گلدستہ عروج خیال مدراس کے لئے لکھی گئیں

مصرع طبع حضرت دل جبین کیا رنگ دکھلائی گئے آپ

رنگاری بہت عاصی کو دلوائینگے آپ  
مگر نہ ہوں ہمراہ یہ جنت میں کب جائینگے آپ

اللہ اللہ حشر میں بس شان سے آئینگے آپ  
کیسی ہمدردی نوازش کس قدر بہت یہ

کہتے تھے اس دہرین تشریفاب لائینگے آپ  
گرد و بارہ پھر مجھے شربین بلو لائینگے آپ  
حضرت دل بھر میں کیا رنگ دکھلائیے آپ  
گو یا فرمان الہی ہے جو فرما لینگے آپ  
اور یوں نور ہدایت اپنا چمکا لینگے آپ  
خاک کو میرے مدنیہ میں جو پھینکا لینگے آپ  
پارہ پارہ ہو قمرنگی جو ستلا لینگے آپ  
جو مکذب ہیں وہ دل ہی دل میں پچا لینگے آپ

نور کے لیکر طبق وقت ولادت سب ملک  
خوش نصیبی پر مری کیا اس سے بڑکھر خوش ہو  
جب مدینہ میں تھا مسجد جوشن اظہار طرب  
بیگان حق کی اطاعت ہے اطاعت آپ کی  
کس کو تھا معلوم یوں ہوگی ضلالت کا عدم  
یا نبی ہے گلشن فردوس کو میرا سلام  
رشتک رخ سے آپ کے خورشید ہوگا زرد رو  
جو مصدق آپ کے میں خوش رہینگے حشر میں

پاک فرضی عشق سے ہے بادشاہ کی شاعری  
جہہ سے ہی رنگین مرزا جو لطف کیا پائینگے آپ

مصرع طبع نیسے پھلوں میں ہے وہ رشک قمر آجکی رات

کس قدر حیرت چھٹکا ہے اثر آجکی رات  
ہو مبارک اے مسافر سیفر آجکی رات  
ہے پرے عرش کے حضرت کا گزرا آجکی رات  
پشت پر میرے ہے یک شک قمر آجکی رات  
ہم کلامی ہوئی خالق سے اوہر آجکی رات  
رکھتی ہے نین مگر شان و گراں آجکی رات  
صدقے تم پر میں دل و جان جگر آجکی رات  
ہے مکمل اے شہ جن و بشر آجکی رات  
تم نے پایا ہے جو کچھ عز و شرف آجکی رات  
اہل دوزخ کی بھی لی تم نے خبر آجکی رات

شب معراج ہے اے اہل نظر آجکی رات  
پردہ غیب سے ہر وقت صدا آتی ہے  
کیا کرے سدہ سے پرواز پر روح امین  
سرنگوں کیوں نہوں انجم بھی کہتا ہے براق  
یک تجلی سے اوہر طور پہ پیچو دتھے کلیم  
خلق کین خالق عالم نے بہت سی راتیں  
حورین جنت میں فلک پر یہ ملک کہتے ہیں  
قاب قوسین او ادنیٰ کا جو کچھ تھا مفہوم  
نہ ملا ہے کسی کرل کسی پہنچے کو  
نہ فقط گلشن جنت کا کیا نظارہ

طاعت حق میں ہیں تا کہ سحر آج کی رات	بست ہوستم ہے جب کی یہ مبارک تاریخ
صدف ماہِ جب میں ہے گہر آج کی رات	قدر کیا ہوگی صدف کی نہ ہو جب اس میں گہر

بادشاہ پاؤں کے کس طرح جزا کھل کے دن  
خوابِ غفلت میں اگر ہوگی بسر آج کی رات

مصرع طرح اُسے دل ہی تو وقت ہے بہت نہ ہاں آج

میرا دہن ہے میری زبان پر نثار آج صلی علی کی کیوں نہ ہو ہر جا پکار آج اُسے دل ہی تو وقت ہے بہت نہ ہاں آج کیا خوشنما ہے میرے چین کی بہار آج خوارِ قصور کا میں نہیں خواستگار آج کیا یہ زمین فلک پہ ہے میرا وقار آج صدقے مے سخن پہ ہے مشک تار آج تیسرے سوا ہے کون ہیں غمگسار آج حد سے گزر گیا ہے مرا انتظار آج شاعر ہیں یوں جہان میں ہزاروں ہزار آج	کس کا ہے نام و رد زبان بار بار آج نعتِ نبی پہ ہے میرا دار و مدار آج اُسے طبع دیکھ آج ترا امتحان ہے سینہ ہے میرا بحرِ میر سے داغ داغ جنت میں بھی کہوں گاتری دید بس مجھے با صدق دل غلامِ شہِ انبیاء ہوں میں لکھتا ہوں وصفِ نہایت گیسوئے مصطفیٰ ہمت یہی کہیگی قیامت میں یا نبیؐ کیا جانوں میں کہ کسے مدینہ کا پیر سفر تقدیرِ اہل فہم کی نہیں قلیل سے
--	--

داعِ مصطفیٰ ہوں نخلص ہے بادشاہ

غیروں کی طرح سے ہے مجھے ننگ و عار آج

مصرع طرح تنہ رہی رونقِ بزمِ شعرا میرے بعد

گلِ نرگس مری تربت پہ کھلا میرے بعد نہ رہی رونقِ بزمِ شعرا میرے بعد بس ہے اس شمع کی مرقعہ میں ضیا میرے بعد	شوقِ دیدارِ نبیؐ سا تھا رہا میرے بعد لطفِ کچھ مدحِ نبیؐ کا نہ ملا میرے بعد یا نبیؐ داغِ محبت ترا لایبِ تا ہوں
---	---

دست و پا میرے گناہوں کی گواہی دینگے کہا حضرت نے کہ دنیا میں ہوں چھوڑا چھوڑ یہی دو چیز تمہارے لئے ہیں جہنم میں نیک اعمال فقط حشر میں کام آئیں گے خاک کو میرے ذرا خاک مدینہ میں ملا میں انھوں حشر میں عشاق نبی کے صف میں آہ کس درد سے فرمائیں گے حشر میں نبی	یہی دشمن ہیں میرے روز جزا میرے بعد ایک قرآن دگر آل عبا میرے بعد یہی دو کہلائیں تہمین راہ ہدایا میرے بعد ہیں غبت تصور مکان سیم و طلا میرے بعد اتنا احسان کراے باد صبا میرے بعد یہی کافی ہے میرے حق میں دعا میرے بعد میری امت ترا کیا حال ہو امیر کے بعد
--	--

بادِ سنہ فکر ہے کیا گر نہیں اب قادر سخن

خلق کو میرے سخن کا ہے مزا میرے بعد

یٰٰظم جل جلالہ عید المیلاد ۱۳۳۱ھ کے لئے لکھی گئی۔

یہ عید وہ ہے جس پر خدا بین ہزار عید یہ عید وہ ہے جس سے ہو بین مینا عید یہ عید وہ ہے فخر وہ روز گار عید بتلاؤ اس سے اور کوئی باؤ فار عید ملک عرب میں ہے یہی با افتخار عید عید الفطر کو کرتی ہے یہ شرمسار عید یہ عید ہے ہمارے لئے ستار عید اسدن کی کیوں سنائیں نہ ہم شاندار عید کیا بہر کفر تہی یہ تزلزل شعار عید تہی گویا ابر حمت پروردگار عید یوں تیرا سال بھر ہے ہمیں انتظار عید	میلادِ مصطفیٰ کی ہے کیا پربہار عید یہ عید وہ ہے جس سے ہے سلام کی بنا یہ عید وہ ہے جس سے طرب کو بھی ہے طرب اس عید کے تھے مژدہ رساں اگلے انبیا اس عید کی تو دہوم بہت کم ہے ہند میں قرآنِ سپہ کیوں نہ ہو عید الفصحی مایام توحید پہلی کھڑ ہو جس سے پائمال جسدِ رسول پاک کا دنیا میں ہو ظہور جنبش ہوئی عمارت کسریٰ میں یکایک آتشکدہ محسوس کافی الفوج بچہ گیا سب مومنوں کی آنکھ ہے نرگس کی طرح وا
---	---

نظارہ تیرا کرتا ہے لیل و نہار عید  
اس عید کو نہ سمجھے اگر دیندار عید  
کل حشرین ہماری ہے یہ نگار عید  
ہم سے بس ان امور کی ہر خوشگوار عید  
کرتی ہنن ہے اسکی طلب زینہا عید  
کرتے ہیں آج تیری خوشی بار بار عید  
اکنوں ہر آنکہ گفت نیامد بکار عید

عینک لگا کے پیر فلک مہر و ماہ کی  
بیشک دل اسکا حب بنی سے بعید ہے  
جوش دلی سے آج مناتے ہیں ہم خوشی  
کہا میں کھلائیں دیوین دلائین خوشی کرین  
از روئے شرع کام کوئی ناجواز ہو  
حورین خنان میں ارض پہ ہم چرخ پر ملک  
دائیم مازطر زخیالات اوچہ کار

ہر وقت لفظ عید زباں پر ہے بادشاہ

میری زبان کو کیوں نکرے شکبار عید

یہ نظم بھی اسی جہ کیلئے لکھی گئی

کیا خوشی لائی ہے عید المیلاد  
جلوہ افزائی ہے عید المیلاد  
تیرا شیدائی ہے عید المیلاد  
تو نے جو پائی ہے عید المیلاد  
دل تمنا کی ہے عید المیلاد  
آج اترائی ہے عید المیلاد  
محفل آرائی ہے عید المیلاد  
تیری زیبائی ہے عید المیلاد  
تم نے دکھلائی ہے عید المیلاد  
وقف گویائی ہے عید المیلاد

مرحبا آئی ہے عید المیلاد  
سرور ہر دو جہان کی تجھ میں  
دل میں جسکے ہے بنی کی الفت  
پائی کس عید نے عزت ایسی  
جان معمور ہے الفت سے ترے  
دیکھ کر اپنے طلبگاروں کو  
آج کس شان سے اس جا پہ تری  
کھب گئی آج نظر میں سب کے  
خوب اے منتظمین مجلس  
نعت میں آج زبان ہر یک کی

بادشاہ غل بھی ہر جا ہے بپا

آئی ہے آئی ہے عید المیلاد

یہ نظم جلسہ جشن عید المیلاد ۱۳۳۳ھ کیلئے لکھی گئی

مرحبا خوبے عید المیلاد	کیا خوش اسلوبے عید المیلاد
امتی ہم ہین حبیب حق کے	ہم کو محبوبے عید المیلاد
ہے ہر یک عید کی ہر یک کو طلب	ہم کو مطلوبے عید المیلاد
یا بنی حب کو ہے الفت تیری	اس کو مرغوبے عید المیلاد
جس کو الفت ہنن ہاں اسکے لئے	سخت معیوبے عید المیلاد
ہم کسی کے ہین غلاموں کے غلام	جس سے فسوبے عید المیلاد
سب پہ غالب ہے تو تجھ سے ہر عید	آج مغلوبے عید المیلاد
نزد حق جو ہین معظم ایام	انہیں محسوبے عید المیلاد

بادشاہ کے ہے ہی ورد زبان

خوبے خوبے عید المیلاد

یہ نظم جلسہ جشن عید المیلاد ۱۳۳۳ھ کیلئے لکھی گئی جسکا تاریخی نام ”مدحت رحمتہ العالمین“ ہے

کیا مہ میلاد آیا صورت باد بہار	غنچہ ہاتے دل ہمارے ہین شکفتہ بار بار
ہم جہی ہین ہر رنگ میں اپنے بنی کے مدح خوان	باغ میں ہین بلبوں کے جی طرح نغمے ہزار
مثل سنبل تھے پریشان ہم اسی مہ کیلئے	آمد آمد کا تھا اسکے مثل نرگس انتظار
اللہ اللہ آج وہ دن وہ ہمیں آگیا	اللہ اللہ بخت خواہیدہ ہوا پھر ہوشیار
یہ خوشی وہ ہے مقابل اسکے کیا کوئی خوشی	یہ خوشی وہ ہے اثر اسکا ہے تار و ز شمار
اس خوشی سے واقعی خالی نہ رہنا چاہئے	کوئی گھر کوئی محلہ کوئی وہ کوئی دیار
مرحبا صد مرحبا کہتی ہین حورین خلد میں	چرخ پر مثل علی کی ہے ملائیک میں پکار
وہ بنی اپید کیا جسکے لئے حنلاق نے	مہر و مد ارض و سماجن و بشر بیل و نہار



وہ بنی! جبرِ نبوت اور رسالت ختم ہے  
 وہ بنی! کفر و ضلالت کو کیا جس نے تباہ  
 وہ بنی! در کا گداجسکے ہے سلطانِ ابن  
 وہ بنی! اہلِ مین زمین سے لامکان نکال گیا  
 وہ بنی! کفار بھی قایل تھے جسکے حلم کے  
 وہ بنی! جسکے فضائل کی نہیں کچھ انتہا  
 وہ بنی! انگلی سے جسکے ہو گیا شقِ الفقر  
 وہ بنی! بہر شفاعت جب زبان اسکی کھلے  
 وہ بنی! جسکے تنِ اقدس کو سایہ ہی نہ تھا  
 وہ بنی! دنیا میں جس نے بہر سیرابی فوج  
 وہ بنی! جہرِ نبوت جسکے پشتِ پاک پر  
 وہ بنی! جس راہ جس کو چے سے کرتا تھا گزر  
 وہ بنی! جسکی نظر تھی دور و نزدیک اکیسان  
 وہ بنی! جسکا پسینہ تھا معطر سرسیر  
 دوستو مطلوبِ کل عالم کو ہے حقکی رضا  
 وہ بنی! جسکا محمد مصطفیٰ ہے پاک نام  
 یہ وہی دن ہیں کہ وہ پیدا ہوا اس دہر میں  
 کسکو اس دن کے فضیلت کا نہیں اعتراف  
 یا آہی تو طفیل اس دن کے ہم پر جسم کر  
 صدق دے غلامی دے ایمان سے ہو خاتمہ  
 یمن سے اس دن کے ہم سے دور کر بغض و نفاق

مثل اسکے کب ہوا کوئی نہ ہو گا زینہار  
 کر دیا برپا علم تو حید حق کا استوار  
 سب سلاطین کو گدائی پر ہے جسکے افتخار  
 قابِ تو سین کا ملا جسکو وہاں عز و وقار  
 جسکے تھا خلق و تو واضع کا سحر و زگار  
 وہ بنی! جسکے خصائص کا نہیں حدود شمار  
 عالم علوی پہ جو اپنا دکھایا اختیاء  
 کیون نہوں لاکھوں گنہگار ان ہمت رشتکار  
 تھا سراطر پہ جسکے ابر و ایم سایہ دار  
 انگلیوں سے اپنی جاری کر دیا ہے آبشار  
 صاف تر موجود تھی کاشمش فی النصفِ انہار  
 وہ گلی وہ راہ ہو جاتی تھی یکسر مشکبار  
 پیش و پس کا حال کیساں دیکھتے تھے آشکار  
 وہ بنی! تن پر مگس بیٹھی نہ جسکے زینہار  
 لیک طالب ہے رضا کا اسکے و ایم کردگار  
 رحمۃ للعالمین جسکا لقب ہے شاندار  
 ان دنوں ظاہر ہوا اسکا وجود با وقار  
 اسکے عظمت کا ہو منکر کون ہے وہ دیندار  
 ہکو ہر مقصد میں کیجے کامیاب و کامگار  
 شرع کے احکام پر ہوں منحصر قومی شعار  
 اتفاق و یکدلی دے ہم میں یارب پاسدار

ہو اگر ذائل عجب اسکا نہیں ہے زینہ سار  
اور کہلاتے ہیں اسکے امتی ہم جان نثار  
اپنی غفلت پر نہیں ہوتے ہیں مطابق شہ سار  
آمین آمین! اکہتے سارے سابعین نامدار  
ہے ہمیشہ نظم کا میرے سلاست پر مدار

ہیں سے اس روز کے میری بصارت کا فتور  
قول فعل مصطفیٰ کی کچھ نہیں ہے پیر وی  
کیسی یہ غفلت ہماری اور کیسی کاہلی  
یا اہی اس دعا کو دیجئے فشر قبول  
کوئی جدت ہے نہ زنگینی نہ اغراق و غلو

مدح خوان کس کا ہون میں کیا غم ہے مجھ کو بادشاہ

میری محنت کا صلہ دیگا مجھے پروردگار

مندرجہ ذیل غزلیں گلدستہ عروج خیال مدح میں کی گئی ہیں

مصرعہ طرح بہت پختا بیگا اسے بیوفا سے جدا ہو کر

مرا ہر یک سخن چمکیگا در بے بہا نہ کر  
یقین ہے شوق پھر بیجا ہے جھکا رہنا ہو کر  
عجب کیا روح جا بھنچے وہاں باد و باد ہو کر  
ہو و مقبول تجھ کو کون ختم الّا نبی ہو کر  
گئی اور آگیا یک پل میں تو عرش علا ہو کر  
رہوں تا مرگ یا رب مجھو عشق مصطفیٰ ہو کر  
ٹپک پڑتی ہیں میرے شک عطرموتیا ہو کر  
ملا ہے آب زمزم کیا انہیں آب بقا ہو کر  
کھڑی ہیں جب سیکڑوں عاصی کو زیر لو ہو کر  
ہزاروں جا بیٹھے جنت کو دوزخ سے رہا ہو کر  
ہر یک ذرہ دوشان ہے یہاں شمس لعلی ہو کر  
بھلا کیا پاؤں سے عشق بتان میں مبتلا ہو کر

رہوں میں بحر نعت مصطفیٰ سے آشنا ہو کر  
پڑا ہوں ہند میں اب میں مدینہ سے جدا ہو کر  
خیال گلشن شرب رہ گیا بعد مردن بھی  
ترا عز و شرف کس سے بیان ہو یا رسول اللہ  
شب معراج پایا تو نے رتبہ قاب قوسین کا  
اسی کا وہیاں ہو دل میں اسکا ذکر بول پر  
تصور میں گل زہار حضرت کے جو روتا ہوں  
تن مردہ میں مشتاقان حج کے جان آئی ہو کر  
سما اسوقت محشر میں رہیگا دید کے قابل  
شہادت کیلئے یک جنب لب تری کافی ہے  
جہاں میں تیرے انوار ہدایت ہیں عجب پہلے  
کر یہ سچی محبت شاعر و نافع ہو تم کو

خطاب بادشہ مشہور ہے میراجو عالم میں  
شرف پایا یہ میں نے کوئے احمد کا گداہو گر

مصرع طح ”ہے چراغان آج کعبے کے درو دیوار پر“

داعہائے عشق پیغمبرین قلب زار پر  
شیفتہ ہوں دل سے حسن احمد مختار پر  
داعہائے دل و دہر نکھیں ادہرین تنکبار  
جا پکھنچتا اور کے طیبہ میں پیمبر کے حضور  
شربت دیدار پلوادو مسیحائی کرو  
شوق سے جب یا محمد کا کرون بخر بلند  
ملک شرب میں اگر آئے مجھے خواب جل  
دوست اور دشمن پہنچیں یکساں توجہ کی نظر  
فرج بشیدی کو کیا سمجھیں غلامان نبی  
وصف ہے توحید کا شایان اگر حق کیلئے

ہے چراغان آج کعبے کے درو دیوار پر  
کب نظر میری پڑ گئی اکبسی دلدار پر  
سچ تو ہے بارش بھی ہونی چاہئے گلزار پر  
بازوؤں میں گر عطا کرتا خدا دو چار پر  
یا بنی کیجے کرم اس مجھ کے بیمار پر  
زلزلہ ڈالوں زمین پر دشت پرکھار پر  
میں کرونگا ناز اپنے طالع بیدار پر  
لطف تہا تیرا برابر پر اغیار پر  
شوکت دارا خدا ہے آپ کے دربار پر  
ختم ہے شان رسالت سید ابرار پر

حسن اصلی کو ہے کیا زیور کی حاجت بادشاہ  
سادگی کو فخر ہے بالکل مرے اشعار پر

مصرع طح ”یہ گلشن نہیں دل لگانے کے قابل“

زبان نعت کے ہے سنانے کے قابل  
بنانا تھا جیسا بنایا ہے حق نے  
شفاعت کے محتاج عاصی ہیں ورنہ  
نبوت ہوئی ختم اب مثل تیرے  
پس ذات خالق جو کچھ ہے بزرگی

ہے دل انہ قرآن جانے کے قابل  
ہے پہر کون تجھ سا بنانے کے قابل  
خدا کو ہن کیا منہ دکھانے کے قابل  
نہیں کوئی دنیا میں آنے کے قابل  
فقط تو ہی تھا اسکے پانے کے قابل

<p>نہوتا جو غیر دن کو ممنوع مسجد عبث و بیداری کا دعویٰ ہے سب کو خزان اسکو برباد کر دیگی دن جنا دو کوئی جا کے سب بلبون کو تم اے شاعر و عشق فرضی کو چھوڑو</p>	<p>تزار و ضہ تھا سر جہانے کے قابل بہت کم ہین اسکے پہلنے کے قابل یہ گلشن ہین دل لگانے کے قابل یہ گلشن ہین دل لگانے کے قابل یہ ہرگز نہیں اس زمانے کے قابل</p>
<p>ضعیفی میں ای بادشاہ غم بھی ہے رہا میں نہ تیرب کو جانے کے قابل</p>	
<p>مصراع طرح "مجھ سنا دے زمانہ کو پروردگار دل"</p>	
<p>عشق رسول پاک میں ہے بقیت دل سردار سلیمین پہ ہے میرا شمار دل لگتا نہیں ہے دل مرا جبر نعت مصلفہ دنیا کی خواہشیں نہ سو کرین اسے اعداکو ہمدعا کے عوض تو نے دی دعا اس دل کو نذر کرنے کے قابل ہے چیر کیا کیونکر ہوں منکران بنی سیر و برو معدوم نیکیاں ہن ہجوم گناہ ہے حکم ہن جو عشق خدا و رسول میں ہر آن تیرے شوق زیارت میں یابی</p>	<p>ہے رشک لالہ زار مرا پڑ بہار دل کعبہ سے عرش سے ہر فزون با وقار دل صدقے ہوں سیکر دل پہ نہ کیوں شمار دل پہلو میں دیکھ لیتا ہوں میں بار بار دل اللہ ربے ترا وہ عطا عطا شاعر دل امت کا نزع تک جو رہا غمگسار دل میدان عشق میں ہے شہسوار دل کیا لیکے جاؤں پیش خدا شرمسار دل دہونڈیں تو ایسے سو میں طینگے دوچار دل سیا کے طرح ہے مرا بقیرار دل</p>
<p>کیسان فراق و وصل میں مضطرب ہے بادشاہ مجھ سنا دے زمانہ کو پروردگار دل</p>	
<p>یہ نظم جلسہ جشن عید المیلاد ۱۳۳۳ ہجری کیلئے لکھی گئی</p>	

دل جان کیجے قربان ربیع الاول  
 آریکس شان سے مہمان ربیع الاول  
 پہر ہوا ناز گہستان ربیع الاول  
 پہر ہوئے جمع شاخون ربیع الاول  
 پہر منور ہن چراغان ربیع الاول  
 ہم تو ہن زمرہ سخاں ربیع الاول  
 اے خوشادورہ دوران ربیع الاول  
 حشر تک ہم پہ ہے احسان ربیع الاول  
 گو یا سب ہم ہن وہ جان ربیع الاول  
 ہے ہی مرکز فیضان ربیع الاول  
 پانی گس مانے یہ شان ربیع الاول  
 پورے کیا نکلیں ارمان ربیع الاول  
 بس ہمیں نکھت و امان ربیع الاول  
 ہن وہی رتبہ شناسان ربیع الاول  
 دیکھ کر رخت ایون ربیع الاول  
 ہم ہن سب حلقہ بگوشان ربیع الاول

ہن کدھر آج محبتان ربیع الاول  
 خیر و برکت ہے جلوین تو سعادت برین  
 پہر نئے سر سے لگی آنے بہار عشرت  
 پہر لگے ہونے کو مولود کے جلسہ ہرجا  
 خوب نظارہ ہے پر دیدہ انجم سے فلک  
 رنگ و بو گل کو تو بل کو مبارک گل ہو  
 اے زہے جلوہ اتیام ظہور جمست  
 کیسی لغت عمدہ ہوئی حاصل ہم کو  
 ساری تاریخوں میں سے باریہین تاریخ  
 یہ وہ تاریخ ہے پیدا ہوئے سرور حسین  
 یہ وہ تاریخ ہے عزت ہے جہان کو جس سے  
 سال بہرین فقط یکبار ہے جلوہ اسکا  
 ہمو کیا کام ہے گلہائے جنان سے ضو  
 دلین جنکے ہے پیسیر کی محبت محکم  
 خم کیا سر پہ تعظیم فلک نے اپنا  
 حورین جنت میں ملک چرخ پہ یون کہتی ہیں

رہے طالع کہ ہوا بادشاہ ہمچہ دان

داخل مدح سرایان ربیع الاول

یہ غزل گلدرستہ عروج خیال مدراس کیلئے لکھی گئی

مصرع طرح "یک تماشا جانتے ہن تیرے ترسانیکو ہم"

ایک تماشا جانتے ہن تیرے ترسانے کو ہم

سوئے طیبہ ای فلک ہن پہر فر جانے کو ہم

<p>دہر میں آئے غم عشق بنی کہا نے کو ہم          رکھتے ہیں سینے میں اپنے سکھائے داغ عشق          دل میں عشق مصطفیٰ ہے کبھی اچھا دخل غیر          ہتی یہی حسرت ترے شمع مزار پاک پر          خیریت کا لقب بہکوس ہے اے خیر الوری          تو شفیع المذنبین ہے ہم ہیں عاصی پُر خطا          پیروی کرتے نہیں کچھ تیرے قول و فعل کی          آفرین ہے جوش پر حُشّت پہ اس کے مرجھا          ہم مدینہ تو گئے لیکن نہ اسجا مرے</p>	<p>خلد میں جانے کو ہم ہیں نعمتین پانے کو ہم          نذر دربار بنی میں ساتھ لیجانے کو ہم          کس طرح کعبے میں رکھیں آہ تنجا نے کو ہم          کاش کر دیتے تصدق دلکے پروانے کو ہم          خوش نصیبی پر ہیں اپنے خوب ترانے کو ہم          جز ترے کس کو سنا میں اپنے افسانے کو ہم          کیا فقط ہیں امتی دنیا میں کہلانے کو ہم          سب سے دانا جانتے ہیں تیرے دیوانے کو ہم          عمر بہر تقدیر پر ہیں اپنے پختا نے کو ہم</p>
--	--

بادستہ عاجز نہ کرنا اگر نصارت کا فتور  
 تہ بہت رنگ سخن عالم میں دکھلانے کو ہم

یہ غزل مشاعرۂ و امباڑی کے لئے لکھی گئی  
 مصرع طرح گشتہ یاس ہوں مقتول ٹہنا ہوئیں

<p>موج ہوں سیل ہوں قلزم ہوں نہ دریا ہوئیں          طالب دید ہوں شاق ہوں شیدا ہوئیں          روضہ سرور دین آنکھ سے دیکھا ہوئیں          دوستو چلے ذرا دیکھتے تیرب کی بہار          قاب قوسین کے اسرا کہوں میں کیونکر          کیا جلائیگی تو لے آتش دوزخ مجھ کو          کہا خالق نے کہ سب چاہتے ہیں میری رضا          نہیں امید فقط حشر میں ہے مجھ کو یقین</p>	<p>ہاں مگر طبع روانِ نعت میں رکھتا ہوئیں          ہوں فقط اپنے بنی کا نہ کسی کا ہوئیں          چشم بدو و عجب مرتبہ رکھتا ہوئیں          تم نہ ہو جاؤ خدا اُس پہ تو جھوٹا ہوئیں          چھوٹا منہ بات بڑی اسلئے ڈرتا ہوئیں          پہلے تو غوریہ کر امتی کس کا ہوئیں          یا نبی تیری رضا چاہنے والا ہوئیں          بات بجا بیگی گولا کہہ بھی بگڑا ہوئیں</p>
--	---

<p>نظر آیا جو مدینہ کا مجھے گورستان پہر دو بارہ نہ کیا حیف مدینہ کا سفر نہ رہی جھپکپی تیغ و سنان کی منت لحدِ داغ سے ہر دم یہ نکلتی ہے صدا</p>	<p>دل لگا کہنے اسی موت پہ مرتا ہونین کشتہ یاس ہوں مقتولِ تمنا ہونین کشتہ یاس ہوں مقتولِ تمنا ہونین کشتہ یاس ہوں مقتولِ تمنا ہونین</p>
<p>بادشاہ ہوں میں فقط ملک سخن کا اپنے نہ فریدون نہ سکندر ہوں نہ دارا ہونین</p>	
<p>مندرجہ ذیل غزلین گلدستہ مدعرج خیال مدراس کیلئے لکھی گئیں</p>	
<p>مصرع طرح ٹہم اونکو سینہ سے پٹا کے پیار کرتے ہیں</p>	
<p>بنی کی مدح و ثنا بار بار کرتے ہیں عطا کیا ہے خدا نے ہمیں رسولِ ایسا جنوں ہے عشقِ پیہر کا مومنو ہم کو نہیں فلک پہ یہ پھرتے ہیں مہر و مددِ نون ہمیں یقین ہے کہ اعمال نیک عالم میں فرشتہ چوڑ دوہست میں ہوں محمد کے سلام جلد حضور بنی میں پہنچا دے نکا کو فرضی محبت کو شاعرِ دل سے گیا وہ اگلا زمانہ وہ شاعری بھی گئی سخن کا اور بہت ہی وسیع ہے میدان</p>	<p>چمن کو دین کے ہم پُر بہار کرتے ہیں کہ حبیبہ سارے ریل افتخار کرتے ہیں ہم اپنا دامن دل تار تار کرتے ہیں طوافِ روضہ کا با انکسار کرتے ہیں پیادہ جو ہے اسے شہسوار کرتے ہیں شمار کیوں مجھے روز شمار کرتے ہیں نزا اسے باد صبا انتظار کرتے ہیں جو دیندار ہیں وہ اس سے عار کرتے ہیں قدیم طرز کو کیوں اختیار کرتے ہیں امور فرضی پہ کیوں انحصار کرتے ہیں</p>
<p>ای بادشاہ ہیں لطف طول گوئی میں سخن کو اسلئے ہم انحصار کرتے ہیں</p>	
<p>مصرع طرح ملک دیتا ہے جنکو عیش اونکو غم ہی ہوتے ہیں</p>	

صفت عشاق بغیر مین داخل ہم ہی ہوتے ہیں  
مدینہ کو گئے پھر آگئے ہم حیف یہ سچ ہے  
نہ جائیں خلد میں ہرگز نہ ہمراہ گرامت  
ادھر ہے عالم دنیا ادھر ہے عالم عقبی  
ہنہیں ہے یک رسالت کا شرف ذات محمد میں  
ہے یہ حکمت خدا کی پیروان ملت اسلام  
احادیث بنی ہر ہدایت ہی ہنہیں ہرگز  
وہی مومن ہیں جو دل سے خدا ہیں نام حضرت پر  
ترا تہ ہے علی اسی سرشک عشق مصطفوی  
یہ وہ دین نبی کی ہے صداقت روبرو جسکے

فقط مضطر نہیں دل چشم پنہم ہی ہوتے ہیں  
فلک دیتا ہے جھکو عیش او کو غم ہی ہوتے ہیں  
بھلا روز جزا ایسے کوئی ہدم ہی ہوتے ہیں  
یقین ہے بہرہ و رقم سے یہ عالم ہی ہوتے ہیں  
خدا کے خاص وہ اسرار کے محرم ہی ہوتے ہیں  
کسی جا پر زیادہ ہیں کسی جا کم ہی ہوتے ہیں  
وہی زخم دل عشاق کے مرہم ہی ہوتے ہیں  
وہی احکام کے تعیل میں محکم ہی ہوتے ہیں  
کہاں تیسے مقابل کثرت و غم ہی ہوتے ہیں  
ہزاروں سرکش و مغرور کے سرخم ہی ہوتے ہیں

جو سنتے ہیں کلام بادشاہ وہ داد دیتے ہیں

وہ جاہل فراق کرتے ہیں خوش و خرم ہی ہوتے ہیں

مصرع طرح جھکے مری نگاہ میں کون و مکان کے ہیں

وارفتہ ہم ازل سے شہ اس وجہ کے ہیں  
غجو ارجمہ عاجز و بے چارگان کے ہیں  
جلوے مری نگاہ میں کون و مکان کے ہیں  
دنیا میں جو مزے ہمیں امن و امان کے ہیں  
عزت کے خواستگار فقط ہم و مان کے ہیں  
الفاظ نعتیہ جو ہمارے زبان کے ہیں  
اور مشغلے زبان کو آہ و فغان کے ہیں  
اے واعظو جو مدح کنان تم جنان کے ہیں

خواہاں نہ فرضی حسن کے فرضی تہان کے ہیں  
محشر میں وہ شفیع تمام عاصیان کے ہیں  
ہر ذرہ میں ظہور ہے نور رسول کا  
سب کچھ طفیل رحمت عالم کا ہے یقین  
ہم کو یہاں کے ذلت و عزت سے کام کیا  
لعل و گہر جو اہر و زر سے ہیں قیمتی  
دل کو خیال اپنے نبی کا ہے ہر زمان  
طیبہ کے مدح خوان سے نہو ہم سہری کبھی



ہم امتی پیسہ آخر زمان کے ہیں کیا کیا تو اضع آج تری مہمان کے ہیں	دو زخ یہ گرمیان تو کسی اور کو تبا کہنے لگے ملک شب معراج یا خدا
بلو الویہر دوبارہ مدینہ میں یا بنی ارمان بہت یہ بادشاہ خستہ جان کے ہیں	
مصرع طرح وہ دیکھنے والوں کی نظر دیکھ رہے ہیں	
بتیاب دل و جان و جگر دیکھ رہے ہیں وہ دیکھنے والوں کی نظر دیکھ رہے ہیں گردش میں جو ہم شمس و قمر دیکھ رہے ہیں سنگریزوں کو ہم محل و گھر دیکھ رہے ہیں عشاق کا دل زیر و زبر دیکھ رہے ہیں جو نار جہنم کا صحر دیکھ رہے ہیں ہر خار کو اب ہم گل تر دیکھ رہے ہیں ہم چشم بصیرت سے جد ہر دیکھ رہے ہیں بے زر کو گر بستہ کر دیکھ رہے ہیں جب بے ہنری کی یہ ہنر دیکھ رہے ہیں	ہم عشق پیسہ کا اثر دیکھ رہے ہیں مرقد سے مہین خیر بشر دیکھ رہے ہیں روضہ پہ تصدق ترے ہوتے ہیں ہمیشہ پر تو ہے یہ شاید لب و دندان بنی کا اے مصحف رخسار بنی تیری بدولت امت میں ہیں ہم شافع مشترکے وہ ہیں اور اللہ سے شادابی گلزار شریعت آتا ہے نظر جلوۂ توحید الہی کب صاحب زر عازم حرمین ہوا ہے افسوس نہ کیوں ہم خلائیق پہ ہو ہلکے
صد شکر ہے ہم بادشاہ ہمیدان کو مداح بنی شام و سحر دیکھ رہے ہیں	
یہ غزل شاعرۂ مدراس کیلئے لکھی گئی اور گلدستہ تحفہ رشیدین طبع ہوئی	
مصرع طرح وہ دل نہیں وہ جان نہیں وہ جگر نہیں	
دل میں اگر محبت خیر البشر نہیں امت بنی کی ہکو بتاؤ کہ ہر نہیں	اسلام کیا ہے دین ہے کیا کچھ خبر نہیں خلائی کوئی زمین نہیں بسر و بر نہیں

<p>دنیا میں اس سفرِ سامبارک سفر نہیں کیا غم ہے میرے پاس اگر سیم و زر نہیں ہادی نہیں رسول نہیں رہبر نہیں عظمت نہیں ہے جاہ نہیں ہے وقر نہیں جس جا پہ جبریل امین کا گزر نہیں محشر کا خوف کچھ نہیں دوزخ کا ڈر نہیں بدلہ اگر پدر کا نہ لے وہ پسر نہیں جاتے ہیں سب اودھر کوئی آتا اُدھر نہیں سر و چین کو دیکھے اس میں ثمر نہیں دل میں بہت جوش زبان میں اثر نہیں عمدہ ترین بشر ہے وہی حسین شہر نہیں گو تیرے نعمتوں کا اپنی حصہ نہیں</p>	<p>یثرب کو جاؤ راہ میں کوئی خطر نہیں میں مالا مال دولت عشقِ بنی سے ہوں دونوں جہان میں تیرے طرح کوئی یا نبی تیری ہی شان وہ تیرے آگے کسی کو بھی پھنچا ہے تو وہاں شبِ معراج یا نبی سُن سن کے مرزدہ تیرے شفاعت کا ہموار شیطان کو کیوں نہ جنتِ دل سے نکال دوں دلچسپیاں ہیں ملکِ عجم عجیب تر آزاد جو میں دین سے کیا اونے نفع قوم کس منہ سے دعویٰ کیجئے اصلاحِ قوم کا نیت اگر ہو خیر کی ہر طرح خیر ہے پائی ہے ہم نے نعمتِ اسلام عمدہ تر</p>
--	--

استعار کیا سناؤ گے پیری میں بادشاہ

وہ دل نہیں وہ جان نہیں وہ جگر نہیں

یہ منزلِ مشاعرۂ دانس باڑی کے لئے لکھی گئی

مصرع طح "نہیں بنتی کوئی تدبیر دیکھو"

گل افشان ہے مری تقریر دیکھو  
ہماری خوبی نقد یہ دیکھو  
صبا کرتی ہے کیا تاخیر دیکھو  
ہنو باد تو اس کو چیر دیکھو  
تم انکی حشر میں تو قیر دیکھو

ریاضِ نعت کی تاثیر دیکھو  
ہوے ہیں کس کے ہم ہمت میں پیدا  
نہیں لاتی ہے اب بوے مدینہ  
بہر ہے دل مرا عشقِ بنی سے  
یہاں کیا قدر عشاقِ بنی کی

<p>قدم کیونکر اٹھے اب سوئے شرب فقط یک جنبش مرثکان حضرت شفاعت کی اود ہر امید ہم کو کر و رحم ہم پہ اسے عالم کے حست محبو چوڑ دو جھوٹے فنا نے ای فرضی عاشقو تم کچھ کرو غور درختِ سرو سے زہار زہار ز کہانت طبع کی کہتی ہے ہم سے کرو کوشش مگر ایسا نہ کھئے</p>	<p>پڑی ہے حرص کی زنجیر دیکھو دل کفار کو ہتی تیر دیکھو گناہوں کی اود ہر توفیر دیکھو یہ امت ہے پر از تقصیر دیکھو پڑ ہو قرآن اور تفسیر دیکھو عبث ہے آپ کی تحریر دیکھو نہ کہاؤ گے کبھی انجیر دیکھو نہیں بنتی کوئی تدبیر دیکھو نہیں بنتی کوئی تدبیر دیکھو</p>
--	--

مدینہ دیکھنے اسی بادشاہ پھر

نہیں بنتی کوئی تدبیر دیکھو

مندرجہ ذیل غزلین گلدستہ عروج خیال مدراس کیلئے لکھی گئیں۔

مصرع طرح چلیگی تیغ سر رہ ذرا سنہل کے چلو

<p>سرخو زونہ کبھی یوں چل چل کے چلو مدام شرع بنی پر قدم رہے ثابت سفر ہے ملک بقا کا ہر ایک کو درپیش نہیں ہے خوب گناہوں کی یہ گرا باری شفیع اپنا ہے محشر میں احمد مرسل نہیں ہے کوئی بھی مشکل رہ اطاعتین بنی کے اتنی ہونیکا خسر جبا ہے جہان میں نام تمہارا ہوشمع ساروشن</p>	<p>یہ راہ نعت بنی ہے یہاں سنہل کے چلو عتاب حق ہو تمہیں گردِ راہِ پسل کے چلو چلو تو ساتھ مگر تو شہرِ عمل کے چلو خدا کے پاس جو جانا ہے ہلکے ہل کے چلو طرف بہشت کے دوزخ سے تم نکل کے چلو یہ نفس بد ہے عدو اسکا سر کھل کے چلو ذرا ہی دین سے اسکے اگر بدل کے چلو جو سوز عشق بنی میں نگہل نگہل کے چلو</p>
---	---

اجل سے پہلے جو ممکن ہے نیکیاں کر لو  
اجل یہ سر پہ کبڑی کہہ رہی ہے شام و سحر  
لال و حزن سے فردا نہ ہاتھ مل کے چلو  
چلگی تیغ سر رہ ذرا سنبھل کے چلو

ای بادشاہ لکھو سادہ سادہ نعت بنی  
کبھی نہ طرز پہ تم عشقہ غزل کے چلو

مصرع طرح مسیحا ہو جو بیمار و نکو دم بہر دیکھتے جاؤ

بنی کا عشق محکم دل کے اندر دیکھتے جاؤ  
لکھا نعت بنی کا میں نے دفتر دیکھتے جاؤ  
کرم سے بہت اپنی روزِ محشر دیکھتے جاؤ  
بہارِ روضہ حضرت کے آگے خلد ہے کیا  
شبِ معراج حضرت سے یہی جبریل کہتے تھے  
مدینہ کا جو گورستان دیکھا دل لگا کہنے  
مبارک قبر سے اپنے نکل کر یا رسول اللہ  
بیچ الاول یا غلغلہ صل علی کا ہے  
سمجھو و شکر خوف الہی کی ہے فیروزی  
ترقی کی خوشی کیسی تنزل کا الم کیا ہے  
خدا کے پاس درجے اپنے بہتر دیکھتے جاؤ  
فد سب قدیان ہیں آج سپر دیکھتے جاؤ  
مسیحا ہو جو بیمار و نکو دم بہر دیکھتے جاؤ  
نظر کہتی ہے ساری عمر کسیر دیکھتے جاؤ  
تمہاری عظمت شوکت کا منظر دیکھتے جاؤ  
ہمارے تخت اس کا مقدر دیکھتے جاؤ  
اس بہت کا تمہارے حال پر تر دیکھتے جاؤ  
سبارک نعت کا چرچا ہے گھر گھر دیکھتے جاؤ  
تم اپنے نفس بد کو گر مسخر دیکھتے جاؤ  
لو کہہ کے جو خدا کو برابر دیکھتے جاؤ

فلک پر بادشاہ دیکھو گے کیا عقد شریا کو

ہمارے شاہد معنی کا زبور دیکھتے جاؤ

مصرع طرح ہمیں سے پوچھتے ہو جان نثار کیسے ہو

خدا کی شان ہے تم با وقار کیسے ہو  
شفیع کون قیامت میں تمہارے سوا  
جو خام گمان خدا ہیں تم اپنے ہو سرتاج  
حبیب حضرت پروردگار کیسے ہو  
گناہگار و بے تم غمگسار کیسے ہو  
رسول کیسے ہو تم نامدار کیسے ہو

نہ پوچھے کوئی کہ لیل و نہار کیسے ہو ہر ایک طرح سے تم طر حدار کیسے ہو میں کیا بتاؤں کہ با افتخار کیسے ہو تم اسے مدینہ کے گرد و غبار کیسے ہو مکان دل کے اسی نقش و نگار کیسے ہو او تھو مزار سے زیر مزار کیسے ہو پھر انکے ہستی جان نثار کیسے ہو	تمہارے گیسو و رخ پر فدا ہوں ہم دے نجل جو تم سے ہیں حورین تو منفعل غلام خدا کے بعد ہو تم سب سے فضل و اعلیٰ تمہارا سرمہ بہن سرمہ جواہر ہے نہ محو ہو نگے کبھی اغہائے عشق بنی خیمہ مستہ حال میں امت کا یابی و یکھو بنی کے قول کی یار و نہو اگر تقلید
---	--

خدا جو چاہے عجب کیا مدینہ پھنچو گے  
ای بادشاہ کہو بے قرار کیسے ہو

مصرع طرح ہوئے انجان دل لیکر کہ ایسے دلربا تم ہو

مرضیان گنہ ہم ہیں دو اتم ہو شفا تم ہو صفت ہر ایک ہے تم میں سزا و ارثنا تم ہو یقین ہے کشتی امت کے اپنے ناخدا تم ہو خدا سب سے جدا لیکن خدا سے کب جدا تم ہو عجب ہے شاعر و فرضی ہتون کے مبتلا تم ہو نبی اعظم و اکرم رسول رہنما تم ہو ہمیں خورشید کو گردین ہم اسکے ضیا تم ہو ای امت شک نہیں ہے محتاجت رسا تم ہو جہان میں جتنے مل آئے اویسے سفیو اتم ہو وہ یہ کہتا ہے ہم عین فنا عین بقا تم ہو	شفیع المذنبین تم ہو محمد مصطفیٰ تم ہو خدا کے بعد فضل کوئی تپ میں نہیں تم سا خدا کی ہے قسم ہیکو نہیں طوفان کا خدشہ خدا کے گو کہ ہو بندے خدا و نذا اپنے ہیں لیکن بنی کا عشق ہے ہیکو بنی کے مدح خوان ہم ہیں تمہیں ہو باعث عالم ہو تم فخر نبی آدم اگر ہے دین مثل آسمان خورشید تم اسکے خدا نے کیسے پیغمبر کے امت میں کیا داخل مقرب بارگاہ ایزدی میں کون ہے ایسا فنا کے اور بقا کے بہید سے جو کوئی واقف ہے
---	---

گدائی میں در احمد کے لطف بادشاہی ہے

ہزاران شکر ہے ہی بادشاہ اسکے گدا تم ہو

یہ قصیدہ ایک دوست متوطن بنگلور کے فرامیش سے لکھا گیا

<p>فدا ہو کیوں نہ دل تجھ پر ہمارا یا رسول اللہ تمنا ہے نہ جنت کی نہ شوق حورو غلام ہے مہنگا سرخ رو بیشک مہی مومن قیامت میں جو کچھ ہے آرزو دل میں مدینے کے سفر کی ہے عروج عظمت توحید تہی منظور سرتاسر ترے رحم و شفاعت کا جو دریا موجزن ہوگا پسندیدہ تہی کیتا تی تری کس درجہ خالق کو عبث ہیں یہ مری آنکھیں عبث میری بصارت</p>	<p>نہیں تجھ سا کوئی خالق کا پیارا یا رسول اللہ ہمیں بس ہے ترے رخ کا نظار یا رسول اللہ ہے تیرے عشق کا جبکو سہارا یا رسول اللہ نہیں ہے خواہش بلخ و حبشہ یا رسول اللہ جو تجھ پر حق نے قرآن کو اتارا یا رسول اللہ کرے کیا ہلکو دوزخ کا شرار یا رسول اللہ نہ تھا سایہ کا ہونا ہی گوارا یا رسول اللہ نہ دیکھا آج تک روضہ تہارا یا رسول اللہ</p>
--	---

ادب کے سرنگون رہتا ہے کلک بادشاہ ہر دم  
ہے تیری نعت کب لکھنے کا یا رسول اللہ

یہ غزل حضرت رسول مقبول کے روضہ مطہر کے روبرو مصنف مرحوم نے پڑھا تھا

<p>بر آئی ہے تمنا بعد مدت یا رسول اللہ کہاں ہوں کون ہوں کیا دیکھتا ہوں آج آنکھوں سے بہار گنبد خضر کا نظارہ جو پایا ہوں نہ تہا میں بندۂ ناچیز قابل ایسی نعمت کا نہیں پہولا سنا تا ہوں خوشی سے اپنے جام میں ملک کر رہے ہیں در پہ تیرے جبہ فرسائی سے واقف جس طرح سے تو خدا کی شان و عظمت کا کمالات و فضایل حق قدر رب انبیاء میں تھے</p>	<p>میر آج ہے تیری زیارت یا رسول اللہ مجھے اس خوش نصیبی پر ہے حیرت یا رسول اللہ نہ کیوں ہو سبز میری کشت قسمت یا رسول اللہ فقط اللہ کی ہے یہ عنایت یا رسول اللہ ملی ہے جیتے جی اب سیر حنت یا رسول اللہ بشر کیا ہے بشر کی کیا حقیقت یا رسول اللہ خدا ہی جانتا ہے تیری عظمت یا رسول اللہ ملی ان سبکی تجھ کو جامعیت یا رسول اللہ</p>
--	---

تیری کچھ اور ہے شان رسالت یا رسول اللہ  
 نہن کچھ عرض حاجت کی ہے حاجت یا رسول اللہ  
 نہ میں نے کی ادا خالق کی طاعت یا رسول اللہ  
 رہا کس درجہ مجھ کو خواب غفلت یا رسول اللہ  
 مگر ہوں داخل افراد امت یا رسول اللہ  
 ہتی سارے انبیا کو جسکی رغبت یا رسول اللہ  
 نگاہ لطف ہے تیری کفایت یا رسول اللہ  
 قیامت میں مری کیجے شفاعت یا رسول اللہ  
 قلم کو کس کے ہے لکھنے کی طاقت یا رسول اللہ

میان عالم و حق برزخ کبریٰ ہے تو بیشک  
 کہوں کیا میں ہے تجھ پر نگہ کشف حالت مری میسر  
 ہوئی انھوں کچھ مجھ سے نہ پابندی شریعت کی  
 نہ رغبت نیک کاموں سے نہ نفرت ہی گناہوں سے  
 سراپا مجرم و عاصی ہوں نادم ہوں پشیمان ہوں  
 تری امت میں ہوں کیا نہ کیونکر محض ہو مجھ کو  
 شفیع المذنبین ہے رحمۃ للعالمین ہے تو  
 ترے اصحاب کے تیرے مکرّم آل کے صفہ  
 زبان کو کس لشکر کے ہے تری توصیف کا یا را

اگر ہوں تیرے در کا بادشاہ کہتے ہیں سب مجھ کو  
 یہ کافی ہے مجھے دنیا میں عزت یا رسول اللہ

مصرع طرح بندہ پر دیکھی مجھ پر بھی عنایت ہو جائے

اوج پر پہر جو مرا تیرے قسمت ہو جائے  
 یا نبی امت عاصی کی شفاعت ہو جائے  
 غم اودہرا نکو اودہرا نکو مسرت ہو جائے  
 انس و جن کیا ہیں فرشتوں کو بھی حیرت ہو جائے  
 کیا عجب کو تیرے تسنیم یہ سبقت ہو جائے  
 میرے ہر لفظ میں مصری کی حلاوت ہو جائے  
 اگر تیرے تری دیدار کی دولت ہو جائے  
 جو نصیب ہو مرے واسطے رحمت ہو جائے  
 یک سر ہو جو جاہم سے شریعت ہو جائے

پہر دوبارہ مجھے تیرے کی زیارت ہو جائے  
 کسلے دیر ہے اب جلد قیامت ہو جائے  
 جائیں ہم خلد میں کفار جلدین دوزخ میں  
 حمد کا لیکے لو احشر میں جب تو نکلے  
 اشک عشق نبوی کو ہے وہ رتبہ حاصل  
 تیری شیریں سخن کی جو لکھوں میں تو صیف  
 گنج قارون کی مرے پاس حقیقت کیا ہے  
 اگر ہوا بت قدمی میری رضائے حق میں  
 ایسی تو صیف کے ہم ہونگے نہ ہرگز قائل

چوڑیں یکخت وہ بوسیدہ خیالات اپنے فرضی عشاق کو یارب یہ ہدایت ہو جائے

شاعری سے یہی مقصود ہے اسے شاہ سیل  
بادشاہ کی ترے مداحین شہرت ہو جائے

مصرع طرح "بس ہو چکی نماز مصلیٰ اوٹھائے"

عشق رسول پاک کا بیڑا اوٹھائے  
نام اپنا دینداری میں اچھا اوٹھائے  
مقدم کی خیر رحمت خالق منائیگی  
رغبت نہیں ہے دین سے جنگو کھینکے وہ  
محشر میں کیا جواب وہ دینگے جو کہتے ہیں  
دل میں ہمارے گویا ہے نفقش کا لچر  
ہم ہیں نیاز مند بنی ہم کو کیا ضرور  
آیا ہے جو کہ ہدین دیکھ گیا وہ لمحہ  
دیدار دوست کی ہے تمنا اگر تمہیں  
غیر و نکاح عشق اور ہے عشق نبی ہے اور

قرب خدا کا اس سے نتیجا اوٹھائے  
خلد برین کا لطف دو بالا اوٹھائے  
اپنا قدم جو سوسے مدینہ اوٹھائے  
بس ہو چکی نماز مصلیٰ اوٹھائے  
بس ہو چکی نماز مصلیٰ اوٹھائے  
کیونکر خیال یثرب و بطحا اوٹھائے  
فرضی تہوں کے ناز جو بچا اوٹھائے  
اس زندگی کا دل سے پہرہ اوٹھائے  
غفلت کا اپنی آنکھ سے پردا اوٹھائے  
کھوسنگر نیسہ اور در کیا اوٹھائے

منظور گر مسرت عقبیٰ ہے بادشاہ

بار غنم رسول ہمیشہ اوٹھائے

مصرع طرح "نظم سے باز آ ظالم قیامت ہونے والی ہے"

ترے عشاق کی محشر میں عرت ہونے والی ہے  
نہ گہرا و گہنگار و تہین اپنے پیسے سے  
معزز تر وہی ہیں جنکے دل میں نور ایمان ہے  
مبارک ہے وہ دل جس میں تری معمور الفت ہے

ادب میں حاصل ہر یک جنت کی نعمت ہونیوالی ہے  
عنایت ہونے والی ہے شفاعت ہونیوالی ہے  
یقین کفار کو خواری و ذلت ہونیوالی ہے  
مبارک وہ زبان ہے جس سے رحمت ہونیوالی ہے



تہمین یکدن قیامت میں قیامت ہونیوالی ہے  
 نہ دنیا میں نبوت اور رسالت ہونیوالی ہے  
 زمین پر پانی تیری ولادت ہونیوالی ہے  
 دوبارہ گردِ مدینہ کی زیارت ہونیوالی ہے  
 ستم سے بازِ آطالم قیامت ہونیوالی ہے  
 مہذب سلسلے میں اس سے نفرت ہونیوالی ہے

دُر و اللہ سے اے منکرین دین پیغمبر  
 کہا حق نے تو ختم المرسلین شک ہے تیرے بعد  
 گھمنڈِ عظمت کا تھا گردن کو لیکن یہ نہ تھا معلوم  
 مزاحم ہونہیں سکتے کبھی سببِ دنیاوی  
 ہمیں اے نفس بد تو نے ہی ڈالا تعز و ذلت میں  
 بتوں کے عشق کے اشعار کا خواہاں ہونے کوئی

نہ چھوڑو شغلہ نعت بنی کا بادشاہ ہرگز  
 طفیل اس کے رسا اپنی طبیعت ہونیوالی ہے

مصرع طرح نہایت رابطہ گردن کو ہے قاتل کے خنجر سے

جدائی غیر ممکن ہے عرض کو جیسے جوہر سے  
 مری آنکھوں کو دلچسپی مدینہ کے ہے منظر سے  
 میں سچا ہوں مجھے سچی محبت ہے پیمر سے  
 نہ جنت سے نہ دوزخ سے نہ دنیا سے نہ محشر سے  
 صفت زر کی اگر کچھ پوچھا ہو پوچھو زر گر سے  
 نہایت رابطہ گردن کو ہے قاتل کے خنجر سے  
 بنا لوں روشنائی میں نہ جتک مشک و عنبر سے  
 جو پرکشش ہو فرشتو پوچھہ تو تم اپنے داور سے  
 فزونِ رتبہ ہے اوکا آب زعزم آب کوثر سے  
 ذرا سایا بنی تیرا اگر ابر کر م بر سے

مرے دل کو ہے نسبت اسطرح عشق پیمر سے  
 ہنہیں مقصود جنت سے نہ جنت کے کسی گہر سے  
 مجھے کیا کام فرضی حسن اور فرضی دلبر سے  
 ترے مست ہی الفت کو کچھ پروا نہیں ہرگز  
 بجز قلبِ خنوکِ کوئی قدر سخن جانے  
 ہے اپنے نفس کا کشتہ عدو جو ہے شریعت کا  
 لکھوں کیونکر قلم سے وصف پیغمبر کے گیسو کا  
 نہ رو کو خلد سے مجھ کو بنی کا امتی ہوں میں  
 غم چھڑی میں اشک جو بہتے ہیں آنکھوں سے  
 مری امید کی کہتی ابھی سرسبز ہو جائے

بنی کے آستان کی ہے گدائی بادشاہِ حال  
 مجھے ہے برتری جمشید و دارا اور سکندر سے

مصرع طرح فنا کے بعد بھی دل میں خیال یار باقی ہے

فقط عشق جناب احمد مختار باقی ہے  
فنا کے بعد بھی دل میں خیال یار باقی ہے  
زمین پر کوچہ احمد کا جب گلزار باقی ہے  
خیالِ لاف حضرت اس میں جب ہزار باقی ہے  
اگر باقی ہے ذات حضرت دادار باقی ہے  
ابھی دل میں امید حیرت غفار باقی ہے  
تری گردش یہ کیوں ای مہرِ انوار باقی ہے  
مرے پہلو میں دلِ منہ میں بان سیکا باقی ہے  
مدینہ کی دوبارہ حسرت دیدار باقی ہے  
نہ تو بہ کوئی باقی ہے نہ استغفار باقی ہے

نہ کوئی شوق و ارمان دل میں اب نہ ہار باقی ہے  
عجب کیا گر صد اصل علی کی قبر سے نکلے  
بہارِ خلد پر رضوان تجھے یہ فخر بجا ہے  
دماغ اپنا نہیں محتاج ہرگز مشک و عنبر کا  
فنا ہو نیکیو آئے ہم ہر یک لائق فنا کے ہیں  
میں کہہ دو نکا فرشتوں سے نہ لجاؤ جہنم کو  
تصدق کر نہیں ہے تو بنی کی پاک تربت پر  
بنی کی وصف کا حق کب ہوا پورا ادا تجھے  
خدا کے واسطے اب ای اجل اتنی نہ کر جلدی  
گناہوں پر گنہ کرتے رہے شام و سحر افسوس

رہو گے گرنہ تم باقی تو عم کیا بادشاہ اسکا

جہاں میں جب تمہاری شہرت اشعار باقی ہے

مصرع طرح اُس ایک جان پر مری لاکھوں تہم ہوئے

عاجز تمام اہل قلم یک قلم ہوئے  
دنیا میں آخرت میں وہی محترم ہوئے  
محترم جیسے وہ شاہِ احم ہوئے  
کفار سرنگوں ہوئے بت مہندم ہوئے  
اعدائے دین سحرِ خلق و کرم ہوئے  
تم کامیاب ہو گئے محروم ہوئے  
روشن فقط نہ کسوٹِ عرب عجم ہوئے

اوصافِ مصطفیٰ نہ کسی سے رقم ہوئے  
الف میں مصطفیٰ کے جو ثابت قدم ہوئے  
پیش کا خوف کیا ہمیں دونوں کا کیا خطر  
برپا جو تو نے دینِ متین کا علم کیا  
خلقِ عظیم حق نے کہا شانِ میں تری  
کہدو یہ ان سے جو رہ حقیق ہوئے نثار  
توحید حق سے ہو گیا پر نور یک جہاں

<p>اس ایک جانپرمی لاکھوں ستم ہے جتنا بڑے ہوئے تھے ہم اتنا ہی کم ہوئے فرضی جو عاشقان تھے وہ سب کا حکم ہو</p>	<p>فکر معاش حرص و ہوا خواہشات بد ہم کیا سنائیں قومی تنزل کی داستان سچا بے عشق چاہئے سچا کلام اب</p>
<p>جز نعت پاک کچھ نہیں کہتے ہو بادشاہ تم شاعرانِ دہرین کیا مقنم ہوئے</p>	
<p>مصرع طرح ”وہ کہتے ہیں کہ لو پیر آگیا کیا جیسا دل ہے“</p>	
<p>ہر ایک شام و سحر پابندِ عشقِ مصطفیٰ دل ہے سکندر طبع ہوں میں اور میرا آئندہ دل ہے اسی کا مبتلا دل ہے اسی کا آشنا دل ہے تمام اعضائے انسانی میں جیسا مقتدا دل ہے تن اپنا مثل کشتی ہے تو اسکا نا خدا دل ہے بنی کا نام ہے ورد زبان محو ثنا دل ہے جو تحمل ہوا اسکا تو وہ انسان کا دل ہے سنرا پائیگا وہ محشر میں اسکا ناسرِ اول ہے یہ کیا پہلو میں میرے سخت پہرے سوا دل ہے میں سچ کہتا ہوں ان باتوں میں ایدہ زل ہے</p>	<p>جہان کے عشق بازوں میں ہمارا کچھ جدا دل ہے طفیل عشق احمد کیا صفائی پائی ہے دل نے ہر ایک دم تا دم آخر جو دم امت کا بھرتا تھا رسول اللہ کا رتبہ ہے یوں سارے رسولوں میں یقین ہے جہکولیا نیگا پھر یکدنِ مدینہ کو وسیلہِ مغفرت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا نہ تمھل ہوئے ارض و سما بار امانت کے جہان میں جب کو غفلت رہتی ہے احکامِ شرعی سے کسی دن نرم ہو تا ہی نہیں خوفِ الہی سے نہ فرضی عشق ہے جہکونہ جہوتا ہے سخن میرا</p>
<p>نہ کیوں تفویض کروں بادشاہ ہر کام خالق پر وہی خود جانتا ہے میرا اچھا یا بُرا دل ہے</p>	
<p>مصرع طرح ”تھوے بدنام الفت میں وصال یار سے پہلے“</p>	
<p>ہوں شیدا و سکا ای رضوان تیرے گلزار سے پہلے میں پوچھو نگاہی ہر مومن و دیندار سے پہلے</p>	<p>ہے دل وابستہ کوسے سید ابرار سے پہلے نہو عشق بنی گر کیا صداقت اپنے ایمان کی</p>

مہاجر گرچہ ایمان لائے تھے انصار سے پہلے  
 بچا لویا بنی جھکو عذاب نار سے پہلے  
 لبون کو چوم لیتی ہے زبان کس پیار سے پہلے  
 پیہر جتنے آئے احمد مختار سے پہلے  
 بنین اسلام پھیلا یا گیا تلوار سے پہلے  
 پڑا تھا آپ کو کیا سابقہ کفار سے پہلے  
 مجھے سیراب کر دو شربت دیدار سے پہلے

محبت میں نبی کے پانی ہے انصار نے سبقت  
 بچے جنت میں بچا نیکی کو شش بعد اسکے ہو  
 مبارک نام حضرت کا جو آتا ہے مرے لب پر  
 بشارت آپ کی سب دیتے آتے ہر زمانہ میں  
 فقط تائید حق کی قطعی غلطی ہے قول غیروہ کیا  
 او دہر ظلم و ستم تھا اوراد ہر طرف و عنایت  
 مسیحا آپ ہو سیکر میں بجا محبت ہوں

خدا نے دی ہے کیا توفیق اچھی بادستہ تجھ کو

کہاں رجحان تھا یوں نعتیہ اشعار سے پہلے

”مصرع طرح“ فنا کیسی بقا کیسی جب اسکے آشنا ٹھہرے“

دل است میں خوف حشر گر ٹھہرے تو کیا ٹھہرے  
 پرے وہ عرش کے پہنچے یہ بالائے سما ٹھہرے  
 نہ ٹھہرے دل میں کچھ ہاں عشق شاہ انبیا ٹھہرے  
 بُرا ٹھہرے بُرا ٹھہرے بُرا ٹھہرے بُرا ٹھہرے  
 نہ کیوں ہر دم زبان پر یا محمد کی صدا ٹھہرے  
 ترے رخسار کی توصیف میں جب و لفظی ٹھہرے  
 ضیا کے چشم کے خاطر وہ عمدہ تو تیا ٹھہرے  
 دل عشاق میں صبر و تحمل تا کجا ٹھہرے  
 شریعت میں نہ مستحکم قدم جب دایا ٹھہرے  
 وہ مشتاق بنی اور یہ تبوں کے متبلا ٹھہرے  
 نہ جہتک شوق خود ماند خضر رہنا ٹھہرے

شفیع المذنبین جب سے محمد مصطفیٰ ٹھہرے  
 تفاوت ہے یہی اپنے بنی میں اور عیسیٰ میں  
 نہ نکلے منہ سے کچھ ہاں لغت حضرت و مبدم نکلے  
 جو منکر دین کا ہے نزد حق نزد رسول حق  
 جگر میں دل میں جان میں تیرا جب عشق و دلا ٹھہرے  
 نہ کیونکر وصف کی سورۃ واللیل کو کھئے  
 غبار روضۃ الہم جو شیرب سے صبا لائے  
 کرم سے یا بنی ہکو مدینہ جلد بلو ا لو  
 طریقت اور حقیقت کا ملے کیا راستہ ہم کو  
 خیالی شاعروں سے دور بردا احان حضرت بن  
 مدینہ کی سفر کی کس طرح رغبت مکمل ہو

فنا کیسی بقا کیسی جب اسکے آشنا ٹھہرے	غریب بکرا الفت تیرے یہ ہر وقت کہتے ہیں
	قلم تیرا چلے کیا بادشہ نعت پیمبر میں یہاں ہر صاحب طبع راجا صاحب نام سا ٹھہرے
	مندرجہ ذیل غزلین مشاعرہ مدراس کیلئے لکھی گئیں اور نگارستانہ خوشیڈ میں طبع ہوئیں
	مصرع طرح بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل گئے،
الفاظ سارے نور کے سناغے میں ڈل گئے خزمن قرار و صبر کے یک نخت جل گئے جو سوز دل سے شمع کی صورت پہل گئے گر آج بچ گئے تو سمجھ لو کہ کل گئے کیچڑ سوا زیادہ تو پاؤں پھسل گئے روضہ مصطفیٰ کے جو ہم سر کے بل گئے لرزہ ہوا زمین کو خاک سا رے بل گئے جو تھے شقی وہ دین متین سے بدل گئے	منہ سے سخن جو نعت نبی کے نکل گئے ہجر نبی میں آہ کے شعلے نکل گئے عشاق مصطفیٰ میں پور روشن نہیں کا نام چھٹا نہیں ہے موت کے پنجے سے کوئی بھی صحبت بدوں کی کرتی ہے نیکو لو بھی خراب حق ادب ادا نہوا ہم سے دوستو رکھا جو تیغ شمر نے حلق حسین پر دایم رہے سعید انزل دین پہ استوار
	ای بادشاہ اپنے گناہوں کو کر کے یاد بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل گئے
	مصرع طرح آسمان پر اپنے ٹالے جا بیٹگے
نام اچھا یا بُرا لے جا بیٹگے شمع عشق مصطفیٰ لے جا بیٹگے ہم ہمیر کی ثنا لے جا بیٹگے کیسے ہم دوزخ میں ڈالے جا بیٹگے ہیں جو منکر وہ نکالے جا بیٹگے	پوچھو موت دنیا سے کیا لے جا بیٹگے گو میں ہم کیا ضیاء لے جا بیٹگے تم جو چاہو لے چلو اے شاعر و غور کیجئے امتی کس کے ہیں ہم قرب حق یا بیٹگے عشاق رسول

جلد بلو الو مدینہ یا بنی شائق دیدار حضرت ہوں مجھے سوئے شیر بمرے دل کے ساتھ ساتھ شر مساری عذر خواہی عاجزی گو زمین پر ہم ہیں لیکن ایک دن کوئی اس غم کا ذرا دیکھے عروج روکنے والے فرشتے تو نہیں	دل کو ہم کبت کا سنبھالے جائینگے حوریں آنکھوں میں بٹھالے جائینگے شوق و ارمان کے رسالے جائینگے ہم یہی پیش خدا لے جائینگے آسمان پر اپنے نالے جائینگے آسمان پر اپنے نالے جائینگے آسمان پر اپنے نالے جائینگے
--	---

خالی جاوینگے نہ ہم ای بادشاہ  
اہل محفل کی دعا لے جائینگے

مصرع طرح ”تہم ذرا اور روش ناز سے چلنے والے“

ہم کبھی عشق بنی سے نہیں ملنے والے وین احمد سے بدلنے دو بدلنے والے یاد آئیگی وہاں بھی ہمیں شیرب کی فضا حب دنیا نہیں بعض کو نکلتے دیتی راستہ قرب الہی کا وہی پائینگے بادہ خواروں کا سنبھلنا تو ہے بالکل آسان قلزم دہر میں مداح پیبر گو یا نفع کیا اس جو میں دین بنی سے آزاد	مثل پروانہ میں اس شمع پہ چلنے والے کف افسوس ہیں وہ حشر میں ملنے والے گلشن خلد سے کب ہم ہیں پہلنے والے یون تو شیرب کو نکلتے ہیں نکلتے والے دل سے جو شرع پیبر پہ چلنے والے ہیں کہاں نشہ دولت میں سنبھلنے والے صدف قلب سے موتی ہیں اگلنے والے سرگلش نہیں ہوتے کبھی پہلنے والے
--	---

بادشاہ میں نہ لکھو ننگا کبھی جزا نعت بنی

سارے اشعار میں اس سانچے میں ڈھلنے والے

یہ غزل شاعر اردو سوسائٹی مدراس کیلئے لکھی گئی اور رسالہ ترقی تجارت میں طبع ہوئی

مصرع طرح تیرے حضور مجھ کو تو نگر بنا یتنگے

<p>ہم بھی خدا کے گھر کو منور بنا یتنگے          طبع رسا کو آج سکندر بنا یتنگے          رکھائے جان کے تار کا مسطر بنا یتنگے          ہم سر کو اپنے پاؤں کا ہمسر بنا یتنگے          بگڑا ہے بخت اس کو مکرر بنا یتنگے          داغ جبین کو غیرت اختر بنا یتنگے          مجلس کو سارے آج معین بنا یتنگے          اسی نوک نامہ ہم تجھے نشتر بنا یتنگے          ہم ذرہ ذرہ کو مہ انوار بنا یتنگے          ہر یک خذف کو روکش گوہر بنا یتنگے          آنکھوں کو اپنے چشمہ کو ثر بنا یتنگے          ہر صف کو خلق کے صف مشر بنا یتنگے          ہم نے نہیں بنایا نہ اسپر بنا یتنگے          صل علی کے لفظ کا زیور بنا یتنگے          ہر یک مکان کو غلہ کا منظر بنا یتنگے          عقبی کے زور راہ کو بہتر بنا یتنگے          میرے حضور مجھ کو تو نگر بنا یتنگے          شرب میں قبر اپنی مقرر بنا یتنگے</p>	<p>دل کو بنی کے عشق کا منظر بنا یتنگے          ذکر بنی کا آئینہ دکھلا کے خلق کو          اوراق دل نیت کا دفتر لکھینگے ہم          آنکھیں بھپاتے جائینگے میزب کی راہ بن          دیکھینگے پھر دوبارہ مبارک وہ آستان          رگڑیں وہاں جبین کو اپنے سجدہ خدا          کرتے ہیں وصف نگہت گیسو کا ہم ترے          اعدائے دین کے دل میں خلش کیونہ فزون          ہے تیرے آفتاب ہدایت کا یہ بیان          ہر خا میں عیان گل عنا کا ڈھنگ ہو          رو یتنگے گردہ پائینگے جنت میں تیری ادب          جب ہم سنا یتنگے تری رحلت کا واقعہ          حق نے کہا کہ تمہیں کوئی ذی شرف نبی          خوبان بھی وصف احمد مرسل کے واسطے          میلاد کی خوشی میں چراغان کریں گے ہم          چرچے رہینگے وعظ و قصائد کے جا بجا          بیشک طفیل درہم و دنیا را درغ عشق          ہکو ذریعہ نعت بنی کا ہے مکتفی</p>
--	---

اشعار بادشاہ یہ کہتے ہیں بار بار

ہم مومنوں کے دل کو سحر بنا یتنگے

ماں نعت ہے ہر وقت طبیعت میری  
 ایک نظر اسکے کرم کی ہو تو پھر محشر میں  
 آگیا جا کے مدینہ نہ کیا اپنا مست م  
 چشم باطن سے جو حاصل ہے حضوری تیری  
 اس لب پاک کے صدقے کہ کہا تھا جس نے  
 صورت بلدہ طیبہ کا ہوں شائق یارب  
 مانع راہ میں ہر چند کہ اسباب جہان  
 تیرے رخسار سے تشبیہ نہ دوں گنگا ہر گز

اندون رشک ملائک ہے سعادت میری  
 حورو و غلمان مرے کوثر مرا جنت میری  
 ہائے غفلت یہ مری حیف یہ قسمت میری  
 کیوں نہ قربان ہو بصیرت پہ بصارت میری  
 زائر روضہ پہ واجب ہے شفاعت میری  
 آرزو جلد یہ بر لا کسی صورت میری  
 شوق کو اور بڑا دیتی ہے ہمت میری  
 ماہ و خورشید کرن لاکھ لچا جنت میری

بادستہ مجھ کو ہے شاہان جہان سے کیا کام  
 در احمد کی گدائی میں ہے عزت میری

جہان میں تم سا کوئی صائب جمال ہی ہے  
 ہے راضی ان سے خدا جو تمہارے ہیں عشاق  
 ہمیشہ مست ہیں ہم عشق سرور دین میں  
 تصدق اس مشہور والا کے ذات میں جسکے  
 صحابی دونوں ہیں دونوں ہیں جان نثار ہی  
 ہلال و بدر سے عالم پہ کھل گیا یہ راز  
 بنی کے خال سے حیرت ہے بخم تاجان کو  
 فقط تمہاری محبت نہیں ہے سینہ میں  
 شفیع تم ہو ہمارے تو امتی ہم سب  
 دوبارہ مجھ کو مدینہ میں جلد بلو لو  
 دماغ میں ہیں خیالات سارے دنیا کے

کہ تب کا عاشق شیدا وہ ذوالجلال ہی ہے  
 رضائے حق سے کوئی عذر تر مال ہی ہے  
 یہ وہ شراب ہے جو پاک ہے حلال ہی ہے  
 کرم ہے قہر ہے نیت ہے اعتدال ہی ہے  
 اگر صہیب او دہر ہے ادھر ہلال ہی ہے  
 کمال جھکو ہے آخراو سے زوال ہی ہے  
 نخل اس ابرو کے خمدار سے ہلال ہی ہے  
 متاع شوق سے دل میرا مال ہی ہے  
 نجات پانے میں کیا ہم کو احتمال ہی ہے  
 یہ آرزو ہے یہی تم سے اب سوال ہی ہے  
 بہلا کیسے کو بھی موت کا خیال ہی ہے



ہمارے واسطے تاحشر بس ہیں یہ دو چیز

کلام پاک ہے یک ایک تیری آل ہی ہے

نظر کرم کی ہو اس بادشاہ عاصی پر

حقرو عاجز و بکیس ہے خستہ حال ہی ہے

یہ نظم جلسہ میلاد شریف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ۲۲ ہجری کے لئے کہی گئی

رسول اللہ کی مدح و ثنا ہر آن بہتر ہے  
انہی سے ہمو عزت ہے انہی کی ہمو الفت ہے  
وہی سرتاج ہیں سب کے وہی محبوب ہیں رب کے  
خدا کے بعد افضل جز محمد کے نہیں کوئی  
کہیں گے اہل محشر دیکھ کر اعزاز پیغمبر  
سلاطین زمانہ کے تمامی جاہ و حشمت سے  
مدینہ اپنا مسکن ہو مدینہ اپنا مدفن ہو  
مبارک ذات حضرت اس طرح ہے جلد مل میں  
کیا ہے تو نے پیدا ہوا امت میں محمد کی  
منائیں کیوں نہ شادی آج ہم اسکے ولادت کی  
یہاں خوشتر ہے ہمو سیر گلزار مدینہ کی  
یہی جنت میں عشاق بنی حور و ن سے کہہ بیگے  
پلا دو شربت دیدار اب اسے ساقی کو شر  
جنون ہے عشق احمد کا ہوں پر زدن دل کے  
شرعیت کا ہے جو پابند دل ہے اسکا اعلیٰ تر  
خلاف شرع داخل کر کوئی بھی بات ہو ہمیں  
ہے ساری غفلوں میں محفل میلاد یوں افضل

دل و جان نام پر اوٹے جو ہو قربان بہتر ہے  
انہیں کا ذکر ہے پیارا انہی کا دہیان بہتر ہے  
انہی کی شرع اچھی انکا ہر فرمان بہتر ہے  
اگر ایمان کی پوچھو تو یہ ایمان بہتر ہے  
خدا کی سلطنت میں واہ کیا دیوان بہتر ہے  
گدایان در احمد کی عز و شان بہتر ہے  
یہی ہے آرزو عمدہ یہی ارمان بہتر ہے  
خدا کے سب کتب میں جس طرح قرآن بہتر ہے  
اہل تیرے احسانوں میں یہ احسان بہتر ہے  
نہ ہرگز ایسی نعمت کا ہمیں کفران بہتر ہے  
وہاں شاید تجھے فردوس ای رضوان بہتر ہے  
جو کچھ بہتر ہے حسن سدا کو ان بہتر ہے  
مریضان محبت کو یہی درمان بہتر ہے  
ہمارے واسطے صحرائے عربستان بہتر ہے  
ہے بسک خوف عقبی کا وہی انسان بہتر ہے  
نہ وہ توحید بہتر ہے نہ وہ عرفان بہتر ہے  
ہمارے جسم میں جیسی ہماری جان بہتر ہے

عناطل وہ ہیں اور انکو یہ چہستان بہتر ہے  
دل مومن کو بیشک اسطرف میلان بہتر ہے  
نجات آخرت کا انکے یہ سامان بہتر ہے  
ہمارے دین کا ہر یک طرح اعلان بہتر ہے  
ہمیں کیا کام ہم ان سے ہیں انجان بہتر ہے

یہاں موجود اب علما ہیں شاعر ہیں مفسر ہیں  
یہ وہ محفل ہے جس میں خیر و برکت ہے سعادت  
مبارک ہو یہ جلسہ آج منتظین حلیہ کو  
سہی ہے آرزو ہر سال یہ جلسہ رہے قائم  
ہے جیکے پاس اس دنیا کی وقعت دینے افزوں

ابنی بادشاہ کو رکھئے محکم حب احمد میں  
ہمیشہ خانہ دل میں ہی جہان بہتر ہے

یہ نظم جلسہ عید المیلاد ۱۳۳۳ھ ہجری کے لئے لکھی گئی

آج کیا رحمت داور کا مبارک دن ہے  
آج ہم سب کے مقدر کا مبارک دن ہے  
آج سب نبیوں کے افکار مبارک دن ہے  
ملک و جن کے ہی لشکر کا مبارک دن ہے  
آج پیدائش سرور کا مبارک دن ہے  
آج مومن کے ہر یک گھر کا مبارک دن ہے  
آج ہر ایک سفخور کا مبارک دن ہے

آج میلاد پیغمبر کا مبارک دن ہے  
آج دنیا میں ہوئے باعث دنیا پیدا  
آج کی عید ہے سرتاج تمام عیدوں کی  
دن یہ سو دن ہیں ہے فقط انسان کیلئے  
حورین جنت میں فلک پر ہیں ملائکہ کہتے  
کس قدر جوش پہ ہے فرحت عید المیلاد  
کون ہے وہ جو نہیں نعت بنی میں مصروف

ایضاً

رسول اللہ کی مدح و ثنا ہر آن باقی ہے  
ہمیں کیا خوف عشر ہے اگر ایمان باقی ہے  
ادھر آل سکی باقی ہے ادھر قرآن باقی ہے  
تو پھر کیا دین کی عظمت پہ کیا شان باقی ہے  
کوئی ارمان نہیں دلیں ہی ارمان باقی ہے

زبان متبک دہن میں اور تن میں جان باقی  
قسم حقیقی ہے بیشک ہم چلے جائیگے جنت میں  
نبی باقی نہیں دنیا میں لیکن اسے چوڑا ہے  
نہ ہو تعظیم گراہی نہ ہوں گراہی ہم پیر و  
دوبارہ دیکھوں آنکھوں میں روضہ پیغمبر کا

خوشی میں اس مہ میلاد کے ہن سب کے دُغل  
ملک باقی نہ جن باقی نہ یہ انسان باقی ہے

طفیل احمد مرسل اپنی بخشدے اسکو  
جہان میں بادشاہ یک عبدنا فرمان باقی ہے

## غزلیات حسن و عشق

یہ غزل جناب محمد عبدالرزاق صاحب راسخ صدر مدرس مدرسہ فوقانیہ گلبرگہ کے مصرع طرح لکھی گئی

تیرا سودا نہ جو جس سر میں وہ سر کچھ بھی نہیں  
جو عنایت ہے او دہری ہے او دہری کچھ بھی نہیں  
اے بتو کیا تمہیں اللہ کا ڈر کچھ بھی نہیں  
گر نہو عیب تو پھر قدر نہ کر کچھ بھی نہیں  
سخت جانی کا برا ہو کہ اثر کچھ بھی نہیں  
یہ وہ صحف ہے جسے زیر و زبر کچھ بھی نہیں  
سچ ہے اس نفع کی نسبت یہ ضرر کچھ بھی نہیں  
عشق کیا چنیں گے، مجھ کو نہ کچھ بھی نہیں

تیرا سودا نہ جو جس سر میں وہ سر کچھ بھی نہیں  
جو عنایت ہے او دہری ہے او دہری کچھ بھی نہیں  
اے بتو کیا تمہیں اللہ کا ڈر کچھ بھی نہیں  
گر نہو عیب تو پھر قدر نہ کر کچھ بھی نہیں  
سخت جانی کا برا ہو کہ اثر کچھ بھی نہیں  
یہ وہ صحف ہے جسے زیر و زبر کچھ بھی نہیں  
سچ ہے اس نفع کی نسبت یہ ضرر کچھ بھی نہیں  
عشق کیا چنیں گے، مجھ کو نہ کچھ بھی نہیں

بادشاہ خوف نہیں ہے سفر عقبی کا

مگر افسوس یہ ہے زاد سفر کچھ بھی نہیں

یہ نذرِ اخبار "تحفہ قیصری" مدراس مطبوعہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۹ء عین شائع ہوئی تھی

ہے یہ کس رشک کی جاسے محبت میری  
نہ وہ آیا پس مردن بچے مٹی دینے  
غم ہے کیا پاس مرے کوئی ہے یا نہ ہے  
کس کو کیا حق ہے ترک و صف سے اب منع کرے

صدقے ہوتی ہے مرض پر مکت میری  
خاک نکلیگی مرے دل سے کدورت میری  
یاس و حیران مرے کرتے ہیں رفا میری  
میرا کاغذ ہے تلم میرا طبیعت میری

کفِ پا سے بھی ترا نکونہ دو گنا تشبیہ اپنے کوچے سے جو باہر وہ گیا میں نے کہا علم آہ کے ہمراہ ہے فوج طفلان ناوک غم سے جگر چہر گیا پر خوض سے یہ	ماہ و خورشید کرین لاکھ لجا جنت میری آج خالی ہے مے حور سے جنت میری دیکھتے عالم حشمت میں بھی شوکت میری اس دریچے سے نہ نکلے کہیں جنت میری
بادشہ کیون نہ رہوں دل سے میں ممنون اسکا جھکوبیکار نہ رکھی کبھی فرصت میری	

## مستزاد نعتیہ

(جو ایک قصیدہ خوان کے فرمائش سے لکھا گیا)

بجھکوبجا دیا محمد	یا الہی	یا الہی	جلد و کھلا مزار محمد	یا الہی	یا الہی
رتبہ نرؤ کیا تیرے جو کہ تھا	سب میں	اوسنے پایا	کیا کھوں افتخار محمد	یا الہی	یا الہی
سب ہیں لبِ رتوہ ہر مظلوم	تیرا محبوب	تیرا مرغوب	جان و دل ہیں تیرا محمد	یا الہی	یا الہی
خوش نہ آئے مجھ باغِ رضوان	حور و غلام	قصر و ایوان	گر نہ دیکھوں بہار محمد	یا الہی	یا الہی
تازہ جبکہ تھا لکنا چین ہے	دل کو میرے	کیجے کیجے	بہل گلزار محمد	یا الہی	یا الہی
شق کیا چاند کو جب ملک پر	وہ پیسہ	غل تھا کیسے	ہے عجب اختیار محمد	یا الہی	یا الہی
بادشہ شرع احمد قائم	رہے دائم	کھتے ہر دم	کر نہ تو مشاعر محمد	یا الہی	یا الہی

## ایضاً

کس سے ہو داد احمد تری سب سے ہے بالا	اے باری تعالیٰ
تو پاک و منزہ ہے تو ہے سب سے نرالا	اے باری تعالیٰ
یہ عقل یہ جان اور یہ تن تو نے دیا ہے	سب تیری عطا ہے

اے باری تعالیٰ	مادر کے شکم میں ہمیں نو ماہ ہے پالا
تو مالک و مختار	مجبور ہیں محتاج ہیں ہم عاجز و ناچار
اے باری تعالیٰ	جو چاہے کرے کون تجھے روکنے والا
عالم ترا شہید ا	ہر شئی سے تری صنعت و حکمت ہے ہویدا
اے باری تعالیٰ	ہر ذرہ میں ہے تیرے ہی قدرت کا اجالا
کیا شان ہے تیری	ہر پھول کو پوشاک جدا تو نے عطا کی
اے باری تعالیٰ	تو نے ہی درختوں کو دیاسبز و ویشالا
ہے اپنا پیغمبر	مقبول جہان ختم رسل شافع محشر
اے باری تعالیٰ	جس نے دل کفار میں یک زلزلہ ڈالا
شرمندہ گنہگار	بندہ ہے ترا با دوشہ خستہ دل انگار
اے باری تعالیٰ	جز تیرے ہے کون اسکی خطا بخشے والا

### مدح خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

یہ نظم جلسہ فضائل خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منعقدہ ۲۴ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ میں پڑھی گئی

تمام امت کے سچے بہناتھے حضرت صدیقؓ	رسول اللہؐ کے پہلے خلیفہ حضرت صدیقؓ
نہ پوچھو شان و عظمت میں تھے کیسے حضرت صدیقؓ	اشارہ حق کا ہے جب ثانیٰ تینین اذہما فی القمار
اسی مہ میں خلافت کو سبجائے حضرت صدیقؓ	وفات سرور عالم ہوئی ہے جس جہنم میں
عزیم المثل کیا عہدہ بشر تھے حضرت صدیقؓ	وجاہت میں ریاضت میں قضا میں شرافت میں
فضیلت نام والا پر تھی صدقے حضرت صدیقؓ	شرف کا لفظ خود ہر دم کمر بستہ تھا خدمت میں
مگر اوصاف دیگر تھے تمہارے حضرت صدیقؓ	صحابہ تھے نبی کے ایک سے ایک فضل و اکمل
پیغمبر کے تھے کیسے دوست تھے حضرت صدیقؓ	وفاداری تھی غمخواری تھی سچی جان ناری تھی

<p>بنی نے جب بنایا واقعہ سراج کا اپنے          نہ کیوں مخصوب اللہ بنی ہو جائے وہ انسان          گروہ انبیاء کے بعد صدیقوں کا رتبہ ہے          ہوئی ہے اور افزون روشنی دین ہمیر کی          ہمیشہ حکم حق حکم بنی پر ہوتا اعلیٰ ان کا          تہاؤ دہائی سال کا عہد خلافت جب کو طی کر کے          جو انون میں توحید رہا پیدایا لائے حضرت پر</p>	<p>کہا صدق قائم نے سب سے آگے حضرت صدیق          رکھا ہے دل میں جس نے بغض تم سے حضرت صدیق          ملے صدیقیت کے تمکو رتبہ حضرت صدیق          خلافت سے جو مثل مہر چمکے حضرت صدیق          محب اللہ کے اللہ والے حضرت صدیق          ہزاران حیف اس دنیا سے گزرے حضرت صدیق          مگر سن یافتہ لوگوں میں پہلے حضرت صدیق</p>
--	---

نہیں علم و کمال اس بادشاہ خستہ حالت کو  
 تمہاری مدح وہ کس طرح لکھے حضرت صدیق

یٰ طہم منقبت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں لکھی گئی۔

<p>خلیفہ شہ جن و بشر جناب عمرؓ          دوم خلیفہ وہ خلفاء راشدین میں تھے          خلافت اور نیابت کے اوج پر بیشک          عمر کے نام سے کفار کانپ جاتے تھے          جہان میں کفر و ضلالت کو بیت پرستی کو          ہزاروں سیکڑوں مفتوح ہو گئے ہیں دایہ          حوالہ بیت مقدس کیا نصاریٰ نے          فقط یہ رعب تھا دین بنی برحق کا          خلافت آپ نے دس سال چھ مہینے کی          تنگ جیسا ہے ہر وقت شمع پر تہا بن          کہا بنی نے نہیں سیر بعد کوئی بنی</p>	<p>عجیب نامور و مقتدر جناب عمرؓ          مگر وہ رکھتے تھے شان و گرجا بن عمرؓ          مثال مہر تھے خورشندہ تر جناب عمرؓ          تھے زمگاہ میں یک شیر ز جناب عمرؓ          کیا ہے خوب ہی زیر و زبر جناب عمرؓ          تھے خادم آپ کے فتح و ظفر جناب عمرؓ          پڑی جو آپ کے رخ پر نظر جناب عمرؓ          نہ اور رکھتے تھے کچھ کرو فر جناب عمرؓ          کیا جہان سے پھرا پنا سفر جناب عمرؓ          خدا بنی یہ تھے یوں عمر بھر جناب عمرؓ          بنی جو ہوتا تو ہوتا مگر جناب عمرؓ</p>
--	--

خدا کے رہن تھے بستہ مکر جناب عمرؓ  
لقب یہ کیسا تھا زیندہ تر جناب عمرؓ  
کہان وہ رتبہ کسریٰ کد ہر جناب عمرؓ  
خذف کے طرح ہے وہ اور گہر جناب عمرؓ  
تھے کیسے صاحب عز و وقار جناب عمرؓ  
دکھایا آپ نے سچا اثر جناب عمرؓ  
تھے آپ حامی دین کستہ جناب عمرؓ  
و فور رکھتے تھے گو مال و زر جناب عمرؓ

یگانہ تھے وہ ریاضت میں اور عبادت میں  
کیا جادہ حق و بطل لقب ملا فاروق  
موازنہ ہو عدالت سے آپ کے کیونکر  
وہ عدلؓ میں مجوسی یہ عدلؓ دین بنی  
نبیؐ پہ وحی جو اتری تو اونکے حسب الرأی  
ہے کس کے عہد میں یون دین کو فروغ ہوا  
ہمیشہ ہم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں  
حیرت ہی پریشہ سے بھی انہیں دنیا

طفیل آپ کے ہو بادشاہ کے محفوظ

دعا خدا سے ہے شام و سحر جناب عمرؓ

یہ نظم جلسہ خلافت چہار خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لئے کہی گئی۔

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علیؓ چاروں خلیفہ ہیں  
کہ ہر ایک صوف میں برتری ہے چاروں خلیفہ ہیں  
ہمارے مقتدا سر و حلی چاروں خلیفہ ہیں  
ہو ادینؓ تین جن سے قوی چاروں خلیفہ ہیں  
جو ان ہمت جو ان فرد و جری چاروں خلیفہ ہیں  
عجب اعزاز کے فی الواقع چاروں خلیفہ ہیں

معظم کون ہیں بعد نبی چاروں خلیفہ ہیں  
خلافت میں سیاست میں شجاعت میں ریاست میں  
خدا راضی ہمہ خوش خلائق میں یہ یہ قبول  
فروغ دین ہے ان سے ہوئے یہ دین کے ولی  
منائب ان کے سجد میں مناصب ان کے حید ہیں  
بڑاؤن کسی میں عزت گھساؤن کسی میں شکوت

جو ہست میں ہمیں ہے کہ ہیں ان سے بادشاہ کہہ دو

کہ بیشک لائق حب دلی چاروں خلیفہ ہیں

مرح اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

یہ غزل کلمہ تہ عروج خیالؓ مبرا کیلئے کہی گئی مصرع طرح ”ہر حال بطرتا زہ ظہور امام ہے“

اے سبط مصطفیٰ ترا عالی مقام ہے  
تو راحت علیؑ ہے جگر گوشہ بتول  
ہم کیا ہیں بلکہ سارے جو انان خلد کا  
ہرگز نہیں ہے ماہ محرم پہ منحصر  
تبی انتہا جو ظلم کی اعداسے ہو گئی  
تجہہ سا امام دین کو جھون نے کیا شہید  
دنیا میں جو سزا تھی وہ اعدا کو ملگئی  
تشنہ رکھا تم کیا خبر چلا دیا  
گل کر رہے ہو دین بنی کے چراغ کو  
رن میں ترے رفیقوں نے کی اپنی جان فدا

عز و شرف میں تیرے بھلا کیا کلام ہے  
تو ہی فروغ دیدہ خیر الانام ہے  
سید ہے پیشوا ہے تو بیشک امام ہے  
غم تیرا تا قیام قیامت مدام ہے  
صبر و رضا کی حد جو ہے تجہ پر تمام ہے  
حیرت ہے اہل دین میں پھر انکا نام ہے  
محشر میں اپیش خدا انتقام ہے  
آل رسول کا یہ عجب احترام ہے  
اندھیر تم میں کیسا یہ ای فوج شام ہے  
لاریپ انکے واسطے دارالسلام ہے

کافی ہے بادشاہ پہ یک لطف کی نظر

یہ بھی ترے غلاموں میں ادنیٰ غلام ہے

سلام در غم امام ہمامؑ حسب فرمایش احباب کر پے

آج میں لکھوں غم شیر اپنے ہاتھ سے  
شاہ کو بلو کے آخر کو فیوں نے کی دغا  
وہ صداقت وہ عقیدت ہے کہاں انکو  
ہل گئے ارض و سما افسوس جسم شمرنے  
بیعت فاسق سے شدہ کو اسلئے نفرت ہی  
جان اپنی جس نے کی شدہ کی رفاقت میں نثار  
بولوا عابد نے میں غمگین ہوں مجھ ایدانہ دو  
کیا خطا تھی اصغر معصوم کی اے حرملہ

کر بلا کی کھینچوں تصویر اپنے ہاتھ سے  
سیکڑوں نامے کئے تحریر اپنے ہاتھ سے  
کہوئی تم نے عزت و توقیر اپنے ہاتھ سے  
حلق پرشہ کے رکھی شمشیر اپنے ہاتھ سے  
تاناہو کچھ دین کی تحقیر اپنے ہاتھ سے  
خلد میں گھر کر لیا تم میرے ہاتھ سے  
بوالبتیا ہوں میں خود رنجیر اپنے ہاتھ سے  
تو نے اسپر ہی چلایا تیرا اپنے ہاتھ سے



بادشہ سچ بات ہے یہ روبرو تقدیر کے  
جل نہیں سکتی کوئی تدبیر نہ ہاتھ سے

سلام دیگر۔ اجاب کٹریہ کی فرمائش سے انکے مجوزہ مصرع طرح پر لکھیا گیا۔

<p>نشد نے کہا کیا چیز ہیں اعدا مرے آگے و کہلاؤں میں کیا اپنا یہاں زور شجاعت لخت دل زہر اہوں بنی کا ہوں نواسا ہر وقت اطاعت میں ہوں مین مرضی حق کے دی جان رہ خلاق میں ستر پہ دو تن نے عباس برادر نے ہی پائی ہے شہادت شش ماہ کا یک طفل تھا میرا علی اصغر جھکونہ گلہ ہے نہ شکایت ہے کسی سے</p>	<p>ایک دارمیں کٹ جائینگے صد ہا مرے آگے تسلیم و رضا کا ہے تقاضا مرے آگے نبلاؤ بہلا کس کا ہے رتبہ مرے آگے اعدائے کیا ظلم ہے کیا کیا مرے آگے یک ایک ہے جنت کو سد ہا مرے آگے اکبر سا جوان مر گیا بیٹا مرے آگے تیرا سپہ بھی اعدائے چلا یا مرے آگے خوشنودی خالق کا ہے جلوہ مرے آگے</p>
--	--

اے بادشہ خستہ غم آل بنی میں  
عالم کا ہے کچھ اور ہی نقشہ مرے آگے

یہ سلام۔ اخبار جریدہ روزگار مدراس مطبوعہ ۱۹۳۲ء محرم انوار ۱۳۵۲ھ ہجری میں شائع ہوا تھا۔

<p>نہ ہو اسبط پیہر کو میسر پانی دیتے کس طرح شدہ دین کو ستر پانی لعل زہر کار پاپاس سے رن میں بیتاب اس سے کیا بڑھے ستم تشہ زہن آل بنی بدو عادتے اگر شہ تو عجب کیا اسکا امتحان تھا یہ فقط صبر و رضا کا ورنہ پاپاس کا شکوہ وہ لائینگے زبان پر کیونکر</p>	<p>آہ اے تیغ ترے منہ پہ ہے کیونکر پانی انکو تکلیف تھی دوزخ میں مقرر پانی کیون نہ سینے میں صدمے کے ہوا گوہر پانی اور پیتے رہیں سپ و خروا شتر پانی حشر تک ملتا کسی کو نہ زمین پر پانی کیا نہ دے سکنا او نہیں خالق اکبر پانی آب خنجر کو سمجھتے ہیں جو خوشتر پانی</p>
--	---

حالت تنگی شاہ بیان ہم جو کرین خشک لب تو نے رکھا آہ بنی زادوں کو غم شبیر کا شاید یہ اثر ہے جو دما م روح شکنی ادھر اور ادھر خلد میں تہین دل اعدا نہوا نرم اگر اسکے عوض	پانی کیا چسپے پانی کا ہو جو ہر پانی آبر و تیری رہی دہر میں کیوں کر پانی مثل سیاق سمندر کا ہے مضطر پانی حورین ہاتھوں میں لے سیکڑوں سا غر پانی سنگ بھی ہوتا تو ہو جانا نگہل کر پانی
--	---

بادشاہ محل غم شاہ نہ کیوں ہو شاداب  
آج آنکھوں سے روانے مے یکسر پانی

یہ سلام اخبار جبریدہ روزگار مدراس مطبوعہ ۸ محرم الحرام ۱۲۳۲ھ میں شائع ہوا تھا۔

آہ اے مجرتی پھر ماہ محرم آیا چاک سینہ سے سیہ پوش ہے خامہ میرا کر بلا کے وہ مصائب مجھے یاد آنے لگے کسکے ماتم سے گراں بار ہے پیر گردون اشک ریزاب غم شہ میں ہے جولے دیکھ بوسہ گاہ نبوی حلق مطہر حبس کا کوئی مظلوم نہیں سبب بنی کے مانند تین دن کا تو وہ پیاسا تھا نگراف نہ کیا کیا شکیبائی تھی کیا صبر تھا اللہ اللہ	پھر غم و رنج کا اس دہر میں موسم آیا آیا کاغذ پہ تو بادیدہ پر غم آیا ذکر شبیر زبان پر میرے پیہم آیا بے سبب پشت میں اسکے نہیں غم آیا تیرا ہم مرتبہ کوثر نہ تو زمرم آیا آہ وہ حلق تہ خنجر دودم آیا کوئی دنیا میں نہیں شمس اعظم آیا آیا جب رن میں تو بجد خوش و خرم آیا جس سے حیرت زدہ ہر قالب آدم آیا
---	---

بادشاہ جنکو ہے انکار شہادت ان پر  
کیا عجب گر غضب خالق عالم آیا

یہ سلام اخبار مجز دکن مدراس مطبوعہ ۱۱ محرم الحرام ۱۲۳۲ھ بھری میں شائع ہوا تھا۔

اے مجرتی جب ماہ محرم نظر آیا	عالم میں عجب رنج کا عالم نظر آیا
------------------------------	----------------------------------

ہر دہل ہے طہان اور ہر کیا بن ہر تہا مثل کف افسوس ہر یک برگ چمن ہے خارون میں ہو بطرح نمایان گل عنا بشیر سامعلوم بہلا دیکھا ہے کس نے جس خلق مبالغہ پہنی دیتے تھے بوسہ فرزند و اقارب نے جان شاہ کے آگے آگاہ نہ تھے اہل ستم رتبہ شہ سے اللہ رے ثابت قدمی سبط بنی کی دنیا میں غم آن ہیر کے مقابل	ہر دیدہ مجھے دیدہ پر نرم نظر آ یا ہر نخل ہی نخل غم و ماتم نظر آ یا اعدائین وہ یوں شاہ مکرم نظر آ یا ابتک نہ کوئی شمر سا ظلم نظر آ یا صے صے وہ تہ خنجر و دم نظر آ یا ہر یک رہ خاقان میں مقدم نظر آ یا خفاش کو کب مہر کا عالم نظر آ یا دیکھا جسے قتل میں ختم نظر آ یا غم جو نظر آیا وہ بہت کم نظر آ یا
---	--

اے بادشاہ خستہ جگر روز جزا تک

ہر دہل میں یہ غم قائم و پیہم نظر آ یا

## مدح غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ نظم جلسۂ یازدہم ربیع الآخر کے لئے لکھی گئی

رئیس الاولیا ہے غوث اعظم شبستان جہان ہو کیوں نہ روشن ہے اعظم تیرا منصب تیرا رتبہ تری توصیف تو صیف بنی ہے تو ہے تخت دل زہرا و جیدر ہیں تیرے خوشہ چین سب اہل عرفا وہی سچا حب مصطفیٰ ہے	امام الاتقیاء ہے غوث اعظم مہ چرخ ہدایہ ہے غوث اعظم لقب تیرا بجا ہے غوث اعظم تو جزو مصطفیٰ ہے غوث اعظم تو محبوب خدا ہے غوث اعظم تو سب کا مقتدا ہے غوث اعظم جسے تیری ولا ہے غوث اعظم
--	--

شرف وہ ہے کہ خود لفظ شرف کو  
چمن تیرے فیوض باطنی کا  
شہود جذب و عرفان ذوق و وجد  
مجھے مانع ہے اب حد شریعت  
خدا کی معرفت ہے مثل دریا  
جمال پاک سے تیرے سراسر  
ہیں گویا سورۃ واللیل گیسو  
کہا شک ختن زلفون کو تیرے  
ولایت ذات پر ہے تیری نازان  
ادب سے سرعامی اولیا کا  
ادا ہو مجھ سے کیونکر وصف تیرا

شرف تجھ سے ملا ہے غوث اعظم  
عجب بیولا پھلا ہے غوث اعظم  
یہ سب تیری عطا ہے غوث اعظم  
کہوں کس طرح کیا ہے غوث اعظم  
تو درجے بہا ہے غوث اعظم  
عیان نور خدا ہے غوث اعظم  
تراخ والضحیٰ ہے غوث اعظم  
یہ کیا میری خطا ہے غوث اعظم  
تری ہر دل میں جا ہے غوث اعظم  
ترے آگے جھکا ہے غوث اعظم  
مجھے کیا حوصلہ ہے غوث اعظم

نہیں کچھ اور ارمان بادشاہ کو  
تراشوق لب ہے غوث اعظم

## ایضاً

ہم کیا ہیں ہم سے کیا ہو بیان عز و شان غوث  
ہر وقت کہہ رہے ہیں ہی خادمان غوث  
جنات بھی شریک تھے محفل میں وعظ کے  
غنیہ کے رنگ و بو سے ہے محظوظ یک جہان  
منفک ہو کل سے جزو یکمن نہیں کبھی  
لاریب مینہ غوث کا تھا گنج معرفت

جن و ملک میں صبح و ساج خوان غوث  
کوئی بجز خدا کے نہیں رتبہ دان غوث  
کس درجہ تھا موثر و دلکش بیان غوث  
تا حشر بے خزان ہے ہی بوستان غوث  
گویا ہے خاندان بنی حسان غوث  
تہی کیا کلید ستر الہی زبان غوث

<p>دیکھا کسی ولی کو جہان میں لسانِ غوث آنکھوں سے دیکھہ لو نگا اگر آستانِ غوث</p>	<p>اے پرچرخ تو ہے کہن سالِ سچ بستا خوش قسمتی پہ ناز کرے کیوں نہ دل مرا</p>
<p>اللہ سے دعا ہے یہی بادشاہ کی خالی نہ کیجے مجھ سے صفِ عاشقانِ غوث</p>	
<p>یہ غزل شاعرہ اردو موسیقی مدراس کے لئے لکھی گئی اور رسالہ "ترقی تجارت" میں طبع ہوئی</p>	
<p>تیری الفت نہیں کس دل کو گوارا یا غوث شرک سے تجھ کو ہے یک لخت کنارا یا غوث کیا ہے رخسانِ تری عفت کا ستارہ یا غوث منکر دن کو نہیں جز عجز ہے چارہ یا غوث چمن دین کو کیا تو نے سنوارا یا غوث رشتہ سے ہو دل سیما بھری پارہ یا غوث نہیں بھکو ہوس بلخ و بخارا یا غوث گر ہو حاصل تری تربت کا نظارہ یا غوث دیکھتے تجھ کو جو اسکندر و دارا یا غوث منفعلِ عبرت سارا بھی ہے سارا یا غوث تیرے اعدا کو ہے عقبی کا خارہ یا غوث نظرِ لطف ہو گر تیری حسدِ ارا یا غوث ہے فزونِ جوشِ عقیدت جو ہمارا یا غوث شرع میں حد سے نہیں بڑھنے کا یار یا غوث</p>	<p>تو جو اللہ کے پیارے کا ہے پیارا یا غوث بھر تو حید الہی کا شناور تو ہے اولیا صورتِ انجم ہیں تو ہے مہرِ منیر معجزاتِ نبوی سے ہیں کرامات ترے صورتِ بادبہاری ہیں تیرے مفلحات گریبانِ شوقِ زیارت کی کروں بتیابی سیرِ بغداد کی ہے صرف تمنا دل کو خوش نصیبی پہ نہ کیوں غم ہو بھکو ہر دم کیا عجب شوق سے ہو جاتے ترے حلقہ بگوش بوئے گیسو سے نخل ہے نہ فقط مشکِ ختن نفع گو لاکھ بھی دنیا کا ہو حاصل کیا ہے میرِ اسینہ ہو نہ کیوں گنجِ شہود و عرفان لاہین کہتے ہیں پیرایۃ الفاظ میں ہم وصفِ حد سے متجاوز ہو تم سے کیونکر</p>
	<p>اولیا کی بھی قیامت میں شفاعت حق ہے</p>

بادشہ کو ہونے کیوں تیرا سہارا یا غوث

## محرمات

خمسہ تفسیر قصیدہ نظام

اس قصیدہ کو مشائخین حیدر آباد کن کے ایک بزرگوار نے ۳۰ ستمبر ۱۸۹۹ء میں بغرض تفسیر مصنف کے پاس بھیجا تھا جو وقت تفسیر کر کے روانہ کیا گیا انھوں نے نہایت درجہ پسند کر کے خط شکریہ لکھا

یہ کسکے الفت سے میں طپاں ہوں کیے کیوں کا پوچھا  
بھروسہ میں میری دل اور جان میں ہزاروں حشر ہزاروں  
خبر سنان ہے نہ کوئی میرے تسلی کا ہے یہ سامان  
صبا بسوئے مدینہ روکن ازین ثنا گو سلام برخوان

بگردشاہ ریل بگرد و بصد تفسیر پیام برخوان

ہے میرا مدوح مومنو وہ ہے حکما ملاح رب نیروان  
چمن میں عالم کے مثل بلبل ہوں یوں ہی میں نغمہ بگون  
محبت کی ہے اصل ایمان ہی کا ہے ذکر جان عرفان  
صبا بسوئے مدینہ روکن ازین ثنا گو سلام برخوان

بگردشاہ ریل بگرد و بصد تفسیر پیام برخوان

وہ ہیں مبارک کہ جن کے دہن بنی کے عشق و ولایت ملو  
فلاح حقیقی جو چاہتا ہے دلا بغفلت کو چوڑ کر تو  
خوش نصیب اونکے جنکو ہر دم ملا زیارت کا عمدہ قابو  
بنہ بچدین ادب طرازی سر رادت بجاگ آن کو

صلوۃ وافر بروج پاک جناب خیر الانام برخوان

میں وصف رونے مصطفیٰ ہوں نہیں پر گلشن سے کام مجھ کو  
کہہ رہے تو انیسیم سحر ہی ہنسی پہرتی ہے کیوں ہر یک سو  
ہوں شیفۃ الکی گیسو و نگار غرض سبیل سے ہے سرمو  
بنہ بچدین ادب طرازی سر رادت بجاگ آن کو

صلوۃ وافر بروج پاک جناب خیر الانام برخوان

مزار اس حید البشر کا خدان آنکھوں میں سے دکھلا سنے  
وہاں جو پہنچوں تو روح سے میرے دمدم مجھ کو یہ صدا  
کردن آئنا نہ اور کوئی جو مدعا میرا مجھ کو مل جائے  
بہ باب رحمت گہ گزرن بہ باب جبریل کہہ جین سائے

سلام ربی علی نبی گہ بہ باب السلام برخوان

دلا فرار رسول حق پرتر اقدار جو تھک پھنچا ہے تو کر لے ہر در سے فیض حاصل پھر ایسی دولت کہاں تو پائے	قسم خدا کی خوشی کے بارے تر کچھ عالم ہی اور ہو جائے بہ باب حجت گچہ گزین بہ باب جبریل کہہ جین سائے
سلام ربی علی نبی گچے بہ باب السلام برخوان	
اے ختم سہل شیعہ محشر شدہ دو عالم صیب والا تری زیارت کا یہ طریقہ بیان کرتے ہیں بعض عرفا	یہ تیرا تہ ہے کس نے پایا تجھے جو پایا خدا کو پایا بشو خود صورت مثالی نماز بگزار اندر آن جا
بصوت خوش سورہ محمّد تمام اندر قیام برخوان	
لکھی ہے غزل نظام کی مین نے آج نصین بطر زینکو حضور نبوی مین جانیوالوں سے تم ہی امی ماہ کا کھد	زہے سعادت زہے مقدر جو اسکو شرف قبولیت ہو بنہ درو آشتا شو بلجن داؤد ہم نو ا شو
بہ بزم پیمنبر این غزل راز عبد عاصی نظام برخوان	
<b>ختمہ</b>	
جو حضور پر نور میر عثمان علی خان بہادر فرما روائے دکن خلد اللہ ملکہ کے عطا تے خطاب تھی۔ تھی۔ آئی۔ پر لکھا گیا اور جناب محمد منور صاحب کو تہر کے جلسہ فی پارٹی مین پڑھا گیا	
اے نظام ملک و دولت آصف عالیجناب جا بجا بیحد ہے فرحت اور بھیت بھیا ب	اللہ اللہ آپ کس اعزاز سے ہو کامیاب دبدم کہتے ہیں سارے انڈیا کے شیخ و شاب
ہو مبارک آپ کو یہ تھی۔ تھی۔ آئی۔ آئی کا خطاب	
اعلیٰ حضرت جارج چہم ملا ہے یہ وقار جوش دل اب ضبط کر سکے نہیں ہم زینہار	کون کہتا ہے نہیں سرمایہ صد افتخار لب پہ یہ مصرع ہمارے آ رہا ہے بار بار
ہو مبارک آپ کو یہ تھی۔ تھی۔ آئی۔ آئی کا خطاب	
چندی دن کا ہے وقفہ صبر گزرا سینگے یہ وہ دن آئیگا شاہ دکن کھلا سینگے	شک نہیں آہیں خطاب ہر مجبئی پائینگے ہم ہی سب ملکر خوشی کے پھر ترانے گا سینگے

ہو مبارک آپکو یہ تھی۔ تھی۔ لیس۔ آئی کا خطاب	
کسکو یہ عزت یہ شوکت خالق عالم نے دی آنے والی اس خوشی کا پیش خیمہ ہے یہی	کس رئیس ملک کو اب آپ پر ہے برتری دولت برتش کو جید ہے محبت آپ کی
ہو مبارک آپکو یہ تھی۔ تھی۔ لیس۔ آئی کا خطاب	
یہ مثل سچ ہے پدر کا ہی منو نہ ہے پسر عمر و دولت قدر و عزت جاہ و حشمت کرو نہ	باپ کے اوصاف سارے آپ میں ہیں جلوہ گر بادشاہ کی ہے دعا افزوں ہو ہر شام و صبح
ہو مبارک آپکو یہ تھی۔ تھی۔ لیس۔ آئی کا خطاب	
<b>تضمین رب مصرع آتش</b>	
یہ تضمین ترکون کے شکست "ایڈریا فیل" کے وقت حضرت آتش کے مصرع پر لکھی گئی	
ہزاروں انقلاب جو رخ بدکردار میں آئے تسا ہے یہی ہر دم لب اظہار میں آئے	خدا یا جب سے اس ہمتی کے ہم بازار میں آئے خوشی میں آئے رنج و غم کے سہی بازار میں آئے
سیریم خم ہے جو مزاج یار میں آئے	
بجہا نیسے کسی کے وہ نہیں زہن ہا بجہا جو کہنا ہے کہو تم سب عقیدہ ہے یہی سیرا	چراغ اسلام کا روشن رہیگا حشر تک ہر جا رضائے حق پہ جو راضی ہے مومن ہے وہی پکا
سیریم خم ہے جو مزاج یار میں آئے	
ہمارے دل کو صدمہ ہماری روح ہے بیکل یہ مصرع کس قدر اچھا ہے تم پڑھ لیجئے اول	سنائی کس نے یہ خبر شکست اڈریا فیل قدم راہ شریعت میں کہیں ہووے نہ متزلزل
سیریم خم ہے جو مزاج یار میں آئے	
جو تو چاہے کرے درگاہ تیری لا ابالی ہے تری توفیق نے یہ بات اپنے دل میں ڈالی ہے	خدا یا ہم ترے بندے ہمارا تو ہی والی ہے مگر جو کام ہے تیرا نہیں حکمت سے خالی ہے



تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے		
زوال ترک کا الزام یا رب تجھ پہ بیجا ہے	یہ گستاخی یہ بے ادبی نہیں تو اور پھر کیا ہے	
جو کچھ ہے بھید تیرا وہ تجھی پر آشکارا ہے	رضینا بالقضا کا راہ کیا مفہوم اچھا ہے	
تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے		
کرو مت فکر ترکوں کی اگر قوت ہوئی زایل	بنا ہے جو مہ نو پھر وہی ہو گا مہ کامل	
نتیجہ شامت اعمال کا بھوکو ہوا حاصل	نہ کیونکر اس سخن کو ہم بنائیں اپنا نقش دل	
تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے		
اثر گردینی اخوت کا تمہارے دل میں ہے محکم	کرو تا سید اپنے مال سے ترکوں کی سب باہم	
شکست و فتح کا مالک وہی ہے خالق عالم	مراورد زبان ہے اسلئے اسی بادشہ پیہم	
تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے		
<b>مسدس و ترجیع بند</b>		
یہ سس بتاریخ ۹ جولائی ۱۹۱۷ء شہر کوچن کے جلسہ افتتاح انجمن اسلامیہ میں پڑھا گیا		
ہے حمد خدا بطرح بے نہایت	اسی طرح بے حدیثی کی ہے مدحت	
فوتوں کی جس جا پہ قاصر ہے بہت	بنی نوع انسان کی ہے کیا حقیقت	
ہے بہتر زبان و قلم روک لین مہم		
جو مقصود ہے اس کو پورا کریں مہم		
تم اے شہر کوچن کے رہنے والو	رہو مستند فکر دل سے سکالو	
ارادہ کو تم اپنے حکم بنا لو	بنا جلد علمی اشاعت کی ڈالو	
کر دو کام کرنا ہے جو کچھ شستا نی		

	خدا سے عطا تم کو ہو کامیابی	
ضرورت بہت مدرسہ کی یہاں ہے	طلبگار ہر ایک طفل و جوان ہے	کرو سعی تم جب تلک تن میں جان ہے
	جہالت کے پنجے سے سب کو نکالو یہ صحرا ہے تم اسکو گلشن بنا لو	
کوئی چیز علمی اشاعت سے بہتر	نہیں ہے نہیں ہے اس عالم کے اندر	یہی کام سب نیکیوں کا ہے جو ہر
	اسی علم سے ہی فلاح جہاں ہے اسی علم سے آخرت میں امان ہے	
یہاں علم سے علم دین ہے عبارت	اسی کی ہے حاجت اسی کی ہے عظمت	نہیں ہم کو انگلش سے زہار نفرت
	ضرورت سے زائد ہے انگلش پڑھانا ہے دین اپنے ہاتھوں سے گویا گنوا نا	
جہان میں جو طلبائے انگلش ہیں ہر سو	بہلا انہیں بتلاؤ کچھ مذہبی لو	کسی میں ہے گردن داری کا پہلو
	سخن گر ہمارا نہ ہو تم کو باور ہے آسان ذرا دیکھ لو آتما کر	
شرعیت کی پابندیاں ان میں ہیں کم	نماز اور روزہ کا کچھ بھی نہیں سم	ہے تدبیل و تحقیر علما کی ہر دم
	نہ جنت پہ مائل نہ دوزخ کے قائل حبت انکے ہیں پاس دینی مشاغل	

ترقی ہو ہر طرح انگلش زبان کی پسندیدہ یہ بات اسوقت ہوگی	اسیکودہ کہتے ہیں قومی ترقی رہے قوم کے ساتھ جب قومیت ہی
---	---

نہیں قومیت کا کچھ ان میں پتا ہے  
عجب قومی اصلاح کا ادعا ہے

تعلق ہے دنیا و دین میں جو خوشتر سمجھ لو نہیں دین دنیا سے باہر	غلط اسکا مفہوم سمجھے ہیں اکثر نہیں دین ہرگز کوئی چسند دیگر
--	---

درستی دنیا کا ہی نام دین ہے  
جدا دین دنیا سے ہرگز نہیں ہے

کیا اسلئے حق نے دنیا کو پیدا ہے یہ دین دنیا کا ماوا و ملبا	کہ تا دین کا کام ہو اس سے زیبا ہے آغاز و انجام اس پر ہمارا
---	---

نہ ہوتا اگر دین دنیا نہ ہوتی  
تمدن کی تصویر زیبانہ ہوتی

جو ارباب کو چین نے ہم کو بلایا محبت کا سکھ دلون میں بٹھایا	تو واضع مدار سے ممنون بنایا یہ بے ساختہ بادشاہ نے سنایا
---	--

بصد جان و دل آج مسرور ہیں ہم  
تمہاری عنایت کے مشکور ہیں ہم

یہ ترجیح بند جلسہ ندوۃ العلماء منعقدہ ۷ ماہ شوال ۱۳۲۱ھ ہجری بمقام مدراس کے اخیر اجلاس کے  
روز پڑھا گیا تھا و نداد ندوۃ العلماء میں اسکو داخل کیا گیا اور زیور طبع سے مزین بھی ہو چکا

شکر حق بلکوادا کرنے کا یا را کیسے جلسہ ندوۃ علماء جو دکھایا اس نے عالم خواہن ہوں یا ہوئیں بیداری میں	حوصلہ کیا ہے زبان کیا ہے سلیقہ کیا ہے عمدہ تر اس سے کوئی نعمت عظمیٰ کیا ہے جلوہ شان الہی ہے یہ جلسہ کیا ہے
--	--

دل یہ کہتا ہے سترت سے میں معمولی آج  
 آنکھ کھلتی ہے مجھے خوب ملی دولت دید  
 واہ کیا تیرا فیضا ہے لے شہر مدراس  
 کیسے کیسے علما تجھ میں ہیں رونق افزا  
 دین ان سے ہے یہی دین کے ہیں رہنما  
 قدر رکھ کرین قدر کرین ہم کسی  
 یکدلی کیجی قوم میں پیدا ہو جائے  
 یکدلی جب ہو ممکن نہیں قومی اصلاح  
 خانہ جنگی کا بُرا ہو کہ کیا اس نے تباہ  
 پہنچ لائی ہے فقط اخوت اسلام اسکو  
 ہم نہ ندوہ سے جدا ہیں نہ ہے وہ سے جدا

شوق کہتا ہے کہ اب میرا تقاضا کیا ہے  
 میں یہ کہتا ہوں کہ تو نے ابھی دیکھا کیا ہے  
 جتنا تو فخر کرے آج یہ بجا کیا ہے  
 انکے بفضل و کمالات کا کہنا کیا ہے  
 نہ سنیں انکی تو پھر دین کا دعویٰ کیا ہے  
 گر نہ ہو انکی منت تو تم کیا ہے  
 کہتے ہیں اسکے سوا ندوہ کا منشا کیا ہے  
 ہم اگر لاکھ ہی سر شکیں تو ہوتا کیا ہے  
 دسے جب دو تو نصب ہو تو جگہ کیا ہے  
 ورنہ ندوہ سے تعلق ہی ہوا کیا ہے  
 ہم نے گرا اسکو جدا سمجھا تو سمجھا کیا ہے

قطرہ بگریت کہ از بحر جدائیم ہم

بحر بر قطرہ بخندید کہ ماتیم ہم

جلوہ انروزوں جولے ندوہ دکھایا تو نے  
 بھول بیٹھے تھے جو ہم قوم کی الفت کا سبق  
 تیرے پر جوش مواعظ کا اثر کیا کہتے  
 کوئی حیران کوئی ششدر ہے کوئی ہے بخود  
 لعل و گوہر سے نہیں کم تیرے سر معلومات  
 پیش آتے تھے دشمنی سے مخالف ہر چند  
 شان میں جسکے خدا نے ہے کہا خلق عظیم  
 ایسی مجلس نہ عرب نہ عجم میں ہے کہیں

قوم کو خواب تغافل سے جگایا تو نے  
 اندنوں خوب ہیں یاد دلا یا تو نے  
 قوم کے دل کو ہر یک وقت ہلایا تو نے  
 کیا یہ اعجاز سخن اپنا دکھایا تو نے  
 واسطے قوم کے خوب کھولیا تو نے  
 انکو کس نہی سے سمجھایا منایا تو نے  
 خلق کا اسکے نمونہ یہ دکھایا تو نے  
 کہنے یہ پایا ہے اعزاز دیا یا تو نے

قومی اصلاح کا بیڑا جو اٹھایا تو نے  
 جس قدر حق تھا جتانے کا جتایا تو نے  
 چشمِ عالم کو چکا چوند بنایا تو نے  
 ہیکو مفتوں مگر اپنا بنا یا تو نے  
 نفع کیا انکو اگر لاکھ سنایا تو نے  
 اور کیا چاہے گرسکو بچا یا تو نے

نزد حق اسکا صلہ تجھ کو ملیگا کیا کیا  
 بی نصیبی ہے اگر نفع نہ لین ہم تجھ سے  
 لمحہ رحمت حق گویا مجسم آیا  
 گل پیل ہے خدا شمع پہ پروانہ سار  
 سوزنِ نر کہتے ہیں جواہلِ تعصب تجھ سے  
 آہ کس ذلت وادبار میں ہے قوم اپنی

سرگرم شکوہ اگر تابشِ نیند داری

سینہ لبکاغم اگر طاقت دیدن داری

کستور قوم کے گردن پہ ہے تیرا احسان  
 گویا پیاسوں کے لئے ملگیا آبِ حیوان  
 تو ہے گربادِ سحر ہم میں مثالِ بستان  
 تو اگر روح ہے ہم صورتِ جسمِ بیجان  
 ہم اگر دروہین تو اسکا ہے بیشک درمان  
 کامِ خورشید کا ہے ذرہ نوازی ہر آن  
 ہے منزلِ پتہ نزل ہمیں ہر آن و زمان  
 و بدبہ انکا ہے رعب انکا زمانہ میں عیان  
 کس طرح دینِ متین کا رہے دنیا میں نشان  
 کس کس لمان کو پیارا نہیں دین و ایمان  
 وقت تو کم ہے گردل میں ہیں صد ہزاران  
 صورتیں اسی نظر آئیں گے پھر ہیکو کھان  
 پھر کھان ایسے بزرگوں کی زیارت کا سماں

مرحبا مر جا اے ندوۂ علمائے زمان  
 تیرے آنے سے ہوئی ہیکو مسرت ایسی  
 تر و تازہ میں تر فے فیض سے دل اور دماغ  
 مرضِ جہلِ تعصب کا سیجا تو ہے  
 ہم اگر زخم ہیں تو اسکے لئے ہے مزہم  
 تو اگر صورتِ خورشید ہے ہم میں ذرات  
 غیر قوموں کو ترقی پہ ترقی ہے نصیب  
 علم میں مال میں اور دین کے اشاعت میں آ  
 اب بھی غفلت جو کریں ہم تو خدا ہی جانے  
 کون کہتا ہے ضرورت نہیں اس وقت تری  
 وائے قسمت کہ ترا چاہی دن کا ہے قیام  
 آہ کب دیکھیں گے ہم ایسا مبارک حلیہ  
 پھر کھان آہ یہ پر جوش موثر و عظیم

کہاں یہ شوق کہاں پھر یہ مذاق دینی  
کہاں کہاں پھر یہ کہاں خوف خدا کا سامان  
بادشاہ دل سے یہ حسرت نہ ٹیگی ہرگز  
کیون نہ یہ شعر ہے صبح و مسا و زبان

حیف چوتھم زدن صحبت یا ر آخوش  
رہے گل سیر ندیدیم بہار آخوش

## نصائح

یہ غزل مشاعرہ حیدر آباد کن کے طرحی مصرع پر لکھی گئی اور اخبار "مخبر کن" مدراس میں شائع ہوئی

مصرع طرح "مزار فیض پر اللہ کی رحمت برستی ہے"

عجب غفلت شعاری ہے عجب دنیا پرستی ہے  
ہماری زندگی وہ ہے کہ جس پر موت ہستی ہے  
جو جاتا ہے یہاں بس ٹانگا ہو ہی جاتا ہے  
عدم آباد ہی اے ہمدرد کیا خوبستی ہے  
اگر ان ہے اتفاق و یکدلی کا نقدان و زون  
مگر بغض و حسد کی جس ہر یک جا پہمستی ہے  
ترقی غیر قوم کی ہو کیونکر قوم کو اپنی  
او دہر ہر کام میں جیتی ادھرت لیستی ہے  
نصیحت نامو کی سنگدل پر کارگر کب ہو  
یہ سچ ہے منج آہن کی نہیں تہہ میں دہتی ہے  
ہزاروں ہوشیار و نوکرین قربان ہم اسپر  
می عشق پیمبر کی جہانیں جسکو مستی ہے  
رسول اللہ کے روضہ کا جہرہ سے صدف ہو کیونکر  
ملائک کی ہی عظمت جو چین جس جا پہ گہستی ہے  
ہیں مقبول خدا سب لیا اللہ عجب کیا ہے  
مزار فیض پر اللہ کی رحمت برستی ہے

مدینہ دیکھ کر آیا ہے گرچہ بادشاہ لیکن  
دوبارہ دیکھنے کو آنکھ اب کیا ترستی ہے

مندرجہ ذیل غزلین مشاعرہ و انبثاری کیلئے لکھی گئیں

مصرع طرح "سرخ دوری مرہم زخمِ ثقیل ہو گیا"

دین کی الفت گھٹی دنیا کا غلبہ ہو گیا  
آہ حال قوم کیا آگے تھا اب کیا ہو گیا

تھی فقط ما اتفاقاً مدتوں سے قوم میں  
خوبتر دنیا وہی ہے دین جس کے ساتھ ہو  
جامعیت دین اور دنیا کی ہلکو چاہئے  
دین و دنیا کا تعلق جب نہ آیا ذہن میں  
آدم و شیطان دونوں بھی تھے مخلوق خدا  
تیرے قومی منزل کون جانے اختتام  
واہ کہنے کی نہیں حاجت مرے شعار پر  
دل وہی عمدہ کہ ہر یک کام میں ہو مستقل

جب تعصب آیا سو نے پرہاگا ہو گیا  
دین بے دنیا کے سمجھو بے نتیجہ ہو گیا  
جب ہوں کیلئے تو پھر نقصان پیدا ہو گیا  
ہر طرف فتنے اٹھے ہر جا پہ جھگڑا ہو گیا  
کارآمدہ ہوئے اور یہ نکمے ہو گیا  
ہاں کہیں گے ہم یہی یا ہو رہا یا ہو گیا  
آہ گر کھئے تو مقصد میرا پورا ہو گیا  
کام وہ چھوڑا دہر بس منہ سے نکلا ہو گیا

جاننے والے تو تجھ کو جانتے ہیں بادشاہ

غم ہے کیا اگر اس غزل کا رنگ پھیکا ہو گیا

مصراع طبع "حسرتیں دل کی رہ گئیں دل میں"

جلوۂ ذکر حق رہے دل میں  
نہیں دنیا کو دین پر ہے فروغ  
سکناں عدم کہیں ہم کیا  
قرین ایک دن تو جانا ہے  
کجروی چوڑ کر چلین سیدنا  
جاؤں پہ سوئے یثرب و یثربا  
اے نکیرین تم نہ کچھ پوچھو  
عشق کس گل کا ہے بہن معلوم  
خار کو گل سے کچھ بھی نسبت ہے  
سہل ہے دین سب سے ہوشکل

یہی سیلی ہو ایسے محل میں  
ذرا کیا مہر کے مقابل میں  
ہم بین دریا میں تم بین ساحل میں  
آہ ہم تم بین کن مشاغل میں  
ساپ جاتا ہے بظرح بل میں  
حسرتیں دل کی رہ گئیں دل میں  
حسرتیں دل کی رہ گئیں دل میں  
دروہے نالہ عناد دل میں  
فرق یوں ہی ہے حق باطل میں  
خافوا تم ہو کیسے مشکل میں

ہے غلط پانگل ہے وہ گل میں	لوگ کہتے ہیں سرو کو آزاد
روکھا پیکا ہے بادشاہ کا سخن کیا جھے رنگ اسکا محفل میں	
یہ غزل حسب فرمائش حکیم سید عبدالنعیم صاحب ساکن دانباری لکھی گئی	
مصراع طرح ”یہ ہستی رنگ جہاں کچھ نہیں ہے“	
<p>ثبات و بقائے زمان کچھ نہیں ہے زمین کچھ نہیں آسمان کچھ نہیں ہے حقیقت میں باغ جہاں کچھ نہیں ہے لحد کا بھی انکے نشان کچھ نہیں ہے فراغت کا سامان یہاں کچھ نہیں ہے جو کچھ ہے وہاں ہے یہاں کچھ نہیں ہے بجز اسکے اے تہربان کچھ نہیں ہے ہمارے لئے یہ گراں کچھ نہیں ہے تجاربہ دونی درمیان کچھ نہیں ہے</p>	<p>عیان سب پہ ہے یہ نہاں کچھ نہیں ہے فنا ہونگے کیروز سب حکم حق سے نہ رنگ اسکا قائم نہ ہو اسکی داہم بلندی پہ ہیں دہر میں نام جن کے ادھر فکر دنیا او دھر خوف عقبی سزا و جزا حق سے ہم بند گون کی فقط کام آئینگے اعمال اپنے اگر سرچہ کا دین اطاعت میں حق کی خدا اور بندے میں غیر از خودی کے</p>
سخن بادشاہ کا ہے بس سیدنا سادہ یہ سچ ہے کہ لطف بیان کچھ نہیں ہے	
یہ غزل قومی مشاعرہ اردو سوسیٹی مدراس کیلئے لکھی گئی اور رسالہ ”ترقی تجارت“ میں شائع ہوئی	
مصراع طرح ”کیا بشر ہے ایک مشت استخوان کچھ بھی نہیں“	
<p>ہے جزا اسکی وہاں لیکن یہاں کچھ بھی نہیں زیب و زینت مال و زکوٰۃ مکان کچھ بھی نہیں کیا بشر ہے ایک مشت استخوان کچھ بھی نہیں</p>	<p>ہوتی ہے قومی صیحت رایگان کچھ بھی نہیں چند روزہ ہے یہ دنیا جاودان کچھ بھی نہیں روح جب نکلے بدن سے ہے بشر کا کیا وجوہ</p>



<p>یہ وہ آتش دلی ہے حسین دہوان کچھ ہی نہیں  یک منٹ میں دیکھ لو نام و نشان کچھ ہی نہیں  پوچھئے کیا ہے عمل کہہ دینگے مان کچھ ہی نہیں  میسر آگے یہ زمین یہ آسمان کچھ ہی نہیں  ہم کو باندیشہ سودو زیا ن کچھ ہی نہیں  کون بن لائے ہن کیا آئے کہاں کچھ ہی نہیں  ہم کو فکر زندگی جا و ان کچھ ہی نہیں  رو برو اس زخم کے زخم سنان کچھ ہی نہیں</p>	<p>کون جانے کس کے دل میں قوم کا ہے سوز و درد  ہے ہمارا جوش قومی سوڈا واٹر کے طرح  قومی تجویزین بہت ہیں مجلسین بھی ہیں بہت  جب سے ہے پیش نظر دنیا کا ادبار و عروج  ہمسری ہو غیر قوموں سے جہان میں کس طرح  پوچھے گریہم سے خدا محشر میں کیا دینگے جواب  ہیں ادھر دنیا کے جھگڑے اور ادھر عقبی کا ٹوٹا  طعن اور تشنیع سے زخمی کیسا دل ہنو</p>
--	--

سادگی مخصوص تیرا سخن ہے بادشاہ

واقعی ہے بات یہ لطف بیان کچھ ہی نہیں

یہ نظم نماز کی فضیلت میں لکھی گئی

<p>مومن وہی ہے جس کو ہے عظمت نماز کی  قربت خدا کی گویا ہے قربت نماز کی  خاصان حق کو کیسی تھی رعبت نماز کی  پریش ہو پیلے روز قیامت نماز کی  افسوس مومنوں کو ہے غفلت نماز کی  حید سکھاتی ہے یہ کہاست نماز کی  دنیا میں جس سے ترک ہو غفلت نماز کی  کب اس سے ہو جسے نہیں وقعت نماز کی  اہل نفاق کو ہے مشقت نماز کی  دل اسکا جانتا ہے ضرورت نماز کی</p>	<p>بے حد و انتہا ہے فضیلت نماز کی  معراج مومنین ہے عادت نماز کی  سجدہ میں سر حسین کا تہاتبع چل گئی  بعد کے ہو نگین بندوں کا حق کی پرشین  اسلام اور کفر میں ہے اور فرق کیا  جا رہا نہیں نماز کبھی بے حضور قلب  کہتے ہیں شافعی کہ تم اسکو قرض دو  حق خدا دادا نہو بندوں کا حق ادا  ایمان دار کیلئے آسان ہے نماز  کامل یقین ہے جسکو خدا و رسول پر</p>
--	--

خالق کی اپنی حمد اور اسکا شکر یہ جنت کے ہے طلب میں نمازی ہو یہ غلط دوزخ یہ گرمیاں تو کسی اور کو بتا مخوش ہو دحق جو بزرگان دین ہیں ہر وقت اسکا حافظ و ناصر ہے کردگار بیکار صیبا آئینہ ہے پیش بے بصر	کیا اور پوچھتے ہو حقیقت نماز کی گرویدہ بلکہ رہتی ہے جنت نماز کی قسمت میں ہے ہمارے سعاد نماز کی حاصل کچھ اور انکو ہے لذت نماز کی بد نظر ہے جسکو حفاظت نماز کی بے نفع بے نمازی سے ست نماز کی
---	---

تائید حق ہے ساتھ ہمارے اسی بادشاہ  
کیونکر نہ ہم سنائیں نصیحت نماز کی

دین اور دنیا کا مفہوم

یہ نظم اخبار "مجزن" مدراس مطبوعہ ۲۴ نومبر ۱۹۳۷ء میں شائع ہوئی تھی

شوق سے غربت سے سنئے ہم یہ کرتے ہیں کیا ہائے اُن ناخبیوں نے ہی بگاڑا قوم کو برگیا اسکے سبب سے جا بجا بغض و عناد ہائے ہم نے اسی سے آہ کیا کیا ذلتیں دین کو دنیا سے جیسا ربط ہے شام و سحر گر نہ ہو دنیا تو کیونکر دین کا ہو گام و دین و دنیا میں جدائی ہو نہیں سکتی کبھی دین کا معنی ہے یہ ہر کام دنیا کا کرین کام جو حکم خدا حکم بنی کے ہو خلاف اہل ظاہر عالمان دین کی یہ تحقیق ہے چیت دنیا از خدا غافل شدن کہتے ہیں وہ	دین اور دنیا کے معنی میں ہیں جو ناخبیان ہائے اُن ناخبیوں سے ہو گئے جھگڑے عیان پڑ گئے رخنے اسی سے یکدلی کے درمیان کہو دے اس کے سبب قوم کی ہم عروشان یوں ہی دنیا کو تعلق دین سے ہے بیگان مثلاً قال ہے یہ دنیا دین ہے مانند جان جو جدا سمجھیں یہ ناخبی ہے انکی بیکران حب فرمان خدا و مصطفیٰ سر و عیان کہتے ہیں نیا اسی کو عالمان کنتہ دان لیکے معنوم دیگر اسکا پیش عارفان نے قماش و فقرہ و فرزند و زن ای مومنان
---	--

دونوں معنوں میں اگرچہ فرق آتا ہے مگر  
جامع مانع یہی دنیا و دین کا وصف ہے  
بلکہ نادانی سے قوم میں اب دو فریق  
فرقہ یک کرتا ہے دنیا کی مذمت بے شمار  
دیتا ہے ترغیب ترک مال داری قوم کو  
سخت نافہمی ہے اس سے خوش نہیں خالق کبھی  
مال و زر فرزند و زن کے باوجود اے دوستو  
مال داری منع کر دیتی تو پھر کس زکوٰۃ  
جا بجا قرآن میں کیوں ہو کم فرما تا خدا  
دوسرا فرقہ جو ہے یہی حالت کچھ عجب  
گرچہ کرتا ہے وہ خود کو دینداروں میں شمار  
خاص کر اسمین نہیں پابندی صوم و صلوٰۃ  
پاس اس فرقہ کے بس نیکی ہے دنیا میں یہی  
اس سے عمدہ تر نہیں سرمایہ ان کے زیت کا  
سرسبز ہر کام میں تقلید انگریزوں کی ہو  
بعض ان میں تو معاذ اللہ تسخروں کا  
حشر میں کس منہ سے جائینگے خدا کے روبرو  
ہم نہیں کہتے کہ انگریزی نہیں ہو کم مفید  
سیکھنا لیکن فقط حسب ضرورت چاہئے  
خال جو حد سے بڑا وہ ہو گیا آخر ماسا  
وین دنیا کا عطا کر ہو کم مفہوم صحیح

غور سے دیکھیں تو ہے دونوں کا مطلب یکسان  
تائے ان باتوں سے ناواقف ہیں اکثر مردمان  
کہوتے ہیں اوقات بحث و گفتگو میں رایگان  
بے ثباتی اسکی بتلاتا ہے سب کو جاودان  
مفلسی ہے پاس اسکے دینداری کا نشان  
اور کب راضی ہیں اس سے خاتم پیغمبران  
دین پر ثابت قدم ہوئے ہی مومن کی شان  
ہم یہ کیوں کرتا جہان میں خالق ہر دو جہان  
نعمتیں دین ہم نے کیسی کیسی زیر آسمان  
منہماک ہے حب مال جاہ میں وہ ہر زمان  
پر نہیں ہے دین کے احکام کا اس میں نشان  
طبع کو اسکے ہیں ایسے کام سب بارگران  
بہرہ ور تسلیم انگریزی سے ہوں خرد و کلان  
یہ وہ نیکی جسکے میں ماتحت سارے نیکیاں  
ہے یہی تہذیب اور شائستگی انکے یہاں  
کر رہے ہیں کچھ نہیں خوف خدا کے انس و جان  
انکو کیا معلوم کیا اس کا نتیجہ ہے وہاں  
ہم نہیں کہتے کہ ہے ممنوع شرعی یہ زبان  
گر ضرورت سے زیادہ ہو تو بیشک سے زیان  
لاق اس ضرب المثل کے ہے یہ فرقہ بیگمان  
بد عقاید سے الٹی دے ہمیں امن و امان

خاتمہ ایمان پر ہم سب ملانوں کا ہو | از طفیل سرور عالم شفیع عاصیان

نغمہ ساری دین کی ہے جتنے دل میں بادشاہ  
کیون نہ ہو مرغوب ترا کمویہ تیری داستان

یہ نظم تنزل اہل سلام پر اظہارِ فحس کرتے ہوئے ان بہر یونکے جواب میں لکھی گئی جو معراج آسمانی اور حشر میں دست و پاکی کو اہی پر اپنی جہالت سے اعتراض کیا کرتے ہیں اور اخبارِ جبریدہ روزگار میں مطوعہ یکم جولائی ۱۹۱۱ء میں شائع ہوئی

کہاں وہ حمد نیرِ دلی کہاں یہ طبعِ انسانی  
مقدس ذات ہے اسکی سنزہ میں صفات اسکے  
دیا بہکودہن ایسا ہوا جس سے سخن پیدا  
عجب عالم میں ہے نیرنگی عالم کا نظارہ  
شکستِ روس دیکھو اور دیکھو فتحِ جاپان کو  
پٹرا ہے روم کی دولت پر گرچہ رنگِ جہوری  
کسی جاوید میں غالب ہے کہیں انگلنڈ قابض ہے  
تمنا ہے ترقی کی نہ خواہش ملک گیری کی  
بغاوت کا علم برپا کیا اہل مرا قونے  
ہنیں معلوم کیا حالتِ مرا قو کی ہو آئندہ  
غرض دنیا کے اسلامی ہر ایک جا ہے تنزل پر  
تخیلِ مذہبی مٹنے لگا ہے اب دماغوں سے  
براقِ مصطفیٰ سے اب بہلا انکار ہو کیونکر  
ہوا پر گر کرے پرواز انسان پہر تو خالق کو  
گو اہی حشر میں گردست و پا دینگے عجب کیا ہے  
صدرا انسان کی سنتے ہیں جب یک پارہ سے

یہاں دعویٰ ہے دانائی کا بیٹیک عین نادانی  
وہ مستغنی ہے ہم محتاج وہ باقی ہے ہم فانی  
اسی کے فضل کے پر تو سے ہے اپنی سنجیدگی  
مثال آئینہ ہر اہل دانش کو ہے حیرانی  
ملی ہے مورچہ کو اندون شانِ سلیمانی  
نہ ہے الگی وہ دینداری نہ اگلا عجب سلطانی  
سرکش مکش میں اب پہنسا ہے ملکِ ایرانی  
جو کچھ ہے اس پہ قانع ہے امیر کا بلستانی  
ہے سلطان مرا قو اب فریج کے زیرِ نگرانی  
جو کچھ ہے خطِ پیشانی وہی لازم ہے پیش آنی  
ترقی پر گرہیں ہر طرف اغراضِ نفسانی  
دلوں سے دور ہوتا جا رہا ہے جوشِ ایمانی  
ہو آئی جب جہازوں کی ہے عالم میں فراوانی  
ہو مرکب کو کیون طاقت عطا کرنے میں آسانی  
بہلا جب فوتِ فردِ گرانی تم نے ہے مانی  
خدا سے کیون نہ طاقت پلے دست و پا انسانی

<p>جد ہر دیکھو او دہر آزادی مذہب کا ہے غوغا یہی ہے خوف اے ہندوستان اطوار سے بیکر نہیں معلوم ہے کیا قوم کیا اصلاح کی معنی صلوٰۃ و صوم سے نفرت زکوٰۃ و حج سے کیا مطلب دُر و اللہ سے پابند شرع مصطفیٰ رہتے لکھو ای شاعر و اسلام کا اب مرثیہ کوئی</p>	<p>حدیثوں کی نہ وقت ہے نہ خوف حکم قرآنی کہیں تجھ کو نہ بجاتے خطاب نیچرستانی بنا ہے قوم کا مصلح ہر یک طفل دبستانی مسلمان کیلئے بس ہے فقط نام مسلمان چرا عاقل کند کاری کہ باز آید پشیمانی بزرگان سلف کی چوڑ دو تم مرثیہ خوانی</p>
<p>نہ ہو مایوس تو اے بادشہ خالق کی رحمت سے اگر گیکادین کی اپنے وہ خود حفظ و نگہبانی</p>	
<p>یہ تفسیر سعدی شیرازی پر لکھی گئی</p>	
<p>سعدی سے میں نے پوچھا کہ کیا اسکا ہے سبب نخوت میں خود پسندی میں اکثر ہیں مبتلا قابو میں دل کسی کا کسی سے نہ رہ سکا سعدی نے یوں جواب دیا غور کر ذرا ہرگز پدر کی صلب کی کوئی نہیں خطا</p>	<p>ہیں اب جہان میں لوگ بہت کم نگو نفس نفرت ہے نیکیوں سے گناہوں کی ہے ہوس یہ ملک وہ ہے جس میں نہیں حاکم و محسوس نادان فقی ہے تیسرے لئے صورت قفس مادر کے ہے شکم کا اثر جانتے یہ بس</p>
<p>باران کہ در لطافت طبعش خلافت نیست در باغ لاله روید و در شورہ بوم خس</p>	
<p>یہ نظم انجمن طلباء رائے مدرسہ اسلامیہ دہلی کیلئے لکھی گئی</p>	
<p>سنو تم اے طلبائے فرخندہ طینت فقط جو ش ہے طبع کا میرے ورنہ نہیں ہے جہان میں کوئی چیز ایسی کہیں نفع پر ہے مضرت کا غلبہ</p>	<p>سفر اور حضر کی سنا تا ہوں حالت نہ مجھ میں سلیقہ نہ مجھ میں لیاقت نہ ہوں نفع کے ساتھ جس میں مضرت ضرر کو کہیں نفع نے دی ہر میت</p>

جو کچھ بھید نفع و ضرر میں ہے پنہاں  
 کرشمے میں خالق کے قدرت کے سارے  
 مے ذہن میں جو گزرتے ہیں باتیں  
 عیان سب یہ ہے روز روشن کے مانند  
 سفر ہے معیشت کا عمدہ ذریعہ  
 سفر ہی بناتا ہے انسان کو انسان  
 سفر سے برکت ہے سب آرزو میں  
 سفر سے ہی ہے تجربہ کو ترقی  
 سفر گرنہ کرتے وہ اگلے بزرگان  
 نہ کرتے کبھی قدر و وقعت ہم انکی  
 انہیں کے تصدق سے پائیں ہم ہم سب  
 وطن میں کیونکہ نہ اب تک ملا کچھ  
 سفر کے فوائد سے واقف نہیں ہم  
 کہا خوب حاکمی شیریں سخن نے  
 "سیاحت کے گون ہیں نہ مرد سفر ہیں  
 "یہ دیواریں گھر کی جو پیش نظر ہیں  
 "ہیں تالاب میں چہلیاں کچھ فراہم  
 خدا گرنہ دیتا سفر کو بزرگی  
 نہ ہوتا تھا ہم پر کبھی حکم حج کا  
 مقابل سفر کے جو لفظ حضہ ہے  
 وطن کی سکونت بظاہر ہے اچھی

خدا ہی کو معلوم اسکی حقیقت  
 سزاوار اسکو ہے یہ اسکی حکمت  
 دلاتے ہیں اظہار کی مجھ کو جرأت  
 سفر کے فوائد میں جو ہے نہایت  
 سفر فی الحقیقت ہے جان تجارت  
 سفر ہی بڑھاتا ہے فہم و فراست  
 سفر سے ہے دشواریوں میں سہولت  
 سفر میں ہی خالق نے دی خیر و برکت  
 نہ وہ کھینچتے گرسفر کی مشقت  
 نہ ہوتی کمالات کی انکی شہرت  
 یہ عزت یہ رفعت یہ شوکت یہ شمت  
 سفر کے بدولت ملی علم و دولت  
 سفر کی عموماً نہیں ہمکو رغبت  
 یہ اشعار مملو ہے حبیب نصیحت  
 خدا کی خدائی سے ہم بے خبر ہیں  
 یہی اپنے نزدیک حد بصر ہیں  
 وہی انکی دنیا وہی اسکا عالم  
 نہ ہوتی سفر میں اگر کچھ فضیلت  
 نہ مسنون ہوتی بنی کی زیارت  
 ہے مقصود اس سے وطن کی سکونت  
 ہے باطن میں پوشیدہ لیکن قباحت

وطن کی سکونت ہے معیار غفلت  
 وطن کی سکونت میں ہے نقص بہت  
 تن آسودگی کی جو کہتا ہے خصلت  
 ہے اس درجہ سیر و سیاحت کی عادت  
 نظیر اس وطن کی ملیگی بدقت  
 سفر کو حضر پر ہے ہر طرح سبقت  
 نہ دے چند ساتو ہمیں کنج عزالت  
 کہیں اہل جلسہ نہ پائین ملاست

وطن کی سکونت کہالت کی معدن  
 وطن کی سکونت ترقی کی ہارج  
 وطن کی سکونت کا مداح ہے وہ  
 ہے صد شکر اہل وطن کو ہمارے  
 اگر دہونڈیں ہم سارے ہندوستان میں  
 غرض حاصل نظم کا ہے یہ میرے  
 سفر ہم کرین مثل خورشید یا رب  
 سخن کو نہ دو طول اے بادشاہ تم

### اشعار دعائیہ

یہ اشعار مسجد محلہ گویند پور واقع و انباری میں ہنگام جنگ روم و یونان بعد اوائے نماز شکر یہ فتح محمدی سلطان  
 خداوند ملکہ روبرئے حاضرین جماعت بتاریخ ۱۶ محرم الحرام ۱۰۳۱ ہجری بروز جمعہ پڑھے گئے تھے

شکر کرنے کی کہاں ہکو ہے طاقت اے خدا  
 تو نے دی اسلام کی ہکو یہ نعمت اے خدا  
 ہم اسی اسلام سے پائینگے جنت اے خدا  
 آج ہم اسکی مناتے ہیں مسرت اے خدا  
 واسطے انکے ہیں یہ ایام فرحت اے خدا  
 ایک عالم جبکہ ہے زیر حکومت اے خدا  
 ہے اسی سلطان سے ہم کبی عزت اے خدا  
 اس سے کیا بڑھ کر ہے کوئی اور عظمت اے خدا  
 نصرت اسلام گویا اسکی نصرت اے خدا  
 کیا دکہا تین منہہ تجھے روز قیامت اے خدا

ہم یہ کیا کیا ہیں ترے فضل و عنایت اے خدا  
 نعمتیں بحیدرین تیری ان میں سب افضل ترین  
 ہم اسی اسلام سے پائینگے دوترخ سے نجات  
 اندون فتح و ظفر تو نے جو دی سلطان کو  
 ہم تو کیا روئے زمین پر ہیں جہان تک دیندار  
 کون وہ سلطان یعنی حضرت عبدالحمید  
 یہ ہے ہمارے دین کی شوکت اسی سلطان سے  
 جبکہ حرین معظم کا محافظ ہے وہی  
 ہے شکست اسکی حقیقت میں شکست اسلام کی  
 شکر گزیرانہ اس موقع پہ ہم لائیں سب

کرنہ حاصل ہو خوشی سلم کو ایسی فتح پر  
 نصرت اسلام کا ہے بچ رہا ڈنکا او دھر  
 اندون اس جنگ نے کیا کچھ دکھایا ہے اثر  
 دوست کیا دشمن بھی اسکی مدح میں ہن تر زبان  
 فی الحقیقت یہ کچھ شے سب میں تیرے فضل کے  
 اس امیر المومنین کو تخت شاہی پر مدام  
 تابجسم رہے قائم رہے دایم رہے  
 ہم مسلمانوں کے ولین دیجئے صبح و مسا  
 ہر دم و ہر آن رہے محفوظ اب آفات سے  
 خیر خواہوں کو تو اس کے شاد رکھہ آباد رکھہ  
 فاتح و منصور جیسا اندون اسکو کیا

کیا ہمارا دین کیا دینی حمیت اے خدا  
 ہے ادھر یونان کے ذلت کی نوبت اے خدا  
 سارے یورپ پر ہے طاری جسکی دہشت اے خدا  
 کیا یہ تیری شان کیا تیری ہے قدرت اے خدا  
 کیوں نہ ہم مانگین دعا یہ با صداقت اے خدا  
 رکھہ سلامت رکھہ سلامت رکھہ سلامت اے خدا  
 اسکی عظمت اسکی ثروت اسکی حثمت اے خدا  
 اسکی اُست اسکی الفت اسکی چاہت اے خدا  
 تاج و تخت و چتر و رایت ملک و دولت اے خدا  
 اس کے بدخواہوں کو کر پامال و غارت اے خدا  
 یوں ہی رکھہ غالب اُسے ہر ایک ساعت اے خدا

بندہ ناچیز ہے یہ بادشاہ عاصی ترا  
 بخش دے اسکو زراہ لطف و رحمت اے خدا

یہ اشعار جلسہ سالانہ مدرسہ اسلامیہ و انبیاڑی میں اراکین محمدن ایجوکیشنل سوسیٹی و انبیاڑی روبرو پڑ گئے

یا رب تری قدرت کا ہمیں جلوہ دکھا دے  
 محتاج یہ گلشن ہے ترے ابر کرم کا  
 محفوظ تو کر دل کو دماغ و ن کو معطر  
 حامی ہن مرتبی ہن معاون ہن جو اسکے  
 بہبود دئی دارین سے کراںکو سہ افزا  
 یا رب سب سے دعاہمت و جرات کو انہونکے  
 دنیا کی طلب دے تو ہمیں دین کے خاطر

اس مدرسہ قوم کی قسمت کو جگا دے  
 سرسبز بنا دے اسے شاداب بنا دے  
 اس باغ کے پھل پھول کا نظارہ دکھا دے  
 کراںکے مقاصد کو عطا یا اس مٹا دے  
 آفات و حوادث سے زمانہ کے بچا دے  
 تو اور پڑھا اور پڑھا اور پڑھا دے  
 بے بہرہ نہ تو دیں سے دنیا میں بنا دے



ثابت قدمی تیرے اور امین عطا کر  
دنیا کو کھین دین کے ہم ساتھ ہمیشہ  
سکسش نہ بنا تیری شریعت سے کسی دن  
عاجز ہیں گنہگار ہیں ہم خستہ جگر ہیں  
تو قاضی حاجات ہے ہم جز ترے در کے  
اس مدرسہ کا جلسہ سالانہ جو ہے اب  
ہر دم ہو عطا اس کو ترقی پہ ترقی  
ایوان دل قوم رہے اس سے منور

اور تیرے نواہی سے ہمیں دور رہا ہے  
ہر شام و سحر بس یہ سبق ہم کو سکھا ہے  
سر تیری اطاعت میں ہر کیوقت جہنکا ہے  
جوش اپنے تو افضال کا اب ہم کو دکھا ہے  
کس در پہ پہلا جائین ذرا تو ہی جتا ہے  
صد ہا ہمیں اس طرح کے جلسوں کو بتا ہے  
کل ہند میں دہوم اسکی الہی تو مجا دے  
لو اسکے محبت کی ہر یک دل میں لگا ہے

اے پادشہ ہمچنان اس کا عجب کیا  
تاثر اگر تیرے سخن میں بھی خدا دے

یہ مناجات منظوم طلبائے مدرسہ اسلامیہ انبائری کیلئے حسب قرائش جناب محمد ابراہیم صاحب قریشی  
بی۔ اے۔ یل۔ ٹی۔ پرنسپل مدرسہ اسلامیہ و انبائری لکھی گئی

ہم مدرسہ کے طلباء باعجز و انکساری  
مالکے تو ہمارا مملوک ہم ہیں تیرے  
قوت بے نیاز سب سے محتاج تیرے سب ہیں  
اس مدرسہ کے جتنے بانی و منتظم ہیں  
ممنون ہم ہیں انکے مرہون ہم ہیں انکے  
سرسبز یون نہ رہتا اس مدرسہ کا گلشن  
یارب جہان میں دائم رکھے انکو شاد و خوشرم  
یارب ہمارے دل کے چنچون کو کر شگفتہ  
سلطان روم اپنے ہیں مذہبی خلیفہ

کرتے ہیں عرض تجہ سے اب اے جناب باری  
تیری ثنا کے قابل کب ہے زبان ہماری  
فضل و کرم کی تیرے سب کو امید داری  
مد نظر ہمارے جن کو غمگساری  
ہر دم ہے شکر انگال لب پر ہمارے جاری  
ہوتی اگر نہ انکے احسان کی آبشاری  
ہر آفت و بلا سے دے انکو رستگاری  
تعلیم کو بنا دے تو موسم بہاری  
یارب عطا ہو انکی دولت کو استواری

قائم رہے الہی دائم رہے الہی ہے بادشاہ ہفتم پڑورڈ جو ہمارا ہیں جسکے سلطنت میں سب کے حقوق یکساں یارب فزون ہو اسکے دل میں ہماری الفت	انکی یہ جاہ و شمت انکی یہ شہر یاری ہے جسکے زیر سرمان اقلیم ہندوستانی ہر قوم کی برابر ہوتی ہے پاسداری محکم رہے ہماری اس سے وفا شعاری
--	--

ہیں بادشاہ نامی شاعر جو اس وطن کے یارب یہ نظم انکی ہو ہر زبان پہ جاری
--

یہ نظم دعائیہ انجمن خیر خواہ عام گونڈ پور واقع دانبڑی کے لئے لکھی گئی
---

تو ہے خدا ہمارا توذوالمن ہمارا تو رزق دینے والا تو رحم کر نیوالا احسان سیکڑوں میں لاکھو غنائیں جو چاہے وہ کرے ہم طالب تری رضا کے توحید کے نشہ میں مغموم ہیں تو ہم ہیں کیونکر نہ دل ہمارا سورج کی طرح چمکے خوف عذاب محشر ہم عاصیوں کو کیا ہے قائم رہے الہی دائم رہے الہی	تیرا دیا ہوا ہے یہ جان و تن ہمارا تو ہے شانے والا رنج و محن ہمارا کس کس کے لشکر میں اب اہودہن ہمارا وہ تیری بے نیازی یہ ہے چلن ہمارا کیا کر سکیگا کوئی شہر ہر ہمارا ہے اسپہ نوریان جسدہ مکن ہمارا حامی ہو جب رسول آخر زمن ہمارا یہ انجمن ہماری اور یہ وطن ہمارا
--	--

قدر سخن نہیں اب ای بادشاہ کیا غم یک روز قیمتی ہو ہر ہر سخن ہمارا
---

یہ نظم دعائیہ جلسہ عام انجمن خیر خواہ عام گونڈ پور واقع دانبڑی منعقدہ ۲۵ نومبر ۱۹۹۷ء میں پڑھی گئی
---

اے خداوند زمین و آسمان اے ہمارے خالق عالم نواز ذات تیری قاضی الحاجات ہے	اے خدائے مالک کون و مکان اے کریم کار ساز و بے نیاز مقصودین ہر لاکھ ادنیٰ بات ہے
---	---

<p>فائدہ پہنچا تو اے رب نام          انجن کو تار ہے قوت فزون          ہو مطابق نام کے ہر ایک کام          دے اثر یارب تو اسکے نام میں          یوں ہی ہو سرکار میں اسکا وقار          رکھ ہمیشہ شادمان و شاد کام          کیجے انکو طفیل <u>مصطفیٰ</u></p>	<p>خلق کو اس انجن سے صبح و شام          ممبروں کے دل میں دے بہت فزون          خیر خواہ عام ہے جو اسکا نام          انجن محکم ہو ہر ایک کام میں          خلق میں ہے جس طرح یہ شاندار          یا خدا حضور کو تمام          دین اور دنیا کی بہبودی عطا</p>
<p>سب مقاصد میں رہیں وہ کامیاب          بادشاہ کی یہ دعا ہو مستجاب</p>	
<p>یہ نظم دعائیہ سپاس نامہ جناب آنریبل مولوی سید مرتضیٰ صاحب بہادر مجریہ بیٹو کونسل مدراس کیلئے لکھی گئی اور          انجن خیر خواہ عام کو تہذیب و ترقی کی طرف سے ۲۶ فروری ۱۹۱۱ء کو پڑھی گئی۔</p>	
<p>مدوح کو ہمارے فزون عز و شان دے          صحت میں عافیت میں نہ اسکے زبان دے          ہر گرفت و بلا سے الہی امان دے          دل ایسا اور ایسی الہی زبان دے          یارب تو اسکی طبع میں وہ آں بان دے          یارب ہمیشہ ایسا بہن یہہمان دے</p>	<p>مقصود یہ اے خالق کون و مکان دے          مضبوط اسکا دہن رکھ رشتہ جیات          مبذول آپ تیری عنایت رہے مدام          بالکل ہو وقف نفع رسائی قوم میں          سرکار میں وقار بڑھے قوم میں ہونا نام          ایسے ہی یہہمان کا شرف میزبان کو ہو</p>
<p>صدیف قوم میں جس و حرکت نہیں ذرا          یارب تو اسکے قالب بے جان میں جان دے</p>	
<p>یہ مناجات منظوم مدرسہ نسوان انجن خیر خواہ عام کو تہذیب و ترقی کیلئے لکھی گئی اور علیٰ تقسیم انعامات          منعقدہ ۱۳ نومبر ۱۹۱۱ء میں ایک لڑکی نے پڑھی۔</p>	

<p>فضل و کرم ہے تیرا بے انتہا خدا یا مالک ہے کون اپنا تیرے سوا خدا یا حرص و ہوا میں ہم سب ہیں مبتلا خدا یا جز تیرے کون ہے اب حاجت روا خدا یا امت میں مصطفیٰ کے پیدا کیا خدا یا ہے جان و دل ہمارا ان پر خدا خدا یا رکھہ ان کو تو سلامت صبح و صبح خدا یا اجر عظیم ان کو کیجیے عطا خدا یا بر لاد لون کا انکے ہر مدعا خدا یا بہو لینے کس طرح ہم انکو بہلا خدا یا تو نیک تر جزا دے روز جزا خدا یا جلسے کو ان سے رونق ہے بر ملا خدا یا اعزاز انکو تو نے کیا کیا دیا خدا یا کرد و ر حاضرین کے رنج و بلا خدا یا</p>	<p>کیونکر ہو شکر تیرا ہے ادا خدا یا معبود تو ہمارا مقصود تو ہمارا ہم باندیان ہیں تیرے محتاج اور عاجز مانگیں اگر نہ تجھ سے پہر کس سے جا کے مانگیں سب سے بڑا یہی ہے احسان ہمو تو نے سالار دنیا ہیں عالم کے مقتدا ہیں اس مدرسہ کے بانی جو اہل انجمن ہیں انکے طفیل سے یتیم ہم نے پائی اچھا ہو دین انکا دنیا ہو انکی اچھی مانباپ سے ہیں بڑے ستانیاں ہمارے انکے لئے ہمیشہ کرتے ہیں التجا ہم ہیں جتنی بیباں اس مجلس میں آج حاضر وہ جو بزرگ بی بی ہیں آج میر مجلس دنیا میں آخرت میں رکھ سب کو شاد و خرم</p>
---	---

اشعار بادشاہ کے دلچپ خوبتر ہیں

کرتے ہیں اس کے حق میں ہم سب دعا خدا یا

یہ مناجات منظوم طلبائے مدرسہ عزیز یہ تر ملکھڑی مدراس کے لئے لکھی گئی

<p>کر ہمہ تن نگاہ لطف و عطا خدا یا یا در ہے کون اپنا تیرے سوا خدا یا ہیں تیرے زیر فرمان ارض و سما خدا یا کیونکر ادا ہو ہم سے تیری ثنا خدا یا</p>	<p>طلبائے مدرسہ کی ہے التجا خدا یا مالک ہے تو ہمارا خالق ہے تو ہمارا یہ جسم و جان ہے تیرا کون و مکان ہے تیرا بندے ہیں تیرے ہم سب کم فہم اور کم</p>
--	--

<p>انوار علم سے کر روشن ہمارے دل کو ہمراہ علم کے دے توفیق بھی عمل کی دے ہمکو استقامت شرع محمدی پر تہذیب دے ادب کا اخلاق نیک بھی امت میں مصطفیٰ کے پیدا کیا ہے ہمکو جو صاحب کرم ہیں اس مدرسہ کمالی دنیا کی خوبیوں سے عقبی کی نعمتوں سے استاد و تنظیم ہیں اس مدرسہ کے جتنے دنیا ہوا چہ انکی اور دین بھی ہوا چہ سیراب اپنے ابر رحمت سے رکبہ ہمیشہ</p>	<p>طلعت کو جہل کے تو یکدم مٹا دیا کیجیے ہمیں عنایت ذہن رسا دیا بد مذہبی سے ہر دم ہمکو بچا دیا بہرے ہمارے دل میں صد وصف خدا دیا احسان تو نے کیسا ہمپر کیا دیا رکبہ انکو شاد و خرم صبح و صا دیا کر سرفراز انکو بے انتہا دیا فضل و کرم کا سب کو جلوہ دکھا دیا کردوران سے ہر یک رنج و بلا دیا گلشن ہو مدرسہ کا پھول پھلا دیا</p>
--	--

بندہ ہے تیرا کتر تیرا بادشاہ عاصی

تو بخش اسکے سارے جرم و خطا دیا

## نظم ہائے متفرق مفید قوم

یہ نظم اخبار مخبر دکن مدارس مطبوعہ ۳۰ اکتوبر سنہ ۱۳۱۷ء میں شائع ہوئی تھی جس کے اثر سے اہل اسلام مدارس میں  
خوش پیدا ہوا چنانچہ حجاز ریلوے فراہم کر کے قسطنطنیہ بھیجا گیا

<p>کیوں نہ ہو ہمکو مسرت اے حجازی ریلوے حاجیان تیرے بدولت اے حجازی ریلوے اب شتر کی ہے سواری اور نہ قراقون کا خوف شہر مکہ سے مدینہ تک ہے بارہ دن کی راہ تجہ سے بیشک ہے زراعت کو تجارت کو فروغ</p>	<p>سنے ہیں تیری بشارت اے حجازی ریلوے پائینگے ہر طرح راحت اے حجازی ریلوے دو دہن سب رنج و زحمت اے حجازی ریلوے اسے یکدن کی مسافت اے حجازی ریلوے ڈاک بھی پھینچے سرعت اے حجازی ریلوے</p>
---	---

ان فوائد سے ترے انکار کیونکر کر سکے  
 ہاں ترابانی وہی سلطان ہے عبدالحمید  
 آج تک گزرے ہیں جتنے بادشاہان روم کے  
 یہ شرف تیری بنا کا حاصل کے واسطے  
 واسطے تیرے جو اس نے دین ہزاروں شرفی  
 بازبان حال تو اسکی رہی مدح خوان  
 سارے دنیا کے مسلمانوں کو اسنے شوق سے  
 دیر پھر کیا تہی عرب میں اور مصر و شام میں  
 محفلین چندہ کی ہر جامہ ہو گئے ہیں منعقد  
 حیف اب تک بخیر ہیں ہم مسلمان ہند  
 ہے نہ دینی جوش ہکوا ورنہ فکر آخرت  
 ہیں کہ ہر علما ہمارے اپنی پیاری قوم کو  
 نیک ہیں ان بھئے ارادے ہیں مبارک انکے دل  
 نفع اپنی قوم کو ہو خوش ہو اپنا کر دگا ر

جسکو کچھ بھی ہے فراست اے حجازی ریلوے  
 مشہور ہے جسکی عظمت اے حجازی ریلوے  
 کہنے یہ پائی سعادت اے حجازی ریلوے  
 حق نے رکھا تھا امانت اے حجازی ریلوے  
 ہے یہ کیا اسکی اعانت اے حجازی ریلوے  
 حشر تک ہر ایک ساعت اے حجازی ریلوے  
 دی ہے چندہ کی اجازت اے حجازی ریلوے  
 ہو گئی چند دن کی کثرت اے حجازی ریلوے  
 جا بجا ہے تیری شہرت اے حجازی ریلوے  
 ہے یہ کیا خواب عظمت اے حجازی ریلوے  
 اور نہ کچھ قومی محبت اے حجازی ریلوے  
 کیوں نہیں کرتے نصیحت اے حجازی ریلوے  
 جو کرین تیری اعانت اے حجازی ریلوے  
 اس سے بڑھ کر کیا ہے دولت اے حجازی ریلوے

وہ ہی دن آئے کہ دیکھے بادشاہ جلوہ ترا  
 از پیچے حج و زیارت اے حجازی ریلوے

فیلم اخباریتر آصفی مدراس مطبوعہ ۲۲ نومبر سنہ ۱۹۷۱ء میں شائع ہوئی تھی

رضائے حق کا ہے رہبر حجازی ریل کا چندہ  
 ہر ایک چندہ سے ہے خوشتر حجازی ریل کا چندہ  
 مثال مہر ہے انور حجازی ریل کا چندہ  
 یہ ہر دو نفع کا مظہر حجازی ریل کا چندہ

مفید قوم ہے یکسر حجازی ریل کا چندہ  
 نہ کیوں بخلت میں اشر حجازی ریل کا چندہ  
 امیر المؤمنین کا حکم ہے پر تو نکلن اسپر  
 رفاہ قوم دنیا میں جزائے نیک عقی میں

نہ کیوں اے حاجیو ہر طرح کی ہوتو کو آسائش  
منور قوم کی الفت سے جب آئینہ دل ہے  
شریک اس میں ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ طاقت ہو  
اگر کچھ جوش دینی ہے اگر کچھ حب قومی ہے  
ہے اس چندہ کا چرچا سارے اسلامی ممالک میں  
خبر کچھ ہے تہیں ہندوستان کے اسی مسلمانوں  
ہزار افسوس تم میں کچھ حمیت ہے نہ غیرت ہے  
ذرا دیکھو تو اخباروں میں قومی جوش کا کیسا  
جوہن اہل کرم البنتہ وہ مسروہین اس سے  
فضول سرف کاموں میں جو بجا صرف ہوتا ہے

تمہارا بنگیا یاور حجازی ریل کا چندہ  
ہے اس آئینہ کا جو ہر حجازی ریل کا چندہ  
حکرت ہے یہ اہل زر حجازی ریل کا چندہ  
فراہم سب کریں ملکہ حجازی ریل کا چندہ  
خوشی سے دیتے ہیں گھر گھر حجازی ریل کا چندہ  
ہو اکن کن مقاموں پر حجازی ریل کا چندہ  
خوش آئینہ کا تہیں کیونکہ حجازی ریل کا چندہ  
دکھاتا ہے تہیں منظر حجازی ریل کا چندہ  
دل مسک پہ ہے نشتر حجازی ریل کا چندہ  
تہیں کیا اس سے ہے بہتر حجازی ریل کا چندہ

یہی مقصود ہے اس نظم سے اے پادشہ مجھ کو  
موثر ہو ہر ایک دل پر حجازی ریل کا چندہ

یہ نظم وصف اخبارات میں رسالہ اخبار ربیٰ مصنفہ جناب مولوی میر احمد حسین صاحب مرحوم سکریٹری  
مچھن ریڈنگ روم و انباری کیلئے لکھی گئی رسالہ مذکور میں طبع ہوئی کے علاوہ اخبار مجذدن مدراس میں بھی شائع ہوئی

جہاں میں کیوں نہ فروں ہووے وقعت اخبار  
نہیں ہے ہند میں افسوس رغبت اخبار  
ہزاروں جاری ہیں لاکھوں کی ہے وہاں تسیم  
عیان ہوتے یہ حالات مشرق و مغرب  
ترا یہ جام مبارک ہو تجھ کو اے حبشید  
نہ دیکھیں کہ تو ہر وقت دل سے بے چین  
جو علم دوست ہیں کہتے ہیں دوست ترا سکو

جتا رہا ہے زمانہ ضرورت اخبار  
احول زیت ہے یورپ میں رویت اخبار  
ز ہے اشاعت اخبار و شوکت اخبار  
نہ ہوتی ہم پہ جو ہر دم عنایت اخبار  
یہاں ہر ایک ہے مست محبت اخبار  
مثال شاید رعنا ہے صورت اخبار  
ملیگی کب جہلا کو حلاوت اخبار

جہاں جہالت و نادانی کی کثرت ہے ہیں واقعات میں پنہاں نصیحتیں صد ہا جو گر سنہ ہے ترقی فہم وجودت کا نہ کر غور تو اسے دور بین کے موجب	سمجھ لو تم کہ وہاں ہوگی قلت اخبار بغیر غور کہلے کب حقیقت اخبار کر لگی سیراویسے جلد نعمت اخبار کہ دور بین پہ ہے ان روزوں سبقت اخبار
--	---

قلم کو روک لے اے بادشاہ بیچپان  
کہاں ہو تجھ سے اداسی مدت اخبار

دنیا میں عجب نعمت داور ہے زراعت محروم نہ حیوان نہ انسان ہے اس سے زر خیز اسی ملک اسی صوبہ کا ہے نام حرمت تو کجا شبہ کا بھی اس میں نہیں خوف ہے قدر زراعت اور نہیں جو اہل حسد وہیں اسباب معیشت ہیں تمام اسکے فروع وعات یا کہتے عواض ہیں وہ سب انکا یہ جو ہر یا مثل دواثر ہیں وہ یہ صورت مرکز کیا چیز ہے وہ جس کو تعلق نہیں اس سے بیوجہ نہیں اسکو ہے بارش کی ضرورت آدم نے ہی کی پہلے زراعت جو جہان میں جاپان کے وجوہات ترقی میں بلا شک اخبار زمیندار ہوا درپے اصلاح اے کاش جو قائم ہو زمیندار کیستی	یہ نظم وصف زراعت میں اخبار زمیندار گرم آباد ضلع گوجرانوالہ ملک پنجاب میں مطبوعہ یکم جون سنہ ۱۹۰۷ء کو طبع ہوئی تھی ہر فن سے ہر یک پیشہ ہے بہتر ہے زراعت کیا فیض رسان خلق پہ کیسر ہے زراعت جس ملک میں جس صوبہ میں اکثر ہے زراعت کیا نیک معیشت کی یہ رہ ہے زراعت کم عقل کے نظروں میں تو کمتر ہے زراعت ہر فرع کی یہ اصل مقرر ہے زراعت یا کہتے وہ اولاد ہیں مادر ہے زراعت یا کہتے وہ سب صیغے ہیں مصدر ہے زراعت وہ کون ہے جسکی نہیں یاور ہے زراعت اللہ کی رحمت سے مسخر ہے زراعت اولاد ہم اسکے ہیں خوشتر ہے زراعت سچ کہتا ہوں پہلا ترانہ ہے زراعت کس اوج پہ اب تیرا مقدر ہے زراعت پہر ہند میں رونق تری برتر ہے زراعت
--	---



کیا وصف ہو اس بادشاہ سچیدان سے  
خالق کے عنایات کی نظر ہے زراعت

یہ مثنوی حسب ایام سے معتمد انجمن معونت المعذورین مدراس لکھی گئی اور اخبار میر آصفی مدراس مطبوعہ ۲۵ راکشٹ  
سنہ ۱۲۹۷ء میں طبع ہوئی

خیر خواہان قوم تم ہو کہا ن  
اے مئی عشق قوم کے سرشار  
گر ہے احساس رنج انسانی  
لیجئے کچھ اس انجمن کی خبر  
جسکے اغراض میں بھی دایم  
انکی تائید ہووے با آئین  
گو نگے بھرون کو اور اندھون کو  
ہیں جو کسب معاش سے مجبور  
اجرا پائیں بہ نذر رب نام  
ہیں یہی لوگ قابل تائید  
ہے سلوک ان سے افضل المحنات  
اور سردار انبیا خوش ہے  
گر نہ کچھ ہی ہمارے ہو دل پر  
بلکہ تپیر بھی اس سے بہتر ہے  
کام ہے خیر کا کرو کچھ خیر  
نوٹ لیجئے ثواب عقبی کا  
دیجئے دیجئے عنایت ہے

اے عجبان قوم تم ہو کہا ن  
ہیں کہ ہر تم اے قوم کے غمخوار  
ہے اگر دل میں جوش ایمانی  
کیجئے یک ذرا ادھر بھی نظر  
انجمن یک ہوئی یہاں قایم  
قوم میں اپنے میں جو معذورین  
یعنے محتاج لو لے لنگردون کو  
اور جن کے حواس میں ہے فتور  
دیوین انکے لئے لباس و طعام  
سچ تو یہ ہے جہان میں سب فرید  
یہی ہتھار صدقہ و خیرات  
انکی تائید سے خدا خوش ہے  
رنج و زحمت کا انکے آہ اثر  
دل ہمارا نہیں وہ تپیر ہے  
دیندار و متہین ہے اب کیا دیر  
چندہ اس انجمن کو کیجئے عطا  
جب قدر تکو استطاعت ہے

<p>کم و بیشی سے کچھ نہیں مطلب چندر وزہ یہ زندگانی ہے فکر کچھ آخرت کی تم کر لو ہر دم از عمری رود نفہے نخل آن کس کہ رفت و کار نہشت ہاں اگر دل میں کوئی کہشکا ہے شوق سے آئین انجمن میں شتاب دیکھیں جب آپ اسکا کاروبار انتظام اسکا کیوں نہ ہوئے ٹھیک خاصکر معتمد ہیں جو ذی شان ذی لیاقت ہیں ذی فراست ہیں حامی قوم ہیں یہ شام و بیکاف یا الہی طفیل شاہ ام تیرا فضل و کرم ہو اسکا کفیل ہر دم اس کے معادون کا عدد کیا عجب ہے بفضل رب قدیر</p>	<p>حُب قومی فقط غرض ہے اب سارا سامان جہان کا فانی ہے آج کا کام کل پہ پست رکھو چون نگہ می کنم نما ند بے کوس رحلت زدند و بار نہ ساخت ہاتھ کٹنگن کو آرسی کیا ہے دیکھ لیں اسکا سب حساب و کتاب مطمئن دل ہو آپ کا بسیار کیسے کیسے عمائدین ہیں شریک قالب انجمن کے روح رواں نیک نیت بلند ہمت ہیں مرجا مرجاجبندہ اللہ رہتے اس انجمن کو استحکم اس کے اغراض کی تو کر تکمیل یا الہی بڑا دے تو بے حد بادشاہ کے سخن میں ہوتا تاثیر</p>
<p>لطفت خلق ہو پہی ہے ہوس بر رسولان بلاغ باشد و بس</p>	
<p>یہ نظم بھی انجمن مذکور کیلئے لکھی گئی اور اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۱۹۰۴ء میں طبع ہوئی</p>	
<p>کیجئے اے منجھو امداد معذورین کی کوئی تابینا ہے کوئی لٹک کوئی بے زبان</p>	<p>سنئے اے اہل کرم فریاد معذورین کی آہ ہے یہ حالت ناشاد معذورین کی</p>

خستہ ہیں ناچا ہیں مجبور ہیں محتاج ہیں  
 ایک طرف شرع پیر ایک طرف عقل رسا  
 دل میں آتا ہے ہر ایک کے صفحہ دلیر بھی  
 اے شکم سیر و ذرا بہو کون کی بھی لیجے خبر  
 رختیں کیا کیا نہ دیکھا تمکو عقیقی میں خدا  
 تم کرینگے انکی گراما و صہر سب و سا  
 اگر نہ کیجے رحم ان پر رحم کے قابل ہے کون  
 نیکے وہ ذہن بیشکے مبارک وہ دماغ

راحت دنیا ہے کیا برابر با معذورین کی  
 دونوں کہتے ہیں کرو املا معذورین کی  
 شکل کھینچوں صورت بہر او معذورین کی  
 تندرستو تم کرو کچھ یا معذورین کی  
 رنج سے گریخ ہو آ زاد معذورین کی  
 حشر تک دیگی دعا اولاد معذورین کی  
 آہ ہرچی ہے توحب لاد معذورین کی  
 جس سے بہبودی ہو کچھ یا معذورین کی

خائنہ دل میں ہر ایک انسان کے اسی بادشاہ  
 روز و شب الفت رہے آباد معذورین کی

یہ ظم ہی جلسہ سالانہ انجمن مذکور منعقدہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۷۸ء میں پڑھی گئی اور مقبول خاص و عام ہوئی

ای قلم کیجے قسم کچھ آج حالت قوم کی  
 ای اثر میری زبان میں کچھ تو ہوتا ہے اظہور  
 ای تنا ضبط یون ولین رہیگی کب تلک  
 ای ترقی ہم ترستے ہیں تری دیدار کو  
 دل وہ کس صرف کا ہے کس کام کا ہے وہ دماغ  
 زندگی اسکی ہے کیا اتنا ہی جو واقف نہو  
 غرق ہے جو تنزل میں یہ کیا سر تا بیا  
 خود پسندی اور خود غرضی ہے ہر ایک کا شعار  
 جس طرح فضل خزان گلشن کو کرتی ہے ستباہ  
 فرق ہمدردی کا ہے انسان اور حیوان میں

ای طبیعت کرا عانت گر ہے الفت قوم کی  
 ای زبان لازم نہیں کیا تجھ پہ خدمت قوم کی  
 ای دل پر درد کبتک تجھ میں حسرت قوم کی  
 ای تنزل تابہ کے تجھ سے رفاقت قوم کی  
 جس سے عالم میں نہیں کچھ ہی اعانت قوم کی  
 قوم ہے کیا شئی کسے کہتے ہیں اخوت قوم کی  
 کچھ نہیں اب تک ابہر نے کی ہے صورت قوم کی  
 حیف عادت قوم کی افسوس قسمت قوم کی  
 یون ہی خود غرضی شادی ہے وقت قوم کی  
 غور کچھ اس پر نہیں ای ولے غفلت قوم کی

مال و دولت جاہ و ثروت لاکھ ہم پیدا کرین  
عام عزت کیلئے لازم ہے باہم اتفاق  
اتفاقاً بھی نہیں ہمو خیال اتفاق  
آہ اے نا اتفاقی ہو ترا خانہ خراب  
غم نہیں اسکا اگر دولت گئی حشمت گئی  
قوت بازو سے اپنے ہم تو کچھ کرتے نہیں  
دو ہی دو چیزیں ہیں جس سے ہیں ذلت نصیب  
باوجود ایسے تنزل کے خدا کا شکر ہے  
قوم میں باقی ہیں اب بھی ایسے بہر دان قوم  
لعل نگر یزوں میں خاک ترین ہوں جیسے شرر  
درد ہے گر قوم کا کچھ کر کے اب دکھلائے  
شاعر و شعر و سخن سے ہمت افزائی کرو  
چارہ ساز و قوم کی کچھ چارہ سازی کیجئے  
عاقلو کچھ عقل سے تاسید و تاسید دو  
اجمن ہے یہ جو معذورین کے امداد کی  
خوش نہ کیوں اس سے خدا ہو خوش نہ کیوں اس سے  
لنگڑے لوے بے بصر پاتے ہیں طبوس طعام  
گر نہ ہوتا میدا کنی لوہے پرین دہ و در  
اجمن کا جلسہ سالانہ ہے اب منعقد  
ایسے ہی جلسے موثر ہیں ز بہر خاص و عام  
ایسے ہی جلسوں سے ہوتی ہے نمایاں یکدلی

کچھ نہیں حاصل نہو گر عام عزت قوم کی  
اتفاق و یکدلی میں ہے سعادت قوم کی  
ہے یہ کیا نا اتفاقی جز و فطرت قوم کی  
گم ہوئی دولت فقط تیری بدلت قوم کی  
حیف ساتھ اسکے ہوئی ہمت بھی رخصت قوم کی  
ذکر کیا کیجے وہ اگلی شان و شوکت قوم کی  
ایک بے علی ہے دیگر ہے فلاکت قوم کی  
اب ہی باقی ہے بہت کچھ استطاعت قوم کی  
ایک نہ یک دن جن سے ہم دیکھینگے نصرت قوم کی  
یوں نہان دہیں ہے انکے درد و وقت قوم کی  
خالی خالی کام کیا آئے نصیحت قوم کی  
عالمو اب زور سے کیجے ہدایت قوم کی  
اے طیبو دیکھئے کیا ہے علامت قوم کی  
مالدار و مال سے بر لاؤ حاجت قوم کی  
عہدہ ترکہئے نہ کیوں اسکو حمایت قوم کی  
طاعت خالق ہے یہ لاریب خدمت قوم کی  
اس سے بڑ بڑا اور کیا ہوگی ضرورت قوم کی  
کیا نہوگی غیر قوموں میں تعارت قوم کی  
کون کہتا ہے نہیں اس سے مسرت قوم کی  
ایسے ہی جلسوں سے بڑھ جاتی ہے ہمت قوم کی  
ایسے ہی جلسوں سے ہے دنیا میں عظمت قوم کی

نواب غفلت سے جگادیتی ہیں ایسی محفلیں  
بانی جلسہ جو ہیں اس انجمن کے مستند  
کہتے گرا نکوفانی القوم کچھ عجیب نہیں  
انکی ہمدردی کی ہے یہ انجمن روشن دلیل  
صدر مولوی حاجی ضیاء الدین ہیں  
حصہ لیتے ہیں ہمیشہ یوں ہی قومی کام میں  
التماع ہے تجھ سے یارب از طفیل مصطفیٰ  
دام سے دم سے قدم سے انجمن کے حال پر  
قوم کو جلسہ مبارک ہو یہ باعز و وقار  
شمع کو پروانہ گلشن کو مبارک عنذلیب  
ہے نہ جدت اور رنگینی نہ لطف شاعری  
کیون در مقصد سے دامن انجمن کا پیر نہو

صحبتیں ایسی بر لیتے ہیں رنگت قوم کی  
پوچھنا کیا انکے دل میں ہے جو الفت قوم کی  
ان میں ہمدردی ہے بے حد و نہایت قوم کی  
شکر ہو انکا ادا کسے پر طاقت قوم کی  
مرحبا شایان ہے انکو یہ صدارت قوم کی  
ہر زمان منظور ہے انکو حمایت قوم کی  
انجمن ہو یسوان تا قیامت قوم کی  
یا الہی روز افزون ہو و غیبت قوم کی  
ہو مبارک آج اس جلسہ کو فرحت قوم کی  
بس ہے ہم قومی مجنون کو محبت قوم کی  
بے تکلف میں نے لکھی ہے حکایت قوم کی  
مثل دریا موج زن ہو کر سخاوت قوم کی

ہے یہی داد سخن تیرے لئے اے بادشاہ  
ہو اگر اس نظم پر نظر عنایت قوم کی

یظہر جلد سالانہ انجمن خیر خواہ غریبائے اہل اسلام مدراس منعقدہ ۱۰ فروری ۱۹۱۱ء کیلئے لکھی گئی

آج کیا جلسہ ہے یہ کیون جمع ہیں سب خاص و عام  
کسلے ہر ایک کے چہرے سے مسرت ہے عیان  
کیا غرض ہے اور کیا مقصد اس جلسہ سے ہے  
قومی ہمدردی کا کس کے ذکر ہے مد نظر  
لو سنو اب تم مفصل ان سوالوں کا جواب  
بہر تائید غریبان انجمن قایم ہے ایک

انہی قومی بہائیوں کا کس لئے ہے اثر و حام  
نگہت الفت سے کیون تازہ ہے ہر ایک کا شام  
کون ہیں بانی مہانی اور کیا ہے انکا نام  
آفرین تحسین کا کسکے ہے یہ سارا انتظام  
ہم بیان کرتے ہیں اے حضار والا احترام  
اور ہے مدراس میں دو سال سے اسکا قیام

دوسرا سالانہ جلسہ ہے یہ اسکا منعقد  
 ختم ہے تادی ہے اور تجہیز ہے اموات کی  
 فیض ہے اس انجمن کا مفسر قوم کو  
 معتد بہن اور بانی اسکے ابراہیم سیٹھ  
 پورا پورا وصف انکا اسلئے لکھا نہیں  
 سال نامہ انجمن کا آپ نے سنو ا د یا  
 کام کرنا اور ہے باتین بنانا اور ہے  
 ایسے لوگوں سے نہ کیوں خوش ہوں جنہا مصطفیٰ  
 جلسین یوں تو بہت اس شہر میں موجود ہیں  
 مالدار و کچھے تاسد بھر انجمن  
 عالم پسند و نصیحت قوم کو کچھ کیجئے  
 شاعر و شعرو سخن سے بہت افزائی کرو  
 مرد جو بے فیض ہے بیکار ہے اسکا وجود  
 جیتے جی جو کچھ کہ کرنا ہے کرین اعمال نیک  
 قوم کی حاجات کا احساس تو کچھ ہی نہیں  
 کام جنکا ایک سرمو ہی خلاف شرع ہو  
 دینداری گرنہ دینا ہے وہ کس کام کی

اسکے اظہار طرب کی آج ہے یہ دہوم دہام  
 تین یہ اسکے غرض بس تین ہن یہ اسکے کام  
 صدق دل سے کیوں نہ وہ دینگے دعا اسکو دم  
 ذی فراست ذی وجاہت ذی کرم ذی ہشام  
 تا خوشامد کا کہیں مجھ پر نہوے انتقام  
 واہ کس خوبی سے ظاہر ہو گئی حالت تمام  
 کام کرنا اسکو کہتے ہن یہی سچا ہے کام  
 ایسے کاموں سے نہ کیوں راضی رہے رب انام  
 سب ہن ششی اگر کہتے اسے کیا ہے کلام  
 آپ کے قبضہ میں ہے اسکی ترقی کی لگام  
 انکی ہو خیرات کا تا کوئی اعلیٰ اہتمام  
 آپ کی جاد و بیانی کرتی ہے عالم کو رام  
 بطرح تسبیح کے دانوں میں رہتا ہے امام  
 موت ہے ہر ایک کے سر پر لیکے تیغ بے نیام  
 صرف ہمدردی کا اب بعضوں کو ہے سودائے خام  
 ایسے ہمدرد و نکو اپنا دور ہی سے ہے سلام  
 دین کے ہی وجہ سے دنیا نے پائی احترام

دین کی پابند رکھہ یارب ہمیشہ قوم کو

بادشاہ کی التجا تجھ سے ہی ہے صبح و شام

یہ ثنوی جلسہ سالانہ انجمن مذکور منعقدہ ۸ مارچ ۱۹۱۲ء خلیفہ گئی گئی

کیا کرے انسان ادا کیا حوصلہ انسان کا

حمد حق پہلے ہے بعد اسکے ہے نعت مصطفیٰ

مرحبایہ انجمن سچی ہے قومی خیر خواہ  
 مرحبایہ انجمن ہے بکھون کی دستگیر  
 مرحبایہ انجمن پشت و پناہ فلان  
 مرحبایہ انجمن سچی ہے قومی غمگسار  
 گرچہ ہن آفاق میں اغراض قومی بے حساب  
 یعنی ہے پہلی غرض نادار لڑکوں کی حستان  
 ہے غرض یہ دوسری اموات جو غربا کے ہن  
 تیسری ہے یہ غرض نادار جو ہن لڑکیاں  
 بس یہی تینوں غرض پر انجمن محدود ہے  
 کون کہتا ہے کہ یہ ابواب ہن بے فائدہ  
 منعقد ہے آج جلسہ انجمن کا خوبتر  
 جمع ہن نامی گرامی عالمان دیندار  
 کیسے کیسے ہن مقرر خوش بیان شیرین زبان  
 زیب اور زینت ہے اس جلسے کی انکی ذات سے  
 انکی تقریریں کلام اسکا نہ ہوگا گرفتار  
 معتمد اس انجمن کے ہن جو موسیٰ سیٹھ نام  
 انجمن کے بانی و موجد پہ ہو صد آفرین  
 گو نہیں زندہ ہے وہ زندہ ہے بیشک اسکا نام  
 خوب انہوں نے انجمن کا اسبٹایا ہے رپورٹ  
 یوں ہی گرجا رہیگا انجمن کا کاروبار  
 انجمن سے آج مجھہ ناچیز کی یہ عرض ہے

مرحبایہ جاری ہے اس سے خوب سلامی فار  
 مرحبایہ انجمن ہے مرجع برنا و پیر  
 مرحبایہ انجمن ہے چارہ بے چارگان  
 مرحبایہ انجمن سب سے ہے عمدہ یادگار  
 اسکے جو اغراض ہن ان سب کا ہے لب لباب  
 ہوتی ہے تائید اسکی انجمن سے بگیان  
 انکے ہے تجہیز اور تکفین اس سے بالیقین  
 انجمن کے استعانت سے ہون انکی شادیاں  
 انجمن کا مدعا یہ ہے یہی مقصود ہے  
 کون کہتا ہے نہیں اسکی جزا روز جزا  
 جمع کیسے لوگ ہن ذی علم و دانش نامور  
 اور ہن موجود کیسے تاجران باوقار  
 کیسے کیسے ہن بیان و الاطبیعت شاعران  
 قدر اور وقت ہے اس جلسے کی انکی ذات سے  
 اور کس سے قوم ہوگی مستفیض و مستفید  
 نیک خوہن نیک دل ہن ذی کرم ذی احترام  
 ہے مگر افسوس وہ دنیا میں اب زندہ نہیں  
 انجمن کا دوستو دنیا میں جب تک قیام  
 مطمئن کیا قوم کے دل کو بنایا ہے رپورٹ  
 ایک دن افزوں بہت ہو جائیگا اسکا وقار  
 عین منت گرجا بیت کا مشرف اسکو ملے

انجمن کے کام کی جتنک نہ ہو شہرت زیاد  
اب نظر آتی نہیں آتی نہیں ہرگز مجھے  
انجمن کا نام ہوتا جائیگا بالکل تسبیح  
فیض اسکا قوم پر دائم رہے دائم ہے  
دل دہی سے انتظام اسکا کریں وہ شاد شاد  
انجمن کے تو ترقی کی انہیں تسلیق دے  
انجمن کا نیر تقدیر ہو گا اوج پر  
جو معاون اس کے ہیں ہر دم انہیں محفوظ رکھ

پوری پوری ہونہیں سکتی کبھی حاصل مراد  
دیکھتا ہوں میں کہ شہرت اسکی جیسی چاہئے  
اسکے شہرت کے وسائل جقدر ہونگے وسیع  
یا الہی انجمن یہ تا ابد قائم رہے  
ممبروں میں دیجئے یارب خلوص و اتحاد  
مالداروں کے دلوں میں یا خدا توفیق دے  
شک نہیں انکی توجہ کی اگر ہو یک نظر  
ہر بلا سے یا الہی اسکو تو محفوظ رکھ

احتم کردے نظم اپنی تو یہاں اے بادشاہ  
تا کجا طول سخن طول بیان اے بادشاہ

یہ نظم جلسہ سالانہ انجمن مذکور منعقدہ ۱۳ جنوری ۱۹۱۵ء کیلئے لکھی گئی

حق کے ہے فضل و کرم کا تجھ پیسایہ انجمن  
شک نہیں اس میں کہ تو ہے سب میں یکتا انجمن  
خاص کر تو ہے عزیزوں کا سہارا انجمن  
دونوں تیرے کام پر ہیں دل سے شیدا انجمن  
کمنی میں تو نے دکھلایا ہے کیا کیا انجمن  
کیون نہ محشر میں صلہ پائیگی اچھا انجمن  
تیری حالت ہو گئی سب پر ہویدا انجمن  
کیون نہ ہر کام میں تیرے صاف انجمن  
غل و غش ہم نے کسی میں کچھ نہ پایا انجمن  
قوم سے تیرا دام ہو سکریہ کیا انجمن

اللہ خوب یہ جلسہ ہے تیرا انجمن  
انجمن یوں تو بہت ہیں بلکہ مدراس میں  
انجمن ہائے دگر ہیں بہر نفع خاص و عام  
یک طرف مذہب ہمارا یک طرف عقل سلیم  
عمر شش سالہ ہے تیری بلکہ کچھ ہندو دے  
نام اچھا کام اچھا انتظام اچھا ہے جب  
آج سنوائی گئی ہے تیری سالانہ رپورٹ  
تہا نہایت عمدہ تر اس سال تیرا انتظام  
پاک ہے تیرا ارادہ پاک ہے تیرا حساب  
تجھ سے جب راضی خدا ہے تجھ سے خوش رسول



تو مثال گل ہے دنیا میں شگفتہ انجمن  
 بدرگر تجھ کو کہیں تو کیا ہے بیجا انجمن  
 ممبران اعضا ہیں تو ہے جسم گویا انجمن  
 ہے گہر تائید تیری تو ہے دریا انجمن  
 کوششوں کا انکی ہے سارا یہ عمر انجمن  
 کیوں نہ مانگی بہلا تو اسکا گویا انجمن  
 خیر خواہی پر ہیں آمادہ ہمیشہ انجمن  
 مدتوں زندہ رہیگا نام اسکا انجمن  
 نیکیوں کا لیلیا گویا خلاصہ انجمن  
 ہے ترقی اسلئے تیری دو بالا انجمن

رنگ و بو کے ہیں مشابہ انتظامی ممبران  
 ممبران تیار گان ہیں تیری محفل آسمان  
 روح کے مانند ہیں تیرے مقاصد شک نہیں  
 طالب تائید تیرے صورت خواص ہیں  
 معتمد و تیرے جو موسیٰ و یسعیاہ ہیں  
 قابل تحسین ہیں وہ لائق توصیف ہیں  
 صدر صاحب تیرے اور جہلہ اراکین بھی ترے  
 اگرچہ تیرا موجد و بانی جہان سے چل بسا  
 کیا ضروریات کو محسوس ہے تو نے کیا  
 ممبروں کی نیت خالص کا ہے سب کچھ طفیل

صرف جوش طبع کو اپنے دکھایا بادشاہ

ورنہ میری مدح کی کیا تجھ کو پروا انجمن

یہ نظم جلسہ عام اہل اسلام مدراس کے لئے لکھی گئی

اے مکرم محمد گان ذی وقار  
 وہ نہیں ذاتی غرض کچھ زینہ سار  
 بہر نفع قوم ہیں سب کار و بار  
 قوم کا اپنے نہ ہو جو غمگسار  
 خوش نہیں اس سے کبھی پروردگار  
 تھی ضرورت اسکی بالکل آشکار  
 پاتے ہم مقصد کو با صد انتظار  
 ہر کو حاصل ہیں فوائد بے شمار

اے معزز اہل جلسہ دیندار  
 جس غرض سے جمع ہیں ہم سب یہاں  
 قوم کی بہبود ہے مد نظر  
 قوی ہمدردی نہ ہو جس شخص میں  
 اس کا کیساں دہر میں عدم وجود  
 انجمن یہ آج جو قائم ہوئی  
 بعد مدت کے برآئی ہے امید  
 گراں دہو اس سے فرض منصبی

<p>ہیٹرن ہوں جب پرنس آف آرکٹ  ہے حافظ یہ حقوق قوم کی  بے ادب ہوگی نہ یہ سرکار سے  قوم کو حاجت ہے جس جس امر کی  ہو اگر حاکم کی چشم التفات  کیون نہ ہو سرکار ہم پر مہربان  سلطنت انگلش کی ہے مانند باغ  کیون نہ ہم اس باغ میں پھولیں بھلین  وقت کہتا ہے کہ کچھ کوشش کرو  اسکا کہنا کھو دست قابو کو تم  اسکا کہنا پھر نہ پاؤ گے مجھے  وقت اور غفلت کا جھگڑا دیکھ کر  ہے نصیحت وقت کی بالکل سجا  بادشاہ بے لطف ہے طول سخن  کردعا کے ساتھ اب ختم کلام</p>	<p>انجن کیونکر نہ ہو پھر شاہ نزار  قوم کو ہے اس سے بیشک افتخار  با وفا ہے ہے وفا اسکا شعار  با ادب ہوگی یہ اسکی خواہشگار  پھر یہ سمجھو قوم کا بیڑا ہے پار  ہم میں اسکے خیر خواہ و جان نثار  امن و آزادی کی ہے جس میں بہار  خاہست کہائیں کیون لیل و نہار  کہتی ہے غفلت عبت ہے اضطراب  کہتی ہے یہ میں نہ مانوں زینہار  کہتی ہے یہ مثل تیسرے ہیں ہزار  چونک اوٹھادل اور کہا بے اختیار  ہوگی اسے غفلت تو آخر شرمسار  خلق کو مرغوب تر ہے اختصار  شعریہ ورد زبان ہو بار بار</p>
<p>بادشاہ جرم مارا در گزار  ماگنہ گاریم تو آمرز گکار</p>	
<p>یہ نظم حبسہ انعامی مدرسہ عزیز یہ ترکہ ہندی واقع مدراس کیلئے لکھی گئی</p>	
<p>پہلے ہم کر کے ادا احمد و پاس معبود  منعقد آج جو یہ حبسہ انعامی ہے  کیا کوئی اونکی غرض ہے نہیں نہ نہار نہیں</p>	<p>کیون نہ بعد اسکے پڑھیں نام ہم پر درود  جمع ہیں اہل خرد اہل لیاقت موجود  کیا ہے مقصود فقط علم کی رغبت مقصود</p>

کیا ملے اس سے ملے روز جزا اجر و ثواب  
مدرسہ کونسا ہے نام عزیزیہ ہے  
نام کیا اسکا ہے الحاج حکیم عبد عزیز  
کیسی تعلیم ہے تعلیم ہے بالکل اچھی  
حفظ قرآن کی کوشش بھی کوئی ہے کہ نہیں  
سچ ہے تعلیم کا خورشید ہو روشن جسم  
اسی تعلیم سے ہوتے ہیں فضائل پیدا  
اسی تعلیم سے بجاتا ہے انسان انسان  
گر ہے نعمت کوئی دنیا میں تو تسلیم ہی ہے  
مثل تن طبع بشر جان ہے گویا تعلیم  
یاد شاہ خوب لکھا ہے یہ کسی شاعر نے

کون خوش اس سے خدا اور پیر خوشنود  
کون مالک ہے ہے یک اہل کرم منبع جود  
کیا بہ فیاض ہے فیاض ہے یہ لا محدود  
کیسے آثار ہیں آثار ہیں سارے محمود  
اہتمام اسکا ہے ہاں اس میں بفضل معبود  
ظلمت جہل کا رہتا ہی نہیں نام و نمود  
اسی تعلیم سے ہوتے ہیں رذائل مفقود  
اسی تعلیم سے ہے دونوں جہان کی بہبود  
بہرور اس سے ہو وہ نجات ہے جبکا مسعود  
جان جس میں نہ ہو اس تن کا ہے رہنا بے سود  
دبدم اسہ ہے رحمت خلاق و دود

شرف مردِ علم است کرامت بسجود  
ہر کہ این ہر دو ندارد عدش بہ ز وجود

یہ نظم جلسہ ابتدائے سالہ التضمون مدراس منعقدہ ۸ دسمبر ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی جو جناب  
منشی محمد انصر الدین صاحب بخود کے اہتمام سے شائع ہوتا تھا

گنج قارون ہے کیا اسکی حقیقت کیا ہے  
علم پر مال کو ترجیح کی نسبت کیا ہے  
ورنہ انسان کو حیوان پہ فضیلت کیا ہے  
صاحب علم ہی جانے کہ وہ لذت کیا ہے  
گر نہ ہو علم تو جینے کی حلاوت کیا ہے  
نام کس چیز کا عزت ہے یہ عزت کیا ہے

دولت علم سے بڑھ کر کوئی دولت کیا ہے  
علم بے نقص ہے اور مال کو ہے نقص و زوال  
ہے فقط علم سے دنیا میں ہر یک عز و شرف  
ذوق این باوہ ندانی بجاتا نہ چشی  
علم پر دین کا دنیا کا ہے سب دار و مدار  
صاحب علم اگر قابل اعزاز ہوں

مجھ سے کیونکر ہو پہلا علم کی پوری تعریف  
قطرہ ہو بحر کا مدح یہ ممکن ہی نہیں  
منعقد جلسہ احسن یہ المضمون کا  
اس کے مالک ہیں اڈیٹر ہیں جناب۔ بیچو د  
آئینہ سے ہے عیان صاف کندر کا کمال  
کسی توصیف کا محتاج نہیں المضمون  
ہم کو احساس اگر اسکی ضرورت کا نہ ہو  
این مراتب کہ کنون دیدہ لاشک جزوی است  
کوڑیوں کے ہیں عوض گویا جواہر پار سے  
اس سے اسجان جو ہوتے ہیں ہمیں بتلا دین  
دوستو شوق سے تم کے خریدار بنو  
روز افزون ہو عطا اسکو ترقی یا رب

حوصلہ کیا ہے مرا میری لیاقت کیا ہے  
وصف خورشید ہو ذرہ سے طیف کیا ہے  
اس سے بڑھ کر کوئی اسکے لئے شہت کیا ہے  
کہتے کیا علم ہے کیا انکی لیاقت کیا ہے  
یہ رسالہ ہو جو مقبول توحیت کیا ہے  
روئے محبوب کو مشاطہ کی حاجت کیا ہے  
صفیہ دہر میں پھر لفظ ضرورت کیا ہے  
کار کلی بقدر ہے ابھی عجلت کیا ہے  
دیکھئے کیسے مضامین ہیں قیمت کیا ہے  
وقت علم ہے کیا قومی حمایت کیا ہے  
کام جب نیک ہے اسکے لئے ہمت کیا ہے  
تیرے فضائل میں الطاف میں قلت کیا ہے

بادشاہ نظم سناتا ہے جو اپنی بے خوف  
علم والوں کے مقابل میں یہ جرأت کیا ہے

یہ شنوی جلسہ انجمن شرقی اطباء تھے جنوبی ہند مدراس منعقدہ ۱۳ جولائی ۱۹۱۳ء کیلئے لکھی گئی۔

منعقد جلسہ ہوا یہ کس غرض سے دوستو  
نظم کی نسبت اگرچہ نثر ہے واضح ترین  
اندنوں تحریک تازہ پیش ہے سرکار میں  
ڈاکٹر تار محمد ہیں جو اس تحریک کے  
پہن لیگی وہ اگر تحریک قانونی لباس  
ملک سے مٹ جائیگا دیسی طبابت کا وثوق

نثر تو سب سے چکے اب نظم بھی میری سنو  
لطف ہے جو نظم میں وہ نثر میں ہرگز نہیں  
گویا پہلا ہے ننگو فیک سیا گلزار میں  
چاہتے ہیں قدر وہ دیسی طبابت کی گئے  
تھو کیا دیسی اطباء کی رسے ہر یک کے پاس  
تلف ہو جائینگے سب دیسی طبیبوں کے حقوق

گوہنیں الفاظ میں تحریک کے یہ مدعا  
ماہر تاج و دانشمند جو انگریز ہیں  
خوشہ چینی سے نہیں انکار کرتا ہے کوئی  
جتنے آثار قدیمہ ہند میں موجود ہیں  
پاس ہے قانون بھی اسکی حفاظت کے لئے  
کیا نہیں دیسی طبابت ہے سلف کی یادگار  
ہاں مگر محسوس وہ یہ غیر محسوسات ہے  
نشی کی گر مفہوم پر کیجئے تامل کی نظر  
شی کا جب اطلاق ہے دیسی طبابت پر روا  
باوجود اسکے کہ ہیں موجود صد ہا ہسپتال  
دیسی طب دیسی طبابت کو ترقی ہے مدام  
ڈاکٹر لوگوں کے ہیں نزدیک جو زیر علاج  
دیسی اہل طب کو ناواقف اگر ٹھہرائینگے  
انکو ناواقف جو ٹھہرائیں کہینگے ہم یہی  
ایک ترجیح یک پر یہ نہیں ہرگز پسند  
ہیں گورنر لارڈ پنٹلنڈ صوبہ مدراس کے  
تجربہ بین فہم میں دانش میں ہیں وہ بے نظیر  
غور وہ اس مسئلہ پر ہر طرح فرمائینگے

غور جب اسپر کرین تو صاف ملتا ہے پتا  
کہتے ہیں بیشک ہیں ہم یونانی طب کے خوشہ چین  
ہے گلہ ہمکو مگر سرکار برٹش سے یہی  
کرتی ہے سرکار خود اسکی حفاظت بالیقین  
حکم ہے خرچ اسکا سب شاہی خزانے سے  
کم ہے آثار قدیمہ سے بھی کیا اسکا وقار  
غیر محسوسات پر بجا نہیں اطلاق شے  
دیسی طب کو شئی کا کہنا ہے مناسب سرسبر  
بحث محسوسات سے ہرگز نہیں ہے فائدہ  
باوجود اسکے کہ صد ہا ڈاکٹر ہیں باکمال  
فیض صد ہا سال سے ہے اسکا جاری صبح و شام  
ہیں دو چند اس سے بھی بیشک انکی نگرانی میں آج  
سارے خلق اللہ کو حیران پریشان پائینگے  
قدر زر زر گر بداند یا بداند جو ہری  
سچ تو یہ ہے ہر کسے راہر کا سے ساختند  
انکی ذات نیک سے ہمکو بڑی امید ہے  
انکی وصف نیک کی عالم میں ہے شہرت کثیر  
مدعا دیسی طب کا یقین بر لائینگے

ہم دعا یا پر کرم کی انکی ہے ہر دم بنگا ہ

روکے اپنا قلم اپنی زبان اسے بادشاہ

یہ نظم جلسہ عام انجمن مذکور منعقدہ ۷ نومبر ۱۹۱۳ء کیلئے لکھی گئی۔

کیون نہ کیجئے شکر اس خلاق عالم کا ادا  
چار عنصر نام جنگا آب و آتش خاک و باد  
اس سے بڑھ کر اور کیا ہے شان خالق کی دلیل  
اتفاق انکا ہماری زندگی کا ہے اصول  
چار عنصر میں اگر ہو جائے غالب کوئی ایک  
یکلی کیا چیز ہے اب کیجئے اسپر قیاس  
اتفاق و مشورت ہر کام میں لازم ہمیں  
منعقد جلسہ جو یہ ویسی الہا کا ہے آج  
ہیں فراہم عہدگان اہل اسلام و سنود  
ڈاکٹر لوگوں کے چند افراد کی تحریک سے  
چاہتے ہیں وہ یہی سرکار میں منظور ہوں  
ان قواعد کے ہے اجرا سے یہی مدنظر  
قدر پر ویسی طبیوں کی نہ کچھ باقی رہے  
آج یہ جلسہ اسی تحریک کے ترمیم میں  
جس طرح آزاد یک مدت سے تھے ویسی طبیب  
ہم کو اپنے مہربان سرکار سے امید ہے  
رحم و انصاف و تحمل احتیاط و فکر و غور  
جسکے عہد نیک کا ہے آج قابل یک جہاں  
ہم رعایا کی گزارش کیوں نہ ہو سکو قبول  
ویسی طبع سے جقدر مالوف ہیں خورد و کلان  
و عوی یہ میرا نہیں ز نہار محتاج دلیل

چار عنصر سے مرکب جس نے انسان کو کیا  
ہیں یہ آپس میں مخالف شک نہیں اس میں ذرا  
اتفاق ان چار عنصر کا جو انسان میں رکھا  
اتفاق انکا سراسر ہلکو دیتا ہے مزا  
جان شیریں جسم سے خارج ہو فوراً بر ملا  
نوع انسان کیلئے ہے اس سے کیا کیا فائدہ  
فی الحقیقت ہے یہی حکم نبی حکم خدا  
یکدلی کا جلوہ کیا ہو کو نظر آنے لگا  
ذی وجاہت ذی فرست صاحب فہم رسا  
آج کل سرکار میں جو پیش ہے یک سلسلہ  
واسطے ویسی اطباء کے قواعد کچھ جدا  
رفتہ رفتہ منقطع ہو سارا طبی سلسلہ  
صفہ ہستی سے کیجئے انکی آزادی مسما  
خوب فرض منصبی اپنا یہاں لایا بجا  
انکی آزادی وہی قائم رہے صبح و مسا  
وہ نہو پابندان لوگوں کے حسب اقتضا  
ہے ہماری مہربان سرکار میں بے انتہا  
سلطنت کا جسکے سارا انڈیا مدحت سرا  
اسکو دل شکنی طبیوں کی نہ ہرگز ہو روا  
اسقدر مرغوب عالم کہ ہے انگریزی دوا  
سب پہ ظاہر ہے یہ ہر فرد بشر ہے جاننا

## نظم اپنی ختم کراے بادشاہ خستہ جان

ہے طوالت میں کہان جو مختصر میں ہے مراد

یہ شہنوی جلسہ افتتاحیہ قدوسیہ طبی مدرسہ مدراس منعقدہ ۱۳ دسمبر ۱۹۱۳ء کیلئے لکھی گئی

شکر حق ہے اس نے یہ جلسہ جو دکھلایا ہمیں  
 اب جنوبی ہند کا طالع ہے شاید اوج پر  
 خواب غفلت سے ابھی کچھ قوم نے کروٹ ہولی  
 کیا عجب زندہ اگر ہو جائیں پھر اگلے علوم  
 رحمت حق سے ہنیں مایوس ہونا چاہئے  
 کیا خدا کا درہنیں ہر چیز پر ہر کام پر؟  
 وہ اگر چاہے تو قطرہ کو ابھی کر دے سحاب  
 وہ اگر چاہے تو صحرا صورت گلزار ہو  
 زنیے پر بام ترقی کے ہے یہ پھلا قدم  
 یعنی طبی مدرسہ کا اب یہاں ہے افتتاح  
 کقدر ہے قوم کو اس مدرسہ کی احتیاج  
 درس طب ہی اس میں ہے تعلیم نباضی ہی ہے  
 چاہئے انسان ہر یک تعلیم سے ہو بہرہ ور  
 علم ادیان واسطے امراض روحانی کے ہے  
 دہرین الودہی دو کو حق نے بخشا ہے شرف  
 انجن شرقی اطباء کی جو ہے قائم یہاں  
 انجن کا مقصد اعلیٰ ہی ہے مدرسہ  
 انجن گویا شجر ہے مدرسہ مثل ثمر

اسکے فضل و لطف سے موقع یہ ہاتھ آیا ہمیں  
 اب ذرا سا قوم کے دل میں ہوا پسیدہ اثر  
 جاگ اوشننے کے نظر آتے ہیں کچھ آثار بھی  
 کیا عجب علم و ہنر میں قوم کی بڑھ جائے دہوم  
 آئیے لا تقظوا فرمان حق ہے دیکھئے  
 وہ اگر چاہے تو یک پل میں ادھر کا ہوا دہر  
 وہ اگر چاہے تو وزہ کو بنادے آفتاب  
 وہ اگر چاہے خذف ہی گو ہر شہوار ہو  
 آگے چل کر کیا عجب گریام پر چڑھ جائیں ہم  
 واہ ہر قوم کیا سوچی گئی فوز و صلاح  
 جانتے ہیں خوب اس جلسہ میں جو حاضر ہیں آج  
 اور فارورہ شناسی سے مطب جانی ہی ہے  
 علم ادیان اکیسے اور علم ابدان ہے دگر  
 علم ابدان واسطے امراض جسمانی کے ہے  
 سارے عالم کی ہے رغبت صرف ان دو کی طرف  
 اسکی نگرانی میں ہوگا مدرسہ یہ جادوان  
 انجن کا مدعا عمدہ ہی ہے مدرسہ  
 انجن مثل صدف ہے مدرسہ مثل گہر

انجن بادہاری مدرسہ گویا چمن  
انجن مانند ساقی مدرسہ جام و سبو  
اسے مرے مالک مرے معبود اے میرے خدا  
ہر زمان آفات ارضی اور سماوی سے بچیں  
اسکی ہمت اور بھی دیکھے بڑا دیجے بڑا ہا

انجن مانند جان ہے مدرسہ مثل بدن  
انجن کی مثل گل ہے مدرسہ رنگ و بو  
انجن اور مدرسہ کے واسطے اسے دعا  
دہرین ہر وقت یہ محفوظ اور مصنون رہیں  
موجود بانی کو دے عمدہ جزا عمدہ جزا

بادشاہ کس امر کا کرتا ہے تو اب پیش لیں  
روک لے اپنا قلم اللہ بس باقی ہو س

یہ نظم حبسہ انجن حجاج مدرسہ منقذہ ۲۵ مئی ۱۹۱۲ء لکھنے لکھی گئی

قوم کو ہوں نفع جس سے ہے وہ بہتر انجن  
کیون نہ پائے دہرین پہر شان برتر انجن  
یہ چمک ادھبگی مثل مہر انور انجن  
قوم کے دل کو نہ کیوں کر لے مسخر انجن  
ورنہ کہدین لوگ تہی یک سوڈا و اثر انجن  
دعویٰ اپنے کام کا کرتی ہے ہر ہر انجن  
کیا قباحہ ہے اگر نبجائے گھر گھر انجن  
نامور ہوتی نہیں دنیا میں بے زر انجن  
یہ معاون ہے تہاری ادویا اور انجن  
سعی و کوشش کے دکھائے خوب جو ہر انجن  
انکی ہمدردی کی ہے لاریب منظر انجن  
گویا ہے باران رحمت کی یہ مہر انجن

کون کہتا ہے نحو ایسی مستر انجن  
خاص کر حجاج کے بہبود کا موجب خیال  
کامیابی کا اگر ہو نور پھر کیا پوچھنا  
نام اچھا کام اچھا انتظام اچھا موجب  
ابتدا کا جوش لازم ہے رہے تا انتہا  
کام کے ہیں انجن کم یوں بہت ہیں نام کے  
ہم کو مطلب کام سے ہے نام سے کیا کام ہے  
چاہئے ہر انجن کے واسطے تاسد زر  
یادری طالع کی ہے شاید تہاری حاجیو  
دولت عثمانیہ سے دولت برکش سے بھی  
ہر طرح آسائش حجاج ہے مد نظر  
جمع حجاج گر گلزار ہے اسکے لئے

خالصاً اللہ ہے نیت جب اسکی بادشاہ



## پانچویں جلسہ از حق سے نہ کیونکر انجمن

یہ نظم بھی جلسہ انجمن مذکور منعقدہ ۳۰ جون ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی

جانبیوں کے انجمن کا ہے یہ جلسہ خوشناما  
 نیک نیت نیکدل اور غیر خواہ قوم ہیں  
 شخص واحد کا نہیں ہے نام ہرگز انجمن  
 اجتماعی قوت اپنی گرنہ پوری صرف ہو  
 درود دل کے واسطے پیدا کیا حق نے ہمیں  
 جن قواعد کی ضرورت ہے برائے انجمن  
 سب اراکین اسکے اب پابند رہنا چاہئے  
 جانبیوں کو ہیں جو کچھ حج کے سفر میں مشکلات  
 یعنی ہمیں سے ہیں تاج تہ جو ہکو دستین  
 دقیق جہ کی اور مکہ مدینہ کی جو ہیں  
 ہکو ہر دو سلطنت سے داد خواہی چاہئے  
 ہکو یک سرکار سے جسی تعلق ہے اگر  
 ہر دوسرے کاروں میں گردن خواتین مقبول ہوں  
 کامیابی کا ہمارے ہے یہی اصل اصول  
 لفظ کے مانند یہ باقی ہیں اسکے حرف و صوت  
 حج کمیٹی نام رکھ کر گرچہ بعضے انجمن  
 انکی کوشش کا اثر کچھ بھی نہیں آیا نظر  
 دیکھ کر مجبور یوں کو انکے شاید دوستو  
 الغرض اسکا وجود اسکا عدم ہے یکساں

کیسے کیسے نامور حجاج ہیں رونق فرما  
 سعی و کوشش کی جزا پائینگے سب روز جزا  
 انجمن ہے نام یک مجموعہ افراد کا  
 اپنے حاجی بہائیوں کو کس طرح ہو فائدہ  
 ورنہ طاعت کیلئے تھے سب ملک بے انتہا  
 منضبط کرنا ہے فرض انجمن سب سے بڑا  
 بے ضوابط انجمن کی دہرین کسے بقا  
 اسکے دو حصے ہیں سمجھو شک نہیں اس میں ذرا  
 اسکی ذمہ دار ہے یہ دولت برطانیہ  
 دولت عثمانیہ پر اسکا ہے ذمہ سجا  
 دونوں سے خط و کتابت کا ہو جاری سلسلہ  
 مذہبی روحی تعلق دوسرے سے ہے لگا  
 خوش نصیبی ہے ہماری اس سے بڑھ کر اور کیا  
 یہ شجر ہے شاخ برگ و گل ہیں سب اسکے سوا  
 گویا یہ جو ہر ہے سب اعراض اسکے برخلاف  
 چند دن کے قبل جاری ہند میں تھے جا بجا  
 انکے کاروبار کا ملتا نہیں ہم کو پستا  
 یاس و حرمان نے لیا ہے اپنے دامن میں چھپا  
 غفلت و سستی میں ہے جس انجمن کا ماجرا

کام کرنا اور ہے بائین بنانا اور ہے  
شکر ہے اللہ کا یہ انجن حجاج کی  
دیکھئے یک ہاتھ سے تالی نہیں بختی کبھی  
کیونکہ میں اس کے ارکین ذی یافت ذی کمال  
سب کے سب فی تجربہ میں اور مال اندیش میں  
یا خدا اس انجن کو تو بنا دے کامیاب  
حاجیوں کے دلیں پیدا کر الہی درد قوم

اپنی باتوں کے طرح گر کام ہو تو ہے مزا  
غیر ہمدردی کا کچھ رکھتی نہیں ہے شائبہ  
تالی بختی ہے اگر دو ہاتھ کو دینگے ملا  
انکی عقل و فہم کا ہر ایک ہے لوہا ماننا  
انتظام عمدہ کریگے ہے قوی ان سے رجا  
روز و شب ہم حاجیوں کی تجھ سے ہے یہ التجا  
دین اور دنیا کی بہبودی ہمیشہ ہو عطا

صرف اظہار خیالات دلی مقصود ہے

بادشاہ کا شاعری سے اور کیا ہے مدعا

یہ نظم بھی حبسہ انجن مذکور منعقدہ ۲۲ جولائی ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی

اے مومنو حج فرض ہے سمجھے ہوئے کیا ہو  
مخلوق کا یہ فرض نہیں تضرع خدا ہے  
حج فرض نہیں پاس اگر مال نہیں ہے  
طاقت ہی ہے اور مال بھی کیا عذر ہے انکو  
ہو گا وہی جو چاہتا ہے خالق عالم  
مرنا نہیں ہرگز سفر حج پہ ہے موقوف  
جس جا پہ ہے مرنا ہمیں اس جا ہی مرینگے  
بیشک زرایمان کا محک حج کا سفر ہے  
سب جیلے حوالون کا خدا جلنے والا  
اے اہل تول نہ کرو سستی و غفلت  
تم جلد کرو حج و زیارت کا ارادہ

یہ فرض ادا ہو تو بڑا تضرع ادا ہو  
ہوں تم جو سبکدوش تو عبقی کا بہلا ہو  
کچھ یہ سفر مال اگر حق نے دیا ہو  
خوش ان سے بھلا حشر میں کس طرح خدا ہو  
ہوتا نہیں وہ کام جو تم لاکھ بھی چاہو  
آئیگی قضا ہو اگر وقت قضا ہو  
مکہ کی مدینہ کی ہو یا ہند کی جا ہو  
کہل جائے محک سے کہ یہ کہو ثناء یہ کہرا ہو  
کیا ایسا کوئی بہید ہے جو حق سے چہپا ہو  
دل حج کے ارادہ سے تمہارا نہ جدا ہو  
تا دونوں جہان میں ہمیں اعزاز سوا ہو

جو آج کی حالت ہے وہ کل دیکھئے کیا ہو  
 اور حج کا فریضہ نہ اگر اس سے ادا ہو  
 نصرانی مویا وہ یہودی ہی مویا ہو  
 غم اسکا ہمیں کچھ نہیں گر کوئی خفا ہو  
 کب اسکو موثر ہو دوا اور شفا ہو  
 ہر حاجی ہے رکن اسکا وہ چوٹا کہ بڑا ہو  
 حجاج کی تائید اگر صبح و سہا ہو

عالم متغیر متبدل ہے ہمیشہ  
 فرمایا بنی نے ہے جسے طاقت مالی  
 اللہ کو پروا نہیں اسکی کہ جہان میں  
 ترغیب فقط حج کی ہے مقصود ہمارا  
 قایل نہ ہو جو کوئی مرض اپنے مرض کا  
 حجاج کی یہ انجن نیک ہے قسائم  
 امید ہے برآئین بہت اس سے مقاصد

اے بادشاہ بچپان کیا ہے بڑی بات  
 تاثیر سخن میں ترے گرجے سے عطا ہو

یقیدہ جلسہ دستار بندی مدرسہ باقیات الصالحات دیوبند عقدہ ۳۱ اگست سنہ ۱۹۰۶ء کیلئے لکھا گیا

زبان زبان پر ہے شکر خدا سے یکتا آج  
 روان روان ہے طبیعت مثال دریا آج  
 نہاں نہاں ہے غم و شکر مثل عفت آج  
 رسان رسان ہے نوید خلوص ہر جا آج  
 نیا نیا ہے دماغون میں جوش پیدا آج  
 کہلا کہلا ہے ہر ایک غنچہ مست آج  
 قدم قدم پہ چین ہے سجا سجا یا آج  
 شمر شمر کو ملا تازگی کا ٹرہ آج  
 چہک چہک کے غافل ہیں گلشن آرا آج  
 ادب ادب سے ہے تادہ سرو عنا آج  
 نصہ تجمل و شوکت تیرا رپا یا آج

جہان جہان ہے جہان میں خوشی کا چرچا آج  
 دوان دوان ہے نظر پر دید ہر ہر سو  
 عیان عیان ہے طرب شکل شاہد زیبا  
 کشان کشان ہے اثر ہر طرف محبت کا  
 جدا جدا ہے دلوں میں سنگ کا عالم  
 ہر ہر نظر آتا ہے باغِ علم و ہنر  
 قسم قسم کی ہے نکبت طرح طرح کا ہے رنگ  
 شجر شجر کو کیا رنگ و بو نے خوب نہال  
 مہک مہک کے گھلون نے دکھائی اپنی بہار  
 عجب عجب جو صدائیں ہیں قمریوں کی بسند  
 کہ لینے جلسہ دستار بندی طلبا

صد آفرین ہے اے طلبائے فارغ التحصیل  
 ہے فخر علم کو تم پر تو علم سے تمکو  
 تمہیں سے دین کی عظمت ہے دین کی رونق  
 نہ کیوں کہیں تجھے دارالسرور اے ویلور  
 خوشامدے مدرسہ باقیات عالی شان  
 ہے تیرا نظم و ناظم وہ فاضل ذیجاہ  
 سراپا مجمع اوصاف منبع برکات  
 ہے جس کا اسم گرامی جناب عبدوہاب  
 عمادین شرفاہل علم و اہل کمال  
 ہے ایک امیک سے برتر جد ہر نگاہ کرین  
 ہجوم خلق کی حالت نہ پوچھئے مجھ سے  
 یہ شاندار عمارت یہ خوشنما جلوہ  
 یہ صدر حلب کی عظمت یہ شان یہ شوکت  
 یہ خلق اور تواضع یہ میہمانداری  
 لکھنؤ میں وصف بہلا کس کا کس کا ذکر کروں  
 قلم یہ کہتا ہے مجھ کو نہیں محال رشم

صلہ تہاری مشقت کا حق نے بخش آج  
 وہ اسکے واسطے شایان یہ کموزیبا آج  
 شک اسین کیا ہے تم اسکے ہو وہ تہارا آج  
 چمک رہا ہے تمہے بخت کا ستارا آج  
 نام ہند میں بتا ہے تیرا ڈلکا آج  
 مقرر ہے سبکی بزرگی کا ایک زمانہ آج  
 ہے مغنم بخت احب کی ذات والا آج  
 طفیل اسکے ہی ہم نے یہ دن ہے دیکھا آج  
 یہ کیسے کیسے ہیں اندر اجمع یکجا آج  
 ہر ایک وصف میں ہر فرد ہے نرالا آج  
 خدا کی شان خدا کی کا ہے تماشہ آج  
 مذاق علم کا ہر دم یہ بخشش برپا آج  
 یہ ذوق و شوق اراکین و کارنر ما آج  
 یہ انتظام یہ آئین یہ سلیقہ آج  
 ہے ایک دل مرا ارمان میں اس میں صدا آج  
 زبان یہ کہتی ہے مجھ کو نہیں ہے یا را آج

ہنوز جوش طبیعت ہے با و شہ باقی

سناؤں مطلع دیگر ہے یہ منت آج

ہے شاخ گلگ میسر دماغ طوبی آج  
 زبان علم سے ہر علم یوں ہے گویا آج  
 بیان ہے تھو کا ہر سخن ہوں بالا آج

یہ کس ریاض لیاقت کا وصف لکھا آج  
 سینن وہ غور سے ہے جنگا گوش شنوا آج  
 کہا یہ صرف نے میں صرف جوش فرحت ہوں

کہا معافی نے مقصد مرا بر آیا آج  
بدلیج نکلا ہے ہر یک مرا شناسا آج  
نتیجہ سارے قضایا کا میں نے پایا آج  
ملا خوشی کا فرائض کو جیسا حصہ آج  
ہے میرے جاننے والوں میں میرا رتبہ آج  
جہاں میں حق نے کیا میرا بول بالا آج  
کشادہ بابِ مسرت ہیں مجھ پہ سد ہا آج  
زبانِ مدرسہ یہ سخن ہے نکلا آج  
فروغ ہو نہ کسی کو جو میں نہ ہوتا آج  
یہ مجھ پہ دال ہیں مدلول ہوں میں انکا آج  
دُعا میں دل سے نکلتے ہیں میرے کیا کیا آج  
ہے خوش نصیب وہی جس نے اسکو دیکھا آج

کہا بیان نے خوشی سے بیان سے باہر  
کہا بدلیج نے بیجا نہیں ہے ناز مرا  
زبان یوں فنِ منطق کی صاف ناطق ہے  
کہا کلام نے مجھکو بھی لا کلام ملا  
کہا یہ فقہ نے اغیار مجھکو کیا جانیں  
حدیث کا ہے بیان سچ ہے یہ حدیث مری  
دل اپنا کھول کے کہتا ہے یوں فنِ تفسیر  
علوم نے جو سنائیں تقدیر اپنی  
جو کچھ ہوا ہے یہاں ہے فقط طفیل مرا  
بدیہی میں ہوں یہ سارے علوم ہیں نظری  
مرے جو موجود بانی میں انکے حق میں مدام  
غرض یہ جاب ہے لاریب و ید کے قابل

اے بادشاہ عجب کیا کلام کو تیرے  
قبول عام کا مجھائیگا جو تمہارے آج

یہ نظم مجلسِ تعلیمی اہل اسلام جنوبی ہند بمقام ویلور منقذہ ۲۸ و ۲۹ جولائی ۱۹۰۶ء کیلئے لکھی گئی  
اور اجلاس اول میں پڑھی گئی

نہ اسکی مجھکو ہے طاقت نہ اسکا ہے امکان  
یہی سعادت دارین کا ہے میرے نشان  
دکھایا آج ہمیں حبسِ عظیم نشان  
ہوا ہے شاہِ مقصود آج جلوہ کنان  
وگر نہ ہم میں کہاں اور یہ اتفاق کہاں

خدا کی حمد سنی کی ہونست مجھ سے کہاں  
پڑہوں میں نامِ بنی پردرو و کیوں نہ مدام  
ہزار شکر ہے حق کا کہ فضل سے اپنے  
ہتی مدتوں سے تمنا وہ آج بر آئی  
یہ اتفاق بھی یک حسن اتفاق سے ہے

نہیں ہے یہ کوئی تفریح طبع کا جلب  
 نہیں کسی کے خط و خال کی یہاں توصیف  
 نہیں یہاں کسی فرضی غم و خوشی کا وجود  
 نہ کذب ہے نہ غلو ہے نہ کوئی لفظ نطی  
 ہے رست راست ہر ایک گفتگو ہر ایک سخن  
 جو کچھ غرض ہے ترقی علم کی ہے غرض  
 علی الخصوص ترقی علم دین کے لئے  
 مشاورت تو ہر ایک امر میں ہے لازم تر  
 طفیل ایسے ہی جلسوں کا ہے جو غیر اقوام  
 ہر ایک عزم میں ہر کام میں ہیں وہ ہشیار  
 ہماری قوم کو افسوس شوق علم نہیں  
 عجب نہیں جو موثر ہو آج یہ جلسہ  
 خدا کرے یہ تدا بیر بالقوہ ہیں جو آج

نہیں ہے کہیل تماشے کا کچھ یہاں سامان  
 نہیں کسی کے یہاں عشق و عاشقی کا بیان  
 نہ وصل کی ہے حکایت نہ قصہ ہجر ان  
 مبالغہ کا بھی برپا نہیں یہاں طوفان  
 ہے واقعات پہ مٹی ہر ایک رانی یہاں  
 نہیں یہ جلسہ کسی اور بات کا خواہاں  
 ہر ایک طرح کے تجاویز پیش ہونگے یہاں  
 نہیں یہ حکم کیسا خدا کا ہے فرمان  
 ہمیشہ دہرین پاتے ہیں نفع بے پایاں  
 ہماری قوم کو اب تک وہی ہے خواب گران  
 ہماری قوم ہے لذت سے علم کے انجان  
 عجب نہیں ہے جو اسپر ہو قوم کا رجحان  
 ظہور انکا ہو بفعل ہے یہی ارمان

کہیں نہ طول سخن باعث ملامت ہو  
 سخن کو ختم کر کے بادشاہ بھیج دے

یہ نظم سالانہ جلسہ انعامی مدرسہ اسلامیہ و انبیاڑی کیلئے لکھی گئی

اندون اوج پہ ہے قسمت و انبیاڑی  
 گم ہوئی گم ہوئی اب ظلمت و انبیاڑی  
 بڑ بڑ گئی بڑ بڑ گئی اب شہرت و انبیاڑی  
 پھرتی ہے مثل صبا نکہت و انبیاڑی  
 قابل دید ہے یہ زینت و انبیاڑی

چشم بد دور ہے کیا حالت و انبیاڑی  
 مہر تسلیم ہر ایک جا پہ ہے رخشان رخشان  
 پھیلتا پھیلتا جاتا ہے مذاق علمی  
 کہتے ہیں کہتے ہیں فرحت سے دلونکے غنچے  
 مال تنہا تھا ہوا علم ہی اب اسکا شریک

علم کیا چیز ہے اس علم کی لذت کیا ہے  
مدرسہ نام ہے اسلامیہ جسکا مشہور  
منعقد اسمین ہوا جلسہ انعامی آج  
ہم تن چشم پئے دید ہے ہر پیرو جان  
صدر جلسہ جو پرستارتی ہر بین بی لے  
ہے دعائیری یہ عزت رہے قائم دائم  
علم میں مال میں تہذیب میں دینداری میں

خوب پہچانے ہیں ذی ثروت و انبٹاری  
جسکو کہتے سبب عزت و انبٹاری  
جمع کس شوق سے ہے خلقت و انبٹاری  
نظر آتی ہے عجب شوکت و انبٹاری  
کچھ لائی ہے انہیں الفت و انبٹاری  
یا خدا تو نہ دکھاؤ لت و انبٹاری  
سارے اضلاع پہ ہو سبقت و انبٹاری

بادشاہ حب وطن ضبط ہو کیونکر تجھ سے  
خوب کی تو نے ادا خدمت و انبٹاری

یہ نظم جلسہ محمدن ریڈنگ روم و انبٹاری کے لئے لکھی گئی

اے بزرگان قوم کے عالی ہم ذی عز و شان  
خادمہ ہوں آپ کی ہے میرا ریڈنگ روم نام  
تیرہ سو پندرہ سن ہجری میں پیدا ہوی  
خدمت علمی جو اس عرصہ میں کی میں نے ادا  
سچ بتاؤ میرے آگے ساکنان شہر میں  
شک نہیں میں نے ہی پھیلا یا یہاں علمی مذاق  
مدرسہ میں اور مجھ میں فرق اتنا ہے فقط  
قوم کو سے فیض دونوں سے برابر علم کا  
مجھ پہ ہے اب قوم کی کم التفاتی کس لئے  
فکر کیوں میری ترقی کی نہیں کرتے ہو تم  
باوجود اس طول عرصہ کے ابھی تک حیف ہے

منع لطف و عطا ہمد رومیا ض زمان  
بازبان حال میں کہتی ہوں اپنی داستان  
عمر بارہ سال کی ہے میری بے ریب و گمان  
جانتا ہے ہر کوئی یہ بات ہے سب پر عیان  
شوق اخبار و کتب بینی کا تھا ایسا کہاں  
میں نے ہی ناقدر و انونکو بنایا ت دروان  
ہیں وہاں استاد بے استاد کے ہونین یہاں  
بالیقین سمجھو ہے ہم دونوں کا رتبہ ایکساں  
کیا خطا میری ہے کیا تقصیر ہے کچھ بیان  
مستحق تائید کی کیا میں نہیں ہوں بیگان  
واسطے میرے نہیں تعمیر پایا ہے مکان

آپ فرمائیں کہ کیا یہ کام نیکی کا نہیں  
وجہ اسکی کیا ہے بتلاؤ اگر معلوم ہے  
قابلِ نفوس ہے بے شبہ و شک حالتِ مری  
گرنہ کرتے رحم مجھ پر چپ غمخوارانِ قوم  
مجھ سے جو عداہیں انجان اُن سے کیا شکوہ کروں  
میں دُعا کرتی ہوں یا رب دعا نہیں توفیقِ نیک

اجرا سکا کیا نہ دیگا تکورب انس و جان  
مجھ کو چندہ سے کئے محروم بعضے مہبران  
کم نصیبی پر میں اپنے رات دن ہوں نوحہ خوان  
صفحہ ہستی پہ اب تک کب مراد ہوتا نشان  
اکلی دل شکنی ہے ہر دم طبع کو میرے گران  
رکھ جہان میں شادمان ہر آن و ہر دم ہرزبان

مختصر کیجئے سخن اپنا یہاں اے بادشاہ

کیا عجیب ہے گرم تر ہو مری آہ و فغان

یہ نظم جلسہ سالانہ مجلس ايجو کیشنل سوسیٹی و انبساطی کے لئے لکھی گئی۔

ہے صد ہزار تر شکر اے خدائے نام  
ترے ہی فضل سے وقت ہے اس سوسیٹی کی  
جو واقعات کہ تھے مدرسہ کے متعلق  
کیا سکرٹری صاحب نے ہم پہ ظاہر آج  
ادا ہونے کیا فرض منصبی کیا خوب  
نتیجہ انکے ہی یہ کوششِ بلیغ کا ہے  
اساتذہ کی بھی محنت ہے قابلِ تحسین  
ہیں مدرسے کے جفا ظم بجا قریب نشی نام  
جو انتظام کا حق تھا کیا انھوں نے ادا  
غرض گزر گیا یہ سال خیر خوبی سے  
میں سچے دل سے اے طلبائے مدرسہ تمکو  
ہزار طرح لیاقت ہو تمکو انگلش میں

کہ آج جلسہ سالانہ کا ہوا ہے قیام  
تھے کرم سے ہے اس مدرسہ کا استحکام  
جو کیفیات کہ گزرے تھے سال بھر میں تمام  
ہے محنتی پئے تسکینِ قلب خاص و عام  
ہماری و روزبانِ شکر یہ ہے انکا مدام  
ترقیات کے آثار ہیں جو صبح و شام  
یہی ہیں جن سے درخشان ہے مدرسہ کا نام  
ضرور انکا ہی ہے شکر یہ بصد اکرام  
پسند قوم ہے لاریب انکا ہر یک کام  
رہی نہ اس میں کوئی بات قابلِ الزام  
سنو سنا تا ہوں اب یہ نصیحت نہ کلام  
بلند لکھ بھی دنیا میں ہو تمہارا مقام



تہاری ذات میں جب تک نہو گی دینداری نہو گا فخر سر مو بھی قوم کو تم سے علوم جتنے ہیں انگلش میں سیکھتے لیکن نہ چوڑو دین کو دنیا کے واسطے زہار	تمہارے دل میں نہ جب تک ہو وقعت اسلام نہ راضی تم سے پیمر نہ خالق اسلام ہمیشہ تم رہو پاسد مذہبی احکام رہو گے پیش خدا سرخرو بروزیام
---	---

سخن یہ بے غرضانہ ہے بادشاہ ترا  
نہ شوق ناموری ہے نہ خواہش انعام

یہ نظم جلسہ مدرسہ اسلامیہ و انباری منعقدہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۱۰ء کیلئے لکھی گئی

دین کے علم سے بہتر کوئی صورت کیا ہے دین ہے صورت جان جسم کے مانند ہیں ہم دین کا علم پڑ ہو سستی و غفلت نہ کرو حشر میں تلو ہو معلوم قباحت اسکی رنگ بدلا ہے زمانہ نے عجب انروزون دہریت ملحدیت پھیل رہی ہے ہر سو ترک بعضوں نے کتے دین نبی کے احکام کوئی کہتا ہے کہ ہیں خوف کی ساری باتیں اور نہ محسوس کریں جنکو حواس خمسہ شرع ہے عقل کی تابع نہ خرد تاج شرع غرض ایسے ہی بہت سے ہیں عقاید انکے دینداری نہیں اللہ کا کچھ خوف نہیں	اس ضرورت سے فزون اور ضرورت کیا ہے جسم بے جان کی بہلا دہر میں وقعت کیا ہے مجھ سے مت پوچھو نہ پڑھنے میں قباحت کیا ہے کیا سزا اسکی ہے اور اسکی مصیبت کیا ہے نہیں معلوم کہ اللہ کی حکمت کیا ہے کہتے ہیں دین ہے کیا اور شریعت کیا ہے دعویٰ پھر دین کا افسوس یہ حالت کیا ہے حشر کیا چیز ہے اور دوزخ و جنت کیا ہے ان پر ایمان رکھیں ہم ہمیں حاجت کیا ہے عقل جب ہمکو ہے پھر مذہب و ملت کیا ہے غور سے دیکھتے ان لوگوں کی جرات کیا ہے قوم کیا خاک سے اور قومی محبت کیا ہے
---	--

گر موثر یہ سخن ہو تو زہے خوش قسمت  
بادشہ کون ہے تو تیری نصیحت کیا ہے

یہ نظم جلسہ سالانہ مجڈن ایجوکیشنل سوسیٹی و انباری منعقدہ ۲۶ فروری ۱۹۱۱ء کیلئے لکھی گئی

ہم پہ سجدہ تیرے احسان میں لے رہا کعبہ  
سب سے بڑا ہے یہی ہم پہ عنایت تیری  
ایسے پیغمبر برحق کا کیا ہم کو مطہر  
مرتبہ ساری خدائی میں ہے افضل جبکا  
آج یہ جلسہ سالانہ دکھا یا حق نے  
آج ہم سب کو سنانی گئی سالانہ رپورٹ  
آفرین آفرین لے اہل سوسیٹی تم پر  
ناظم مدرسہ کے ساتھ میں جتنے استاد  
قوم پر شکر یہ اُن سب کا ہے لازم بیشک  
قوم کا دہیان ہو حسین وہی عمدہ ہے دماغ  
نیت اچھی ہے وہی جس سے ہو بہبودی قوم  
شمع جسم کہ گہلنتی ہے ضیاء دیتی ہے  
نظم ہر سال سنائیگی ہے عادت ہم کو  
واقعی حال جو ہے ہم نے قلمبند کیا  
یہ یقین جانو اے انگریزی کے پڑھنے والو  
ہم نہیں کہتے ہیں تسلیم نہو انگریزی  
کس کو مرغوب نہیں ہے یہ زبان شاہی  
پڑھو انگریزی مگر دین کے پاس بند رہو  
دیکھتے ہم ہیں کہ اکثر طلباء انگلش  
اکثر نہیں نہیں پاسند نماز و روزہ

شکر اسکا ہوا دہم کو کہاں یہ طاقت  
بخشدی ہو جو اسلام کی عمدہ نعمت  
ہے جو سرتاج رسل اور شفیع امت  
دین کو جسکے سب ادیان پہ ہے فوقیت  
ہم کو حاصل ہوئی کس درجہ مسرت فرحت  
مدرسہ کی ہوئی معلوم ہر ایک کیفیت  
قوم کی تم نے بجالائی بخوبی خدمت  
قابل قدر ہے ہر ایک کی سعی و محنت  
یا خدا کیجے بڑا اور بھی انکی ہمت  
دل مبارک ہے وہی جس میں ہو قومی الفت  
کام خوشتر ہے وہی جس میں ہو خالص نیت  
نام کیا ہو جو پئے قوم نہ کہینچین رحمت  
کب مناسب ہے کہ اس سال ہو ترک عادت  
طعن و تشنیع کسی پر نہ کسی پر تہمت  
ہم کو انگریزی زبان سے نہیں ہرگز نفرت  
ہم نہیں کہتے ہے یہ علم خلاف ملت  
اس زمانے میں نہیں کسو ہے اسکی حاجت  
حشر میں پیش خدام نہ اٹھاؤ مجلس  
دین کی کچھ ہی نہیں رکھتے ہیں دل میں وقعت  
شرعی احکام سے بے خلعت ہے انکو غفلت

دینی کاموں میں تسخر کی ہے کیسے عادت  
 اسکی تفصیل کی ہو نظم میں کیوں کر وسعت  
 سارے طلباء سے یہ پابندی دین کی نسبت  
 گر ہندوین نہیں کچھ بھی تمہاری عزت  
 یعنی بیکار ہے مہل ہے تمہاری خلقت  
 ہم بتائیں گے کسی وقت بشرط فرصت  
 کہہ کے یوں ہند کے طلباء کو دلائی غیرت  
 بلکہ اسلام وہی جسکی ہو عملی صورت  
 دعویٰ اسلام کا کر کے نہ اٹھائیں خفت  
 صاحب علم ہر ایک صاحب فہم وجودت  
 داخل قوم رہیں اور نہ ہو قومیت  
 تا ابد قائم و دائم رہے با صد شوکت  
 عمر میں مال میں ثروت میں عطا کر برکت

کرتے ہیں بعض تو دینی علما کی تحقیر  
 صاف بعضوں کے عقائد میں خلاف جہود  
 دیکھو پنجاب کے لکچر میں کہا سید نے  
 سیکھ کر علم فلک کے جوستارے ہو جائیں  
 قوم کو نفع نہ کچھ تم سے ہے ہرگز ہرگز  
 محسن الملک کا بھی قول اسی طرح کا ہے  
 شہر لندن میں ابھی معیسی جیس نے  
 آمد و خرچ زبانی یہ نہیں ہے اسلام  
 یعنی اسلام کو اعمال سے ثابت کر دین  
 الغرض پسند وضاحت یہی کرتا ہے ہمیں  
 سخت حیرت ہے یہی باعث غیرت ہے یہی  
 ہم دعا کرتے ہیں یہ مدرسہ اسلامی  
 جو معاون ہیں مربی ہیں الہی انکے

ختم کر نظم یہ اے بادشاہ پیچان  
 کیا عجب تیر سخن کی ہو ہر ایک جا شہرت

یہ نظم بھی سوسیٹی مذکور کے جلسہ سالانہ کے لئے لکھی گئی منعقدہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۲ء

کیا حوصلہ ہمارا طاقت ہے کیا ہماری  
 وان شان کبریائی یاں عجز و انکساری  
 اسکی عنایتوں کی سبکو ہے انتظاری  
 محشر میں ہے اسی سے امت کی رنگاری  
 بیشک یہی ہے اپنے ایمان کی پائداری

ہم سے ادا ہو کیونکر حمد جناب باری  
 نالک ہے وہ ہم اسکے ناچیز بندگان ہیں  
 قہر و غضب ہے اسکے کو خطر نہیں ہے  
 ہے رحمت دو عالم بیشک رسول اپنا  
 تابع رہیں ہم اسکے بھیجیں درود اسپر

ہے اس سوسائٹی کے سال نہم کا جلسہ  
 ہر سال ہے ترقی اس مدرسہ کی افزون  
 ہر سال نظم ہم اس جلسہ میں ہن سناتے  
 آنکھیں نہ کیوں خاک ہوں طلباء کے دیکھنے سے  
 بین تاجران نامی اکثر جو اس وطن کے  
 نیت ہے انکی اچھی ہمت ہے انکی عالی  
 دنیا میں آخرت میں رکھہ ان کو شاد و خرم  
 تعلیم کے بدولت ہے ہر طرح کی دولت  
 تعلیم کے کرشمے کیا کیا دکھا رہے ہیں  
 تعلیم گرنہ ہوتی دنیا میں کچھ نہ ہوتا  
 تعلیم ہی ہے جس سے عزت ہے آبرو ہے  
 ہے دین مثل جو ہر شکل عرض ہے دنیا  
 جب تک عرض نہو پھر جو ہر ہے بے ضرورت  
 دین متین کی رونق دنیا سے ہے نمایان  
 دنیا کی ہے حدیث و قرآن میں جو مذمت  
 جو کام اس جہان میں ہے شرع کے مخالف  
 دنیا کے واسطے ہم گردین ترک کر دین  
 دل میں نہین ہمارے گردین کی محبت  
 کوئی زبان بھی سیکھیں غم اسکا کچھ نہین ہے  
 تازہ رہے الہی اس مدرسہ کا گلشن  
 اخلاق دے ادب دے طلباء مدرسہ کو

کس شوق و ذوق سے یہ بھل جی ہے ساری  
 ہر سال اسکو ہے ہر مقصد میں کامگاری  
 نو سال سے ہے جاری عادت یہی ہماری  
 جوش طرب نہ کیوں ہو ہر ایک دل پہ طاری  
 انکے ہی فیض سے ہے جاری یہ خیر جاری  
 سچا ہے جوش اسکا سچا ہے غمگاری  
 بر لا مقاصد انکے یارب تو باری باری  
 تعلیم کے سوا ہے کیا شئی جہان میں پیاری  
 دنیا کے سب طریقے آئین دینداری  
 بیکار تھا تمدن بے لطف ملک داری  
 جاہل کی دو جہان میں ذلت ہے اور غاری  
 جو ہر سے ہی عرض کی سب کچھ ہے استواری  
 دونوں میں یہ تناسب حق نے دیا ہے بہاری  
 دنیا کی سب درستی ہے عین دینداری  
 مفہوم اسکا سلو خواہش ہے گر متہاری  
 دنیا ہے نام اسکا بجا ہے اس سے یاری  
 ہم سناہ کوئی ہوگا فہم و خرد سے عاری  
 محشر میں پیش خالق ہے سخت شرمساری  
 غم ہے یہی جو چوڑین مذہب کی پاسداری  
 صبح و مساکرم کی تیرے ہو آبساری  
 یارب دلون میں انکے دے جوش دینداری

تجسین کے ہوتا قابل طلبا کی ہوشیاری	یارب اساتذہ کے تحت کو چیز کر دے
	اے بادشاہ امیدیں یوں تو بہت ہیں لیکن ہے حسن خاتمہ کی کافی امید واری
<p>یہ نظم ہفتم سالانہ جلسہ انجمن خیر خواہ عام گویند پور واقع دہلی میں منعقدہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۱۱ء کیلئے لکھی گئی</p>	
<p>دل ہے سینے میں عبت منہ میں زبان ہے رایگان ہے وہ خالق اسکے ہم مخلوق عاجز بندگان اسکے ہی تجمیدین تجمیدین ہیں جاودان سب سے مستغنی ہے وہ اور بے نیازی اسکی شان مہربان جس پر ہو وہ عالم ہے اسپر مہربان فضل بچید اسکا ہے اسکا کرم ہے بیکران انجمن کا جلسہ سالانہ ہے یہ سا تو ان ذی لیاقت ذی ہمم والا گھر عالی نشان قدر کے قابل تمہاری کوششیں ہیں بگیان انجمن ہے مثل قالب اسکے تم روح روان انجمن مثل دہن ہے اسکے تم گویا زبان تم ہو گر فضل بہاری انجمن ہے گلستان تم ہی اس میں عکس کے مانند ہو جلوہ کنان اسکے استحکام کی سعی تم نے جاودان کیسے خوش قسمت ہو تم اے انجمن کے مبلان تم ہو سے اس سال ہر مقصد میں اپنے کامران کیون نہ خوش تم سے رہے پروردگار انس و جان</p>	<p>گرنہ ہو ہم سے ادا حمد خداوند جہان ممکن و حادث ہیں ہم ہے ذات پاک اسکی قدیم عرش و کرسی ہر وہ لوح و قلم ارض و فلک سارے عیون سے مبرا اور برتر اسکی ذات جسپہ ہوا اسکا غضب ہے کون اسکا چارہ گر شکر کس کس کا کرین کس چیز کا ہم نام لین یہ بھی ہے اسکی عنایت آج کے دن منعقد ہیں فراہم کیسے کیسے لوگ اس محفل میں آج واہ کیا کہنا تمہیں اے مبران انجمن انجمن کو شمع گر کہتے تو تم اسکی ضیا آب حیوان تم اگر ہو انجمن ہے تشذ لب انجمن مانند گل ہے رنگ و بو تم اسکے ہو انجمن کو آئینہ سے دین اگر تشبیہ ہم مدرسہ نسوان کے خاطر جمع سرمایہ کیا واسطے تعمیر کی کی یک زمین تم نے خرید ہو گئی اس سال ہر کوشش تمہاری کارگر کیون ہو ممنون تمہاری قوم ہر شام و سحر</p>

تم بھروسہ اور توکل کیجئے اللہ پر  
 تم سے بڑھ کر انکے احسان کہہ سکتا ہوں  
 قول حق ہے لا یضیع اللہ اجر المحسنین  
 عمر میں دولت میں انکے دے ترقی یا خدا  
 کوئی نیکی دہر میں تسلیم سے بہتر نہیں  
 شک نہیں اس میں ترقی مدرسہ کی ہو فزون  
 شک نہیں اس میں کہ لڑکوں کے نسبت دستو  
 کیوں نہ لڑکوں پر اثر ہو لڑکیوں کے علم کا  
 دینداروں کا جو جمع ہے اسے کہتے ہیں قوم  
 دینداری اگر نہ ہو پھر قومیت کیا خاک ہے  
 مصلحان قوم یہ جو آج کل مشہور ہیں  
 حیف ہے انکو یہی دعویٰ قوم کی اصلاح کا  
 منحصراً تعلیم انگلش پر نہیں اصلاح قوم  
 یا الہی سب ممالک کو دے توفیق نیک  
 یا الہی انجن یہ تابعدار ہیں  
 ممبروں کے کام میں اخلاص دے یا رب مہم  
 جس طرح دیگر مدارس پر ہے شفقت کی نظر

فضل سے اسکے سبک ہو جائے ہر بارگران  
 جنگی کوشش سے ہوا چندہ فراہم سیکران  
 محنون کا اجر ضایع ہو یہ ممکن ہے کہاں  
 دین و دنیا کی عطا کر انکو ساری خوبیاں  
 یہ وہ نیکی ہے جن جسکے خوشہ چین سب نیکیاں  
 یوں ہی گرا تائید کرتے جائیں قومی حامیاں  
 سخت تر تعلیم کے محتاج ہیں اب لڑکیاں  
 ہونگی آخر لڑکیاں ہی ایک دن لڑکوں کی مان  
 قومیت مفہوم دینداری ہے بے ریب و گمان  
 کس طرح بے دین رہ کر ہونگے قومی مصلحان  
 دینداری کا بہت کم ان میں ہے نام و نشان  
 ہے تعجب ان سے یہ کیسے ہیں قومی نوجوان  
 چاہئے تعلیم دینی ساتھ اسکے ایکساں  
 دین کی الفت عطا کر سب کے دل کے درمیان  
 مدرسہ پر اسکی نگرانی ہو ہر آن و زمان  
 شوق دے تائید کا ہر کیسے ولین جاودان  
 کچھ ادھر بھی ہو تو جاوے وطن کے ساکنان

جیتے جی قدر سخن ہوتی ہے کہاے بادشاہ

بعد میرے ہونگے سب میرے سخن کے قدردان

یہ نظم ہشتم سالانہ جلسہ انجن مذکور منقذہ ۲۶ جنوری ۱۳۱۳ء کے لئے لکھی گئی

قاصر و عاجز ہے جب ہر کیا زبان ہر کیسے ہیں

کیا ادا ہو جو حق نعت رسول ذوالمنن

تجھ پہ ہیں اے انجن کس درجہ افضل خدا  
 خیر خواہ عام تیرا نام ہے زیبندہ تر  
 تو نے اپنی خیر خواہی کا دیا ہے جو ثبوت  
 آٹھواں سالانہ جلسہ آج ہے یہ منعقد  
 شہر میں طاعون کی جسوقت آئی تھی بلا  
 شہر اپنا چوڑا کٹر لوگ باہر چل بسے  
 ننگساری قوم کی اسوقت جاری تجھ سے تھی  
 سعی و کوشش تو نے کی سرکار میں جبکہ طفیل  
 تو نے ہی چندہ کیا اموات غبار کیلئے  
 عام تھا یہ فیض تیرا سب محلوں کے لئے  
 صدر تیرے یعنی کے عبد المجید کی کھو  
 معتد ہیں تیرے جو سلطان محی الدین نام  
 اللہ اللہ تیرے جو چندہ دہندہ لوگ ہیں  
 مدرسہ نسوان کا جو تیری نگرانی میں ہے  
 آج تیرے معتمد نے جو سنائی ہے رپورٹ  
 منظم اسکے ہیں حضرت مولوی عبد المجید  
 ساری اصلاح و ترقی مدرسہ کی ان سے ہے  
 حالت تعلیم کیسی ہے وہ آکر دیکھ لین  
 در سے ہو رہی ہے فکر اب تعمیر کی  
 سنگ بنیاد اسکا رکھوایا ہے تو نے شوق سے  
 خاص کر تشریف لائے تھے جو شہ عبد اللطیف

اندون سرنبر ہے کیا نیزے مقصد کا چمن  
 خیر خواہی کے ترے قائل ہیں سب اہل وطن  
 صفحہ دل سے میٹھا کس طرح اے انجن  
 کیسے کیسے جمع ہیں افراد اہل علم و فن  
 آہ کس رنج و پریشانی میں تھے سب مرد و زن  
 آہ سارا شہر گویا بنگیا بیت انجن  
 کیسے استقلال و اطمینان کا تھا تیرا چمن  
 بعض طاعونی قواعد کے گھٹے رنج و محن  
 تیری ہی تائید سے انکو ملا گور و کفن  
 لب پہ ہر یک کے روان ممنونیت کے تھے سخن  
 گویا روح انجن میں انجن مثل بدن  
 قابل تحسین ہیں انکے کاربائے انجن  
 پائینکے کیا کیا جزا نر و خداوند ز من  
 سب سے اعلیٰ سب سے افضل کام ہے سروطن  
 مدرسہ کا حال سب اس سے عیاں ہے من و عن  
 اسکے نظم و نسق میں ساعی ہیں وہ با جان و تن  
 کم ہے انکا شکر جتنا کیجئے ای انجن  
 دیکھنے کی ہے تمنا جبکہ دل میں جوش زن  
 تیرے بحر قبضہ میں ہے اسکا کام سب اے انجن  
 تہہ شریک جلسہ کیسے کیسے افراد ز من  
 کیوں نہ غر و ناز کا باعث ہو اے اجاب من

<p>مدرسہ کہتا ہے ہر دم باز زبان حال اب کیجئے چشم عطا اے صاحبان مقتدر تم ہو گراں بر بہاری صورت گلشن ہون میں گر وطن مثل صدف ہے میں ہوں یک دیتیم فرقہ نسوان میں تعلیم پھیلاتا ہوں میں اب دعا کرتا ہوں میں میری دعا کو یا خدا مدرسہ اور انجمن قائم رہے یا رب مدام مدرسہ اور انجمن گویا ہیں دونوں مہر و ماہ سرپرست انکے معاون انکے جتنے ہیں تمام یا الہی کیون نہ تکمیل عمارت جلد ہو</p>	<p>مالدار ہو تو جہ آپ کی جہلو ہنگن آب حیوان تم اگر ہو میں ہوں یک تشہ دہن تم سے رونق ہے وطن کی جہ سے ہے شان وطن گر وطن مثل میں ہے میں ہوں یک لعل میں بیگان میں ہوں جہالت کے وطن کا بیخ کن جلد پہنا دیجئے مقبولیت کا پیر ہن دور رکھو اسکو حوادث سے تہیج کہن یا الہی تو کبھی انکو نہ لگنے دے گہن دین و دنیا میں رہیں دل شاد بروج حسن گر ذرا سا فضل تیرا اُسپہ ہو پر تو نگن</p>
--	---

لطف کیا اہل تکلف کو ملے اے بادشاہ  
بے تکلف بے تصنع ہے ترا ہر یک سخن

نیٹم جلسہ افتتاح مکان انجمن خیر خواہ عام گوند پور واقع داندباڑی کیلئے لکھی گئی منعقدہ ۵ اگست ۱۹۰۹ء

<p>خدا کا شکر زبان سے ہمارے کب ہوا خدا کی نعمتیں بحید ہیں ان میں عمدہ تر ہے اتفاق پہ ہی کل جہان کا دار و مدار ہے اتفاق ہی ہر سلطنت کی روح روان ہے اتفاق سے دشمن پہ ہکمو فتح و ظفر ہے اتفاق پیمبر کی شرع کا فرمان نہ ہوتا نفع اگر اتفاق میں کوئی سترو نماز جماعت یہ اور جگہ کا سفر</p>	<p>بجال کیا ہے ہماری ہمارا حوصلہ کیا ہے اتفاق کی نعمت یہ شک نہیں اصلا ہے اتفاق سے ہر امر دین و دنیا کا ہے اتفاق تجارت کا عمدہ سرمایہ ہے اتفاق سے دنیا میں دوستی کا مزا ہے اتفاق میں پنہان یقین خدا کی رضا نہ ہوتے اس میں جو موجود و خوبیاں صد ہا نہ کرتا فرض کبھی ہم پہ خالق یکتا</p>
---	---



بیان ہو ہم سے کہاں اتفاق کی تعریف  
یہ انجن ہے ہماری جو خیر خواہ عام  
جو خیر خواہ بیان کین قوم کی ادا اس نے  
مکان خاص نہ تھا بہر انجن کوئی  
مکان لیا گیا ترمیم بھی ہوئی عمدہ  
وہ کس کا دل جو مسرت سے باغ باغ نہیں  
جنہوں نے شوق سے چندہ دیا ہے بہر مکان  
ہر ایک شخص کا ہے شکریہ ہمیں لازم  
ہمارا دل ہے فقط ایک دلربا ہیں بہت  
الہی ارض و سما کا قیام ہو جب تک  
اور اس چمن میں ہو جب تک چمن و رعنائی  
زبان حال سے سوسن ہو مدح خوان جب تک  
الہی کیجئے اس انجن پہ لطف و کرم  
تمام اس کے اراکین و عہدہ داروں کو  
معاونین کے دل میں دے اور بھی توفیق  
دعا قبول ہو اپنی طفیل شاہ رسل

سمند خامہ بیان اپنا چل نہیں سکتا  
ہے اتفاق کی کیا شان اسمن جلوہ فزا  
رپورٹ سننے سے ظاہر ہے ماجرا سارا  
خدا کے فضل سے وہ مدعا بھی برآیا  
ہے افتتاح مکان کا یہ پُر طرب جلسہ  
زبانہ کس کے نہیں آج مرجبا کی صدا  
جنہوں نے کین تپے ترمیم محنتیں کیا کیا  
تمام آفرین تحسین کے مستحق ہیں بجا  
یہ کس کو دیجئے کس کو بھلا نہ دیجئے گا  
چمن جہان کا یہ جب تک رہے پھلا پھولا  
گلون میں تازگی غنچوں میں بوٹمیں مزا  
نگاہ بان رہے جب تک یہ نرگس شہلا  
عروج پر ہو ترقی کی شان صبح و سہا  
ہمیشہ خرم و خرسند رکھ خدا و ندا  
وہ انجن کے رہن دل سے والہ و شیدا  
امام ہر دوسرا و شفیع روز جزا

فلم کو روک لے اے بادشاہ پیچیدان

بنی کے روح مطہر یہ پڑھے صل علی

یہ منظوم اپیل مدرسہ نسوان انجن خیر خواہ عام گوند پور واقع وانبٹاری کیلئے لکھی گئی

عرض میری ہے بازبان حال

نام میرا ہے مدرسہ نسوان

اے بزرگان قوم نیک خصال

مجھ سے واقف نہیں ہے کون یہاں

انجن ہے جو خیر خواہِ عام  
ہاں اسی نے کیا بنا مجھ کو  
نکرتوں کی بناہ کی ہے  
میری اس کسنی پہ غور کرو  
جلسہ امتحان میں تھے جو شریک  
وصف غیروں کے منہ سے ہے خوشتر  
ہنیں مجھ کو ہے کبر اور نخوت  
فضل سے اسکے کیا بڑی ہے بات  
علم و اخلاق سب میں ہو معمور  
این مراتب کہ دیدہ ہر زوی است  
اندون تم نے از و فور عطا  
چندہ گر ہو قلیل کیا ہے غم  
مجھ کو حاصل ہو تم سے نفع کثیر  
دیکھو اپنا جو میں جدید مکان  
کون ہے جز تمہارے میر کفیل  
جیسی اگر کون پہ ہے تمہاری نگاہ  
پھینکتے ہو او دہر گل اور ثمر  
حق نے تم کو دیا ہے فہم و ذکا

سر پرستی ہے اسکی مجھ پہ مدام  
کیسے الطاف سے رکھا مجھ کو  
عمر میری اٹھارہ ماہ کی ہے  
کامیابی جو کچھ ہوئی دیکھو  
ان سے سن لیجے میری حالت ٹھیک  
میری تعریف میں کروں کیونکر  
مجھ پہ اللہ کی ہے یہ منت  
ہوں جو شائستہ سارے مستور  
جہل و ناواقفی ہو یکسر دور  
کا بکلی ہنوز در قدر است  
میری تعمیر کا دیا چاندہ  
ہے کشادہ تمہارا دست کرم  
ہوگی پوری ضرورت تعمیر  
اپنی قسمت پہ میں رہوں نازان  
پیش کرتا ہوں میں یہ اپنی اپیل  
اے کیوں پر بھی لطف ہو دلخواہ  
باغبانوں نظر ہو کچھ تو ادھر  
طول گوئی کی ہے ضرورت کیا

ہوگی ختم داستانِ اپنی  
بادشاہ روکے زبانِ اپنی

یہ نظم مدرسہ نسوان انجن خیر خواہ عام گوئند پور واقع دہلی کی لکھی گئی اور پہلے سالانہ رپوش میں طبع ہوئی

شکر اور صد شکر ہے اے خالق جن کو شکر  
 کا رنامہ سال بھر کا آج جو شائع ہوا  
 انجن یون تو فرائض اپنے کرتی تھی ادا  
 جس قدر لڑکوں کی ہے تعلیم کا ہمو خیال  
 مرد و عورت گویا دو حصے ہیں یک انسان کے  
 مقصداً خیر خواہی یہ نہیں ہرگز نہیں  
 حد میں ہے مگر تسلیم نسوان کے لئے  
 خال جو حد سے بڑھا وہ ہو گیا آخر ما  
 آفرین صد آفرین اے مہربان انجن  
 اب تمہارا غیظ مقصد شکستہ ہو گیا  
 این مراتب آنچہ دیدی ہست جزوی بیگمان  
 کیا نہ کچھ پائینگے تم اللہ سے اجر و ثواب  
 گو کہ سرمایہ و چنڈہ کم ہے لیکن ہے امید  
 ایک دن اس مدرسہ کی قدر و وقعت ہو زیاد  
 کس طرح مایوس ہم اللہ کے رحمت سے ہوں  
 یا الہی انجن کے مدرسہ پر روز و شب  
 تو اگر چاہے تو ذرہ کو بناوے آفتاب  
 ممبروں کے کام میں اخلاص دے یا رب مدد  
 چنڈہ و سرمایہ کی تائید جن لوگوں نے کی  
 دین و دنیا کے مقاصد انکے برآئین تمام

مدرسہ کے عمر کا ایک سال گزرا خوب تر  
 مرحبا صد مرحبا تھے ہم اسی کے منتظر  
 ایک ہے اس سال کچھ اسکی ترقی بیشتر  
 آہ متوجہ نہیں ہم لڑکیوں پر اس قدر  
 ہے یہی انصاف و وحشت کی بھی لین ہم خبر  
 دیکھیں یک حصہ کو ہم اور چھوڑ دین حصہ و گر  
 حد سے متجاوز اگر ہو جائے بیشک ہے ضرر  
 خلق میں کیا خوب یہ ضرب المثل ہے مشہور  
 سعی و کوشش نے تمہاری خوب دکھلایا اثر  
 اب تمہارے نخل ہمت میں لگا تازہ ثمر  
 اے برادر کار کلی ہمت پنہان و رقدر  
 مدرسہ کے رہتے ہو تائید میں بستہ کمر  
 ہو گا دست انجن یک روز پُر از سیم و زر  
 ایک دن یہ انجن عالم میں ہوگی نامور  
 آیہ لا تقنطوا پرستے ہیں جب شام و سحر  
 چاہئے تیرا کرم تیری عنایت کی فطرس  
 تو اگر چاہے تو قطرہ ہو گا دریا بسیر  
 انکی ہمت کو بڑھا دے انکی محنت چیز کر  
 دے جزائے نیک انکو اے خدائے بحر و بر  
 ہو زیادہ عمر و دولت جاہ و ثروت کرو فر

نظم اچھی ہے وہی جو ہومفید و مختصر

یہ نظم جلسہ افتتاح تعمیر مدرسہ نسوان گونڈ پور واقع دانبازی منقذہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی

آج کرتے ہیں ادا ہم شکر خالق بار بار  
صورت گل آج یک عالم شگفتہ طبع ہے  
آج ہر یک کی زبان ہے محبتیں و دعا  
جلوہ اس کا آج خالق نے ہمیں دکھلا دیا  
قصد ہے تعمیر ہواب مدرسہ نسوان کا  
ہیں فراہم آج کیسے کیسے علمائے زمن  
ایک سے ایک لائق و فائق یہاں موجود ہیں  
انکے ہاتھوں سے ہوا ہے یہ مبارک کام آج  
انجمن یہ خیر خواہ عام جس کا نام ہے  
انجمن کی کوشش و محنت کا ہے سارا طفیل  
کام ہے اتنا بڑا مقدار چندہ ہے قلیل  
مالدار و نیکو اپنی دیجے توفیق مدد  
خیر جاری جسکو کہتے ہیں وہی یہ کام ہے  
جیتے جی نیکی جو کچھ کرنا ہے کر لو دوستو  
کون ہے جو راہی ملک بقا ہوتا نہیں  
جیسا کہ کون کی تہیں تسلیم پر ہے التفات  
مرد و عورت گویا دو حصے ہیں یک انسان کے  
ایک حصے پر ہوں مائل چوڑ دین حصہ دگر  
یا اپنی انجمن کی دیجے ہمت بڑا

آج باغ آرزو میں آگئی فصل بہار  
بلبل دل کے ہیں نغمے آج بحید و شمار  
آج ہر دل شاہد مقصود سے ہے ہمکنار  
واسطے جسکے تہی و اہر وقت چشم انتظار  
سنگ بنیاد آج ہے رکھا گیا با صد وقار  
شہر کے موجود کیسے عہدگان ہیں نامدار  
ذی لیاقت ذی وجاہت ذی کرم ذی اقتدار  
باعث برکت ہے ہمکو موجب صدا و فختار  
خیر خواہی جسکی ہے کالٹشس فی نصف النہار  
انتظامی خوبیان جسکی ہیں ہر جا آشکار  
یا خدا تیرے بھروسے پر ہے سب دار و ملا  
ہو نظر انکی عنایت کی تو پھر بیڑا ہے پار  
اس سے بڑھ کر اور کیا دنیا میں ہوگی یادگار  
چند روزہ ہے یہ دنیا عمر ہے نا پائدار  
اس سفر کے واسطے تو شہ تو کچھ ہو برقرار  
لڑکیوں کے حال پر ہو جائیں یوں ہی نغمسار  
ہمکو دو نو پیر توجہ چاہئے لیل و نہار  
عقل اور انصاف ہیں خواہاں نہ اسکے زینہار  
عزم و استقلال میں رکھہ اسکو و اتم استوار

اسکو ہر ایک امر میں کر کامیاب و کامگار  
کس طرح مایوس ہو یہ انجن امیدوار  
مدرسہ کی ہکو دکھلا دے عمارت شاندار  
انجن ہے بس اسی مطلب کی تجہ سے خوشگوار  
از برائے مصطفیٰ ذآل و اصحاب کبار

اسکے سب دشواریوں کو کر دے آسان انجدا  
آیہ لا تقنطوا آئی ہے جب قرآن میں  
شادمان ہو دل خنک آنکھیں ہوں یا رب جل جلالہ  
انجن کا بس یہی مقصد ہے اے رب کریم  
انجن کی یہ دعا مقبول کر مقبول کر

نظم اپنی ختم کر اے بادشاہ خستہ جان  
کیا عجب گردے اثر تیرے سخن میں کر دگار

یہ نظم معطیان چندہ مدرسہ نسوان کے شکر یہ میں لکھی گئی جنھوں نے سالانہ جلسہ انجن خیر خواہ عام گوند پور واقع

والمبارکی منعقدہ ۳۱ جنوری ۱۹۱۵ء میں اپنا عطیہ دیا

اب تیری ترقی کا کدھر رہا ہوا سامان  
تو شل بیا بان تھا اب بنگلیا یکستان  
تو چوٹا سا چشمہ تھا اب بحر ہے بے پایان  
کسکو تھی خبر اسکی یوں سب ہیں تم سے خواہان  
ناگاہ خدا کا اب تجھ پر یہ ہوا احسان  
ہم کیا ہیں ہمارا ہے کیا حوصلہ کیا امکان  
یوں دست کرم سب کا کب ہوتا گہرا نشان  
حاصل ہوے دونوں ہی مقصود ہمیں یکسان  
چندہ کی رقم سب نے لکھی ہے بصدرا مان  
کیا کیا نہ جزا دیگا محشر میں تہمین یزدان  
شاہ اش و جزاک اللہ ہم کیوں نہ کہیں ہر آن  
تم قوم کے حامی ہو ہے تم پہ وطن ناز ان

اے واہ تیری قسمت اے مدرسہ نسوان  
بے جان تھا تو گویا اب جان پڑی تجہ میں  
تو نہا سا پودا تھا سبز شجر ہے اب  
معلوم تھا یہ کس کی یوں چندہ فزون ہو گا  
کوشش سے کسی کے یہ مقصد نہیں برآیا  
سب فضل اسی کا ہے سب کی عنایت ہے  
دیتا نہ اگر تیری الفت کو اگر دل میں  
تعمیر کی خواہش تھی سرمایہ کی حاجت تھی  
کس نیت خالص سے اور کیسے کھلے دل سے  
اے قوی جو افرود! اے قوم کے ہمدرد!  
اس دینی حمایت پر اس جرات و بہمت پر  
تم شرع کے مفتون ہو تم دین کے شہید ہو

مداح تمہاری ہے ہر وقت زبان سب کی مسرور موافق ہیں حیران مخالف ہیں	کیا شکر گزاری میں مصروف ہیں دل اور جان وہ انکے لئے زیبا یہ ان کے لئے شایان
---	---

کرتا ہے دعا ہر دم یہ بادشاہ عاصی  
یار بچے دنیا سے لیجائے با ایمان

## دیگر

کر شکر خدا ہر آن اسے مدرسہ نسوان نیر تیری قسمت کا کس اوج پہ ہے آیا تمہیں معطل تھی چند روز سے جو تیری ایک مرد خدا نے اب ذی جود و عطائے اب یس بعد اللطیف اسکا کیا نام ہے فرخندہ منظور کیا بنکر تمہیں کا ذمہ دار شباباش ہے بہت پر تحسین ہے جرات پر ممنون ہیں ہم اس کے مرہون ہیں ہم اس کے کیا کیا نہ جزا حق سے وہ روز جزا پائے ہم دروہے وہ تیرا غمخوار ہے وہ سچا	کیا تجھ پہ ہوا احسان لے مدرسہ نسوان عالم ہو نہ کیوں زخشان لے مدرسہ نسوان اب اسکا ہوا سامان لے مدرسہ نسوان مشکل کو کیا آسان لے مدرسہ نسوان کیا عمدہ ہے وہ انسان لے مدرسہ نسوان خالق ہو نہ کیوں شادان لے مدرسہ نسوان نکلا ہے تراران لے مدرسہ نسوان ہم اس کے دعا گو یان لے مدرسہ نسوان خوش ہو گا وہ بے پایان لے مدرسہ نسوان ہے تیرا محب ذیشان لے مدرسہ نسوان
---	--

یہ بادشاہ عاصی رکھتا ہے ولایتیری  
ہے دل سے ترا خواہان لے مدرسہ نسوان

یہ نظم مدرسہ مذکور کیلئے لکھی گئی اور مجلس تہذیب انعامات منعقدہ ۱۳ نومبر ۱۹۱۱ء میں ایک لڑکی نے پڑھی

ہر ایک دل کا پیارا یہ مدرسہ ہمارا دنیا کی خوبیوں کا عقبی کی لذتوں کا	آنکھوں کا اپنے تارا یہ مدرسہ ہمارا رستہ دکھانے ہارا یہ مدرسہ ہمارا
---	---

طلبہ ہیں ہم اسیکے شدید ہیں ہم اسیکے سنت ہے انجن کی شفقت ہے انجن کی تشریف لائے ہیں اب ذیجاہ بیسان سب انعام کا یہ جلکس شان سے منعقد ہے جز علم چیز کوئی دنیا میں کب ہے وچھی قائم رہے الہی دائم رہے الہی	ہم کو دیا سہارا یہ مدرسہ ہمارا ہے جس سے آشکارا یہ مدرسہ ہمارا ہے قابل نظارا یہ مدرسہ ہمارا دیکھو ذرا خدا را یہ مدرسہ ہمارا کرتا ہے یوں اشارہ یہ مدرسہ ہمارا یہ مدرسہ ہمارا یہ مدرسہ ہمارا
---	--

اے بادشاہ کیسی تم نے یہ نظم لکھی

منون ہے تمہارا یہ مدرسہ ہمارا

یہ مثنوی ترغیب چندہ مظلومان جنگ بلقان کیلئے ۱۹۱۳ء میں لکھی گئی۔

آج اے قوم کے بہائی بہنو سیکڑوں جام شہادت ہیں پئے سیکڑوں طفل ہوئے آہ یتیم زخم سے آہ سسکتا ہے کوئی بکیسی پر کوئی اپنے نالان کیا کہیں تم سے مصیبت انکی جان دینی ہے اگر تم کو محال نہ کریں ان سے اگر ہمدردی بہائیوں سے جو رہیں ہم انجان زخمیوں کے لئے تم چندہ دو	جنگ بلقان کا احوال سنو سیکڑوں زخمی و مجروح ہوئے جنگ غم سے یہ کلیچہ ہے دو نیم درو کے مارے تڑپتا ہے کوئی بہوک سے کوئی پریشان ہر آن قابل رحم ہے حالت انکی اس گران شئی کے عوض دیجے مال پھر سلمانی ہماری کیسی کیا ہیں ہم کیا ہے ہمارا ایمان بیوگون کے لئے تم چندہ دو
---	--

ہے دعا تجھے اے رب عزت

بادشاہ روم کے پائین نصرت

یہ غزل مشاعرہ و انبہاڑی کیلئے لکھی گئی اور رسالہ تعلیم و انبہاڑی میں شائع ہوئی

مصرع طح ابھی سوتے ہو کیا اٹھو کہ سورج شرق سے چمکا

ہمارا زخم دل ہرگز نہ ہوا شتاق مرہم کا  
تغیر ہے عجب اس عالم ہستی کے عالم کا  
مقابل انکے رتبہ ہے نہ کوثر کا نہ زمزم کا  
رہے کتک دونوں میں جوش تیرے خیر مقدم کا  
چمکا دٹھے جو سورج نام مٹ جاتا ہے شبنم کا  
ہر ایک مومن کا دل ممنون ہے سلطان المعظم کا  
فقط ہے زور کو علم کا دینار و درہم کا  
ابھی سوتے ہو کیا اٹھو کہ سورج شرق سے چمکا

چلے جگر ہمیشہ یوں ہی اسپر قوم کے غم کا  
نہ قائم ہے خوشی کوئی نہ دائم سلسلہ غم کا  
نجالت سے گناہوں کے جو نکلیں چشم سے آنسو  
کہ ہر ہے اتفاق قوم تو جلوہ دکھا اپنا  
ہے جس جا علم کا چرچا جہالت کب ہے باقی  
بنا کر کے جازی ریلوے ہم پر کیا احسان  
چایا شور ای بنگا لیو بے وجہ کیوں تم نے  
نہا یہ سچ محشر خفتگان قبر پر ہوگی

کر دیکھو فکر عقیقی بادشاہ غفلت نہیں اچھی

نہیں معلوم دم اس جسم میں مہمان ہے کس دم کا

یہ غزل بھی مشاعرہ مذکور کے لئے لکھی گئی

مصرع طح اُس کا سایہ جو گرے یوسف ثانی ہو جائے

کیا عجب ہے کہ دل سنگ بھی پانی ہو جائے  
و دونوں عالم میں سعادت کی نشانی ہو جائے  
درو اس کا نہو جس دل میں وہ فانی ہو جائے  
مثل تصویر کے حیران ابھی مانی ہو جائے  
قوی الفت کی اگر یوں ہی گرانی ہو جائے  
اب غم قوم میں کچھ اشک فثانی ہو جائے  
غیر کیا دوست بھی خود دشمن جانی ہو جائے

گریبان قوم کی پروردگہانی ہو جائے  
قوم کی ہم سے اگر نفع رسانی ہو جائے  
قوم کی دہن نہو جس سرین وہ سر ہو پا مال  
کھینچوں ای قوم تنزل کا جو تیرے نقشہ  
ہونگے ہم اور بھی عالم کی نگاہوں میں سبک  
شاعر و غم میں تبوں کے تو بہت ہی روئے  
وقت آجائے مصیبت کا اگر انسان پر



جلد اب جھل و تعصب کی روانی ہو جائے  
خافوا خوب تمہیں یاد دہانی ہو جائے  
میری پسری یہ فدا عہد جوانی ہو جائے

یکدمی کیجی ہمتی ہم میں ہو پیدا یا رب  
عاقلوں اطفائے تمکو سخن میں میرے  
طبع میں یوں ہی اگر ذوق سخن ہو باقی

بادشاہ قید ہے زندانِ الم میں لیکن  
اس کا سایہ جو گرے یوسف ثانی ہو جائے

مندرجہ ذیل غزلین قومی مشاعرہ اردو سوسائٹی مدرسہ کیلئے لکھی گئیں اور لکھ ترقی تجارت میں شائع ہوئیں

مصرع طرح جو مومن ہو گیا وہ دوسرے مومن کا بہائی بنے

ہماری قوم کی حالت پر غیر ملکی ہنسائی ہے  
جو مومن ہو گیا وہ دوسرے مومن کا بہائی ہے  
اور ہر جہل و تعصب سنگدستی ہے گدا آئی ہے  
سلف کے کارناموں کی عبث مدحت سرائی ہے  
ہماری قوم کی کیا حیثیت حق نے بنائی ہے  
بخاری ترمذی ہے ابن ماجہ ہے نسائی ہے  
زبانی یوں تو ہر ایک قوم کا اپنی خدائی ہے  
غلط ہے گریہ ہم سمجھیں کہ دونوں جن جلتی ہے  
جو نفع دین ہے دنیا کی خود ہمیں بہلاتی ہے  
یہی راہ بنی راہ رضا کے کبریائی ہے  
ضلالت کی یہ ٹپی ہمو شیطانی پڑائی ہے  
طفیل دین ہی دنیا نے یہ رنگت جمائی ہے  
برائی ہے برائی ہے برائی ہے برائی ہے

مروت ہے نہ سہمردی نہ آپس میں صفائی ہے  
اگر اتنا بھی سمجھیں ہر طرح اپنی بہلائی ہے  
اور علم و ہنر اور مال و زر ہے غیر قوموں میں  
خلاف کہلاتے ہیں لیکن سراسر ناخلف ہم ہیں  
نہ عزت کی تمنا ہے نہ ذلت کی ہے کچھ پروا  
ہنہن تسلیم مذہب پھر تباؤ کسی گنتی میں  
حمیت قوم کی گر ہے کرین کچھ کر کے دکھلائیں  
ہمیں دین اور دنیا گویا دونوں طفل تو ام ہیں  
ضرر دنیا کا اگر ہو دین کا اس کو ضرر سمجھو  
مسلمان ہے وہی جامع رہے جو دین و دنیا کا  
کروستہ دین کی پروا رہو بدست دنیا میں  
نہ ہوتا دین تو دنیا نہ باقی خلعت ہستی  
کرین گردین کو ہم ترک سمجھو سخت تر اس میں

نہ کیجیے بادشاہ تم قوم کے اصلاح کا دعویٰ

بڑی ہے بات چوڑا منہ یہ کیا جی میں سائی ہے

مصرع طرح ہم نے کیا ظلم کیا علم و ہنر چوڑ دیا

ہم نے کیا ظلم کیا علم و ہنر چوڑ دیا  
قوم کی ہم کو ترقی نے ادھر چوڑ دیا  
سنگریز و نکولیا لعل و گہر چوڑ دیا  
یا خدا ہم نے ہر یک غیر کا در چوڑ دیا  
بہائی کو بہائی پدر کو ہے پسر چوڑ دیا  
ہائے افسوس زبان نے بھی اثر چوڑ دیا  
واسطے اسکے دل و جان و جگر چوڑ دیا  
دل وہی عمدہ ہے جو فتنہ و شر چوڑ دیا  
مبتدا ہم نے لیا پاس خبر چوڑ دیا  
سخت خطرہ میں و عجبی کا سفر چوڑ دیا  
آگ کو سرد کیا ہم نے شر چوڑ دیا  
فائدہ کچھ نہیں گرفن سیر چوڑ دیا

مال و زر چوڑ دیا عز و قدر چوڑ دیا  
ہم نے خالق کا او و ہر خوف و خطر چوڑ دیا  
نیکیاں چوڑ کے ہم ہو گئے پابند گناہ  
جز ترے در کے ملا ہے نہ ملیگا کچھ بھی  
قومی الفت تو کجا خانگی الفت بھی نہیں  
راستی گم ہوئی جب اپنی زبان سے اسی قوم  
قومی الفت کو جہان چاہے وہاں رہنید و  
نیک اخلاق ہوں جس میں وہ اعلیٰ انسان  
مست دنیا میں رہے حشر سے غافل ہو کر  
مبتلا راحت دنیا میں ہوا جو انسان  
جہل جس دل سے ہے مفقود تعصب ہے وہاں  
لاکھ سیکھ کوئی دنیا کے علوم اور فنون

استعارہ ہے نہ تشبیہ سخن میں مطلق

باو شہ لطف سخن تم نے مگر چوڑ دیا

مصرع طرح ہے گہشااد بار کی چارون طرف چہائی ہوئی

ہے گہشااد بار کی چارون طرف چہائی ہوئی  
اور ترقی ہے او و ہر غیروں میں اترائی ہوئی  
ہم تماشا بن گئے خلقت تماشا تھی ہوئی  
قوم کے دل کی کلی ہے سخت مرجہائی ہوئی

مثل گیسو قوم کی قسمت ہے بل کہائی ہوئی  
ہے او و ہر قومی تنزل کی بلا آئی ہوئی  
رنگ یوں جہل و تعصب کا ہمارے بڑ لگیا  
ہے روان یوں بلغ عالم میں جہالت کا سموم

ہم میں جب نا اتفاقی ہے جگہ پائی ہوئی  
ہے طبیعت قومی ہمدردی سے گہرائی ہوئی  
بس ہے اتنی بھی اگر ہلکوشناسائی ہوئی  
خود نصیحت رہتی ہے اب ہم سے شرمائی ہوئی  
دل میں جب پیوست یا رب تیری یکتائی ہوئی  
فضل خالق کی اگر کچھ جلوہ آراتی ہوئی

دین و دنیا کے فوائد پائینگے کیا خاک ہم  
اپنے ذاتی کام سے حاصل جو اطمینان ہے  
قومیت کہتے ہیں کسکو قوم کا مفہوم کیا  
کہتے کہتے ناصحان قوم سارے تہک گئے  
ہیچ ہے میری نظر میں ماسوی اللہ کا وجود  
کامیابی ہلکوں ہر مقصد میں بالکل سہل ہے

قوم مانے یا نہ مانے ہے جزا نرد خدا  
بادوشہ بے سود کب یہ خامہ فرسائی ہوئی

مصرع طرح ”بسم کرتے کرتے زخم خندان ہوتے جاتے ہیں“

ہمیشہ آنہ غالب نفس و شیطان ہوتے جاتے ہیں  
تسزل میں ادھر غلطان مسلمان ہوتے جاتے ہیں  
ہماری آرزو میں یاس و حیران ہوتے جاتے ہیں  
ادھر مغلوبے عاجز اہل ایران ہوتے جاتے ہیں  
ہماری ذلت و خواری کے خلائ ہوتے جاتے ہیں  
جو تھے روباہ وہ شیرنستان ہوتے جاتے ہیں  
کئے سر لاکھ بھی ہم اور نشان ہوتے جاتے ہیں  
ہنرمین فن میں یکتا اہل چان ہوتے جاتے ہیں  
مثال آئینہ ہر وقت حیران ہوتے جاتے ہیں  
مثال غنیمت ہم سرور گریبان ہوتے جاتے ہیں

ترے احکام سے یا رب جو انجان ہوتے جاتے ہیں  
ترقی سے اودھر انبیا و شادان ہوتے جاتے ہیں  
نظر آتی نہیں ہے قوم کی اصلاح کی امید  
فریج والوں کا قبضہ ہے اودھر ملک ترکو پر  
خدا حافظ ہے سلامی ممالک کا کہ سب اعدا  
جو شیر نر تھے ان روزوں وہ گویا بنگئے روباہ  
عدو کی تیغ ہے گل گیر ہم ہیں شیع کے مانند  
ہو ہے رشک اب یورپ کو بھی انکی ترقی سے  
صفائی قوم کے وکین نہیں جب دیکھتے ہیں ہم  
چن میں سر بلندی شاخ گل کی جب نظر آتی

زمانے میں نہیں قدر سخن اے بادوشہ باقی  
عبث ہے ہم سخن پر اپنے مازان ہوتے جاتے ہیں

مصرع طرح ”یہ قوم کی حمایت و نصرت کا وقت ہے“

<p>بلقان کی جنگ ہوتی ہے جرأت کا وقت ہے وہ اور ہیں جو کہتے ہیں ذلت کا وقت ہے سمتی کا وقت ہے نہ کہاالت کا وقت ہے مارین تو غازی اور مرین تو شہید ہیں جنت یہ کہہ رہی ہے شہیدانِ مکر کے صد ہا یتیم و بیوہ ہیں مجروح سیکڑوں امداد غیر قوم سے ہو ہم رہیں خموش ترکی براوردنی نہ تاسید ہو جو آج چندہ جو ایک دینگے تو ستر کا ہے ثواب ترک اپنی جان دیتے ہیں ہم مال بھی نہ دین</p>	<p>یہ قوم کی حمایت و نصرت کا وقت ہے ہم تو بھی کھینگے سعادت کا وقت ہے چندہ کرو عطا یہی ہمت کا وقت ہے کیا اس سے بڑھ کے خوبی قیمت کا وقت ہے میں منتظر ہوں آؤ یہ راحت کا وقت ہے ترکوں پہ آہ کیسی مصیبت کا وقت ہے غیرت کا وقت ہے یہی عبرت کا وقت ہے فردا ہمارے واسطے حسرت کا وقت ہے حنات لوٹ لو یہ غنیمت کا وقت ہے راہِ خدا میں آہ یہ غفلت کا وقت ہے</p>
--	---

مکن نہیں ہے ضبط ہو اظہارِ درد و دل  
اے بادشاہ جوشِ طبیعت کا وقت ہے

مصرع طرح آسان نہیں مٹانا نام و نشان ہمارا“

<p>دشمن ہو لاکھ ہی تو اے آسمان ہمارا سچا ہمارا مذہب سچا بیان ہمارا ہم شرک کے ہیں دشمن تو حید پر ہیں قربان تر تپولی فتح گر ہو ایران بھی ہو سحر مست شراب و حدت کیونکر ذاب رہیں ہم صحرا کا ذرہ ذرہ گلشن کا پتا پتا جس خون کو بہا کر ہم سُرخ رو ہوئے تھے</p>	<p>آسان نہیں مٹانا نام و نشان ہمارا آسان نہیں مٹانا نام و نشان ہمارا آسان نہیں مٹانا نام و نشان ہمارا آسان نہیں مٹانا نام و نشان ہمارا ہے میکدہ ہمارا پر معنان ہمارا ہے ہمزبان ہمارا ہمدستان ہمارا ایک وہی رنگون میں ہے خون روان ہمارا</p>
--	--

<p>لیکرتو دیکھ لو اب تم امتحان ہمارا آزادی ہے ہماری امن و امان ہمارا ہندوستان کے ہم ہین ہندوستان ہمارا مغلوب ورنہ ہوتا سارا جہان ہمارا خود غرضیوں نے لوٹا ہے کاروان ہمارا افسوس ہے یہ کیسا خواب گران ہمارا مطلوب دل ہمارا مقصود جان ہمارا مرغوب شاعران ہو کیونکر بیان ہمارا</p>	<p>ہمت یہ کہہ رہی ہے جرات سنا رہی ہے تخت شہی پہ جب تک قائم ہے جابج پنجم ہم ہین نار سپر وہ بھی فدا ہے ہمیں اگلا وہ جوش قومی اس کے کہان ہمارا نا اتفاقیوں سے برباد ہو گئے ہم کہتے ہین ہم بہت کچھ کرتے ہین کچھ ہی اے قوم کی ترقی جزئیہ کر اور کیا ہے اغراق اور غلو اور جدت نہیں ہے اس میں</p>
---	--

قومی جو کچھ ہو خدمت اسی پادشہ غنیمت

تہمتا ہے کب سمند عمر روان ہمارا

صرع طرح یارب دل سلم کو وہ زندہ تمنا دے

<p>یارب دل سلم کو وہ زندہ تمنا دے یارب دل سلم کو وہ زندہ تمنا دے یارب دل سلم کو وہ زندہ تمنا دے یوسف کی طبیعت دے دل شل زنجار دے تیرا ہی بہر سو دے تیرا ہی سہارا دے جنت میں بھی بس ہکو تیرا ہی نظار دے پردہ جو دوئی کا ہے یارب یہ نکلوا دے لینا ہے جو کچھ لیلے دینا ہے جو دلوادے تو ابر کرم یارب اب زور سے برادے وہ کون ہے جز تیرے مقصود ہمارا دے</p>	<p>اعجاز سیحانی ہر رنگ میں دکھلا دے یہ مردہ دلی اپنی باقی نہ رہے ہر گز سب حرص و ہوا اپنے ہو جائیں فواج سے بازار میں دنیا کے یارب ترا سودا دے ہر کام میں ہر فن میں ہر بات میں ہر دل میں حور و ن سے نہ کچھ مطلب غلام کی نہ کچھ حاجت کثرت میں بھی وحدت کا دیکھینگے تا شاہم طاعت ہے ادھر ہم سے بخشش ہے اودھر تیرے قومی یہ چمن اپنا ہے خشک ہوا جا تا مانگین نہ اگر تجھ سے ہم کس سے بہلا مانگین</p>
--	---

سیری نہ ہو سیری شیرب کی زیارت سے پیارا وہ بنی تیر جس خاک پہ سوتا ہے دیوانے نہیں ہم جو مجنون سا بہ شک جائیں وین اپنا رہے حکم دنیا میں رہیں اچھے محرم ہیں سراسر ہم بندے ہیں مگر تیرے ہم خوار رہیں کبتک اس غارت منزل میں	یارب تو دوبارہ پھر وہ نعمت عظمیٰ دے مشت تن خاکی یہ اس خاک میں دفنا دے وان نجد کا صحرا تھا یا ان دشت مینہ دے توفیق ہی دے اچھی اخلاص بھی اچھا دے جز تیرے کدھر جائیں تو ہی ہمیں بتلا دے اگلا وہ عروج اپنا یارب ہمیں دلوا دے
--	---

ای یاد شمشہ عاصی حیرت کا ہے کیا موقع  
گر نخل سخن تیرا عمدہ کوئی ثمرہ دے

یہ نزل مشاعرہ حیدر آباد وکن کیلئے لکھی گئی جو حضرت فیض کی مزار مقدس پر منعقد ہوا تھا اور اخبار نجر وکن  
میں ۲ جولائی ۱۹۱۰ء میں شائع ہوئی تھی

مصرع طرح سیر جو ساحت دل میں ہے گلستان میں نہیں

نہبت مہر و محبت گل وریحان میں نہیں یکدلی کچھتی قوم سلمان میں نہیں جیسی چمپد گیان قوم کے دلین ہن نہان باپ کو بیٹے سے اور بہائی کو بہائی سے عناد نیر عقل کو خالق نے جو بخشا ہے فروغ قدر کب اہل وطن کی ہے وطن کے اندر چشمہ علم سے جو سیر میں وہ کہتے ہیں کفر جس جا ہے وہاں چل ہے کیسے مفقود سچ میں کہتا ہوں مرصیان فلاکت کیلئے مجھے معذور رکھیں باغ سخن کے گلچین	سیر جو ساحت دل میں ہے گلستان میں نہیں قوم کا درد بھی افسوس دل و جان میں نہیں سنبستان میں نہیں گیسو تجا ناں میں نہیں ہے جو اس درد کی حالت کسی دوران میں نہیں ماہ تابان میں نہیں مہر درخشان میں نہیں مصر میں رتبہ جو یوسف کا تھا کنعان میں نہیں ای خضر اسکا مزار چشمہ حیوان میں نہیں اور یہاں علم و ہنر صاحب ایمان میں نہیں جو اثر علم میں ہے وہ کسی درمان میں نہیں پھول گر کذب و غلو کے مرے دامن میں نہیں
--	---

بادشاہ ہے وہی فخر سلاطین و کن  
خوبیان کو نسی محبوب علی خان مین نہیں

## تہنیت و خیر مقدم حکام و بہر دان ملت و فیاضان قوم

یہ غزل شاعرہ مدراس کیلئے لکھی گئی اور گلدرستہ "خوشید مدراس" میں شائع ہوئی

مصرع طرح "حسنو خسرو عالی وقار قصیر جارج"

چمکتا یوں نہ مہ جون کا مقدر جارج  
تمام ہند میں چرچا یہی ہے گھر گھر جارج  
نہاں ہے یوں تری الفت دلو تکی اندر جارج  
تمام شاہوں سے بڑھ کر ہے تیرا نمبر جارج  
نہ کیوں کہیں تجھے ہم غیرت سکندر جارج  
ہوئی ہے تجھ سے یہ سبقت نہ ہے دلاور جارج  
ٹکیٹ و صبر ہو مدراسیوں کو کیونکر جارج  
دکھا نیگا جو ڈسمبر مین روئے اور جارج

نہ رکھتا افسر شاہی جو اپنے سر پر جارج  
ہوا ہے قیصر ہند و ستان مقرر جارج  
مزا تفریح گلوں مین ہے جس طرح نکبت  
کرم مین عدل مین دولت مین جاہ و حشمت مین  
ہر ایک دل ہے محبت کا تیرے آئینہ  
نہ آیا ہند میں اب تک کوئی شہ انگلنڈ  
شرف ہو دید کا غیر و نکو ہم رہیں محروم  
نہ کیوں ہو رشک ہر یک ماہ کو ڈسمبر پر

ہے بادشاہ کی دُعائا ابد رہے و شاد

حسنو خسرو عالی وقار قصیر جارج

یہ مثنوی جلسہ سالگرہ ہنر کلسنی لارڈ ہارڈنگ بہادر و لیرائے ہند کیلئے لکھی گئی جو اردو سوسائٹی کی  
طرف سے مطبع عجز و کن مدراس میں منعقد ہوا تھا

اہل جلسہ جمع ہیں کس شوق کس ارمان سے  
تم سنو رعبت سے لے میرے مہمان و یوتار  
دل مین ہم سب کے بانی کیا انھوں نے اپنی جائے

آج یہ جلسہ ہوا ہے منعقد کس شان سے  
جو غرض جلسہ کی ہے کرتا ہوں تم پر آشکار  
لارڈ ہارڈنگ ہیں ہمارے ہند کے جو دیسار

قدر و عزت انکو ہر کیشان و شوکت انکو ہے  
اپنی وہ ہر دلعزیزی کا مزا لیتے ہیں خوب  
ہم رعایا کیلئے کیا کیا مسرت کا ہے روز  
اس خوشی کے ضمن میں حاصل ہوئی دیگر خوشی  
فضل سے اپنے خدانے لے لیا انکو بچا  
حظ وافر پاؤ گے اے سائیں نکتہ دان  
یہ خوشی گویا شجر ہے وہ خوشی مثل ثمر  
یہ خوشی یک حاشیہ ہے وہ خوشی گویا متن  
ہر منجم بول اوٹھے سعدین اکبر ہے یہی  
دل سے ہم سب کے نکلتی ہے ہمیشہ یہ دعا  
حفظ خالق میں رہیں ہر دم ہمارے و سیرائے  
ہم ہیں مدح لار و صاحب میں یہاں رطب اللسان

ہر مجبئی بتا رہا ہے کہ کیا نیا ہے  
خواتین میں انکی بہرہ ہے وصف تالیف قلوب  
جون کی یہ بیویں انکی ولادت کا ہے روز  
ہم مناسبتے ہیں اسی کی آج یہ کیسر خوشی  
بمب جو بچہ نکلا تھا دہلی میں عدو نے بر ملا  
تم سے ان دونوں خوشی کا آج کرتا ہوں بیانا  
یہ خوشی مثل مدف ہے وہ خوشی مثل گھسہ  
وہ خوشی مانند جان ہے یہ خوشی مثل بدن  
مثل زہرہ یہ خوشی ہے وہ خوشی ہے شتری  
اجتماع و نون خوشی کا خوب دیتا ہے مزا  
خوش رہیں خرم رہیں دایم ہمارے و سیرائے  
ہوتی ہے اطفال کو تقسیم شیرینی و دان

نظم اپنی ختم کروے اور کھائی بادشاہ  
جان و دل سے دولت برائے کا ہوں میں خیر خواہ

یہ نظم حضرت مولانا مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب چشتی قادری پہلوانی کے جلسہ و عظیمین انکے خیر مقدم  
میں مقام ٹون ہال مدراس بتاریخ ۲۵ دسمبر ۱۹۱۲ء پڑھی گئی۔

علامہ دین مشہور دوران تشریف لائے ہیں شہ سلیمان  
کیونکہ نہ ہوں تمہمت پہ نازان تشریف لائے ہیں سلیمان  
کس کا نہیں لے سروساوا تشریف لائے ہیں شہ سلیمان  
ہو گئے شکستہ اپنے دل و جان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان  
بیجا ہے یہی نعمت کا کفر ان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان

مردہ ہو نکلا اے اہل ایمان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان  
ہے دہوم سا ہمدستان میں کیا کچھ اٹھے انکے بیان میں  
مدت ہو کتنی تھکائی اب رزویہ نکلی ہماری  
گل محفلت کے ہم ایسے لینے و امان مقصد پنا بھر گئے  
آئی ہے گویا رحمت خدا کی نامل ہے ہر بہرمت خلکی



تشنہ ہیں ہم یہ ہیں آجیوں تشریف لائے ہیں شہ سلیمان  
ہم ہیں صدف یہ ہیں اربنیا تشریف لائے ہیں شہ سلیمان  
تہمتے نہیں ہیں اب شوق واران تشریف لائے ہیں شہ سلیمان  
جاری ہے انکاریلے فیضان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان  
قابو نہ ایسا کہو میں مسلمان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان

ہم خوشہ چین یہ گویا ہیں خنیں پروانے ہم ہیں شمع روشن  
گرد و ہن ہم اسکے دواہن گریاں ہیں ہم یہ مدعا ہیں  
طاہر کریں کیا جوش عقیدت پورا ہو ہم سے کب حق خد  
راہ خدا کے رہبری ہیں علمائے دین کے افسیر ہی ہیں  
خافل گرانے رہ جائینگے ہم بچائینگے ہم بچائینگے ہم

توصیف کا حق کیونکر ادا ہو اسی بادشہ کیا طاقت ہے جہکھو  
لاؤن کہاں سے الفاظ شایان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان

یہ سنو جلسہ الوداعی جناب سید جلال الدین صاحب افندی کیلئے لکھی گئی جو سجادہ درگاہ بغداد کے پوتے ہیں

منع برکات ہے کیا آپ کی فرخندہ ذات  
سکشف اعزاز ہیں سارے جہان پر آپ کے  
بیگمان اولاد میں محبوب جانی کے ہو  
آپ کے عز و شرف کا کون اب قائل نہیں  
گردنیں کل اولیا کی جس کے تہہ زیر قدم  
اولیامین اس طرح ہے مرتبہ محبوب کا  
آپ کے دام محبت نے کیا ہلکوا سیر  
نام ہے عبدالعزیز بادشہ عالی وقار  
کیسے فائق میزبان ہیں کیسے لائق میہان  
میہان خود میزبان کے بیج خوان ہیں بار بار  
کیسی عزت گویا ہلکویک بڑی دولت ملی  
شمع چبطرح رہتا ہے پتنگوں کا بھوم  
آپ کے پند و مواعظ سے نہ کچھ سیری ہو

اے جلال الدین افندی مرشد والا صفات  
ناز کرتی ہے سیادت خاندان پر آپ کے  
آپ محزن دہرین فیضان روحانی کے ہو  
روضہ محبوب کے ہو آپ سجادہ نشین  
حضرت محبوب جانی ولی مختشم  
انبیاء میں ہیں معظم جبطرح ضیہ الوری  
ای جلال الدین افندی مرشد روشن ضمیر  
بین سفرو دولت عثمانیہ جو نامدار  
آپ ہیں مہمان انکے وہ تمہارے میزبان  
میزبان کو اپنے مہمان پر ہے ہر دم افتخار  
پوچھنا کیا آپ کے آنے سے جو عزت ملی  
معتقد لوگوں کی در پر آپ کے رہتی ہے دہوم  
حیف ہے مدت اقامت کی بہت ہی کم رہی

<p>کیا گلہ اسکا اگر مقصد نہیں پورا ہوا          کون وہ مقصود علی خان؟ واعظ شیریں بیان          ہر سخن مقصود علی خان کا ہے بیشک پر اثر          ای جمال آئین افندی ای معارف و شگاہ          بلدہ مدراس سے ہے کل جو رخصت آپ کی          آہ! کس دن پھر زیارت آپ کی پائینگے ہم          آہ! کیونکر دور ہو گا دل سے یہ درد و فراق</p>	<p>ہم کو جو مقصود تھا مقصود علی خان سے ملا          آپ کے ہمراہ جو تشریف لائے ہیں یہاں          کیا عجب پہنچیں اگر ہم منزل مقصود پر          کیجے ہم مدراسیوں پر لطف کی اپنی نگاہ          آہ! کیا کیا رنج دیگی ہم کو فرقت آپ کی          آہ! کیونکر اس دل مضطرب کو سمجھا سینگے ہم          آہ! کیونکر ضبط ہو گا اپنا جوش اشتیاق</p>
--	--

تاکجا ای بادشاہ خستہ جان طول کلام  
 نظم کو تم اپنے پنا دو لباس اختتام

یہ نظم جناب مولانا الحاج مولوی غلام محمد صاحب شملوی کی مدحت میں محفل و عظم مسجد سیمینان کوچہ آندر سن  
 مدراس میں پڑھی گئی

<p>ادج پر آئے نہ کیونکر عروشان شملوی          بڑ گئے اب بڑ گئے ہیں دوستان شملوی          آؤ آؤ تم ای مشتاقان قرآن و حدیث          خوان نعمت کیا نصائح کا چنا ہے بزم میں          گو ہر مقصود سے بھر لیجئے دامان دل          ایسا عالم ایسا واعظ ایسا حقگو دیندار          آئینہ سے دیکھیں کب ہو کب عین اسکا بیان          بلبلان میں جس طرح مفتون گلہائے چمن          سب کرین پابندی حکم خدا حکم رسول          جو خریدار آیا وہ جاتا نہیں خالی کبھی</p>	<p>جب خدا سے پاک خود ہے مہربان شملوی          آج ہے مدراس سارا قدردان شملوی          لوٹ لو اب لوٹ لو لطف بیان شملوی          ہم ہیں سارے آج گویا میہمان شملوی          کیا کشادہ ہے زبان دریشان شملوی          ہم کو بتلا دے بہلا کوئی بسان شملوی          واقعی معذوہ ہیں ناواقفان شملوی          یوں ہیں وعظ شملوی پر شائقان شملوی          فی الحقیقت ہے یہ مقصود بیان شملوی          خوب جنس و عطر کی ہے یہ دوکان شملوی</p>
---	--

وصف ہے علامتے دین کا باعث اجر و ثواب  
بادشاہ دل سے نہ کیوں ہو مدح خوان شملوی

یہ نظم جلسہ خیر مقدم جناب ڈاکٹر محمد حسین صاحب بہادر یو لپسی جنگ بلقان مدراس کے لئے لکھی  
منعقدہ ۲۲ مارچ ۱۹۱۲ء عیسوی

<p>مرحبا ہن قوم کے یہ کیسے پیارے ڈاکٹر کیا دشمنان نام نامی ہے محمد اور حسین کیون نہ نظارہ تمہارا باعث فرحت ہو آج کون ہے وہ خدمت قومی کا جو قائل نہیں بگڑے کاموں کو تمہارے حق سنواریگا یقین تم نے وہ کار نمایاں جنگ بلقان میں کئے ہل جلسہ یون تمہاری دید کے مشتاق ہیں ہن غریق بحر الفت تم ہمارے قوم کے کیون نہ پیش اپنا کروں تحفہ مبارکباد کا</p>	<p>آج استنبول سے آئے ہمارے ڈاکٹر فن طب کے چرخ پر تم ہو ستارے ڈاکٹر تم نے دیکھے ہیں بہت جنگی نظامے ڈاکٹر جان و دل سے ہم ہیں سب منون تمہارے ڈاکٹر جیسے تم بگڑے مریضوں کو سنواریے ڈاکٹر آفرین کرنے لگے ترکوں کے سارے ڈاکٹر چو طرف انگلی سے کرتے ہیں اشارے ڈاکٹر قوم ہوگی کس طرح تم سے کنارے ڈاکٹر قومی عزت کے بے ہو تم سہارے ڈاکٹر</p>
--	---

بادشاہ کے لب پہ مصرع آ رہا ہے بار بار  
آئے استنبول سے واپس ہمارے ڈاکٹر

یہ نظم یورپ میں اشاعت اسلام کی کامیابی پر لکھی گئی مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۱۲ء

<p>یورپ کو جا کے پھنچا قومی مشن ہمارا سچا خدا ہمارا سچے حدیث و قرآن اسلام کیون نہ لائے ذی علم لارڈ ہڈلے ہڈلے پر منحصر کیا کوشش اگر ہو پوری تینوں کے نوک سے ہم جو کام لے رہے تھے</p>	<p>اخیار پر اثر کیا ڈالالہ سخن ہمارا سچا ہے وہ رسول آخر زمن ہمارا خوش آیا ہر عقیدہ اور ہر چین ہمارا مذہب قبول لینگے کل مرد و زن ہمارا وہ کام کر رہے ہیں اب علم و فن ہمارا</p>
---	---

<p>نا اتفاقوں نے دولت ہماری کہوئی اب بھی اگر ہم اپنی غفلت سے باز آئیں کرتے ہیں جب اشاعت توحید حق کی دائم</p>	<p>نا چاقیوں نے لوٹا سارا چن ہمارا اعزاز پھر وہی ہو جلوہ فگن ہمارا ہم پر کرم کریگا وہ ذوالمنن ہمارا</p>
<p>مداح بادشاہ کی کس طرح قوم ہوگی شکوہ میں اس کے واسے ہر دم دہن ہمارا</p>	
<p>یہ نظم بروقت تشریف آوری جناب رچرڈ صاحب بہادر کلکٹر ضلع شمالی آرکٹ انجمن خیر خواہان گویند پور واقع دانبائی کے مکان میں بتاریخ ۱۳ نومبر ۱۹۱۲ء چھپڑی گئی</p>	
<p>آیا ہے کیا معزز اب حکمران ہمارا نامی رچرڈ صاحب ذی عز و ذی وجاہت قسمت چمک اٹھی اس ناہیز انجمن کی برٹش سے باوفا ہیں جتنے کہ ہیں سلمان انگلنڈ و ترک میں اسے جنگ پولیٹکل</p>	<p>سرور جان ہے اپنی دل شادمان ہمارا ہے قدردان ہمارا اور مہربان ہمارا ہوگا بلند تر اب نام و نشان ہمارا ثابت قدم و غامین ہے جاودان ہمارا نذیب ہے کیا تعلق یہ ہے گمان ہمارا</p>
<p>اب جارج امپریہ یار رہے سلامت اسکا کرم ہمیشہ ہوتا ہے ہمارا</p>	
<p>اس شہنوی میں جناب بانگی صاحبو صاحب بہادر چیرمین و انباری میونسپلٹی کی تہنیت انجمن مذکور کے طرف سے ادا کی گئی ہے بتاریخ ۱۲ دسمبر ۱۹۱۲ء</p>	
<p>شکر ہے صد شکر اسے پروردگار تو نہ کرتا ہم پر گرفت و کرم بانگی صاحبو ہمارے ہموطن جہدہ یہ سرکار سے انکو ملا خبرہ میں فہم میں کیتا ہیں وہ</p>	<p>نیرے احسانات کا کب ہو شمار کامرانی کس طرح پاتے تھے ہم ہیں میونسپلٹی کے چیرمین استحقاق کے تھے وہ بالکل سجا عقل میں دانش میں بے ہمتا ہیں وہ</p>

منعقد اس واسطے ہم نے کیا  
قدریوں کرتے ہیں اپنی قوم کی  
گویا سارے قوم کو ہے افتخار  
صحت و آرام سے ہر صبح و شام  
جس سے سرکار و رعایا خوش رہیں

آج یہ جلب مبارک باد کا  
جان لین تا شہر کے سپہروسی  
قوم کا ایک فرد جب پاوے وقار  
بانگی صاحبزادہ ہن یا رب مدام  
حکمت علی بھی وہ ایسی کرین

ختم کراپنا سخن اے بادشاہ  
تو ہے جان انجن اے بادشاہ

اس نظم میں خان بہادر جناب ملنگ حیات بادشاہ صاحب بہادر کا سپاس نامہ انجن مذکور کے طرف  
اد کیا گیا ہے بتاریخ، رجولائی ۱۹۱۵ء

باعث افتخار ہو تم اے حیات بادشاہ  
اور نکو شعار ہو تم اے حیات بادشاہ  
قوم کے غمگسار ہو تم اے حیات بادشاہ  
اسکے ہی ساز و بار ہو تم اے حیات بادشاہ  
گو ہر شاہوار ہو تم اے حیات بادشاہ  
رحمت کردگار ہو تم اے حیات بادشاہ  
وہ گل نو بہار ہو تم اے حیات بادشاہ  
خلق میں نا مدار ہو تم اے حیات بادشاہ

تاجر ذی وقار ہو تم اے حیات بادشاہ  
نیک صفات نیک دل نیک مزاج نیک خو  
قوم کی خدمتیں ادا تم نے کئے ہیں بحساب  
خان بہادری خطاب تکو ملا بجا ملا  
شک نہیں اس میں کچھ ذرا بجر عطا وجود کے  
جود و عطا کو دیکھ کر کہتے ہیں خادمان قوم  
رنگ سے بو سے جکے ہے تازہ ہر یک دل و داغ  
صدق سے تہنیت ادا کرتی ہے آج انجن

وصف ہو کس طرح رسم خانہ بادشاہ سے  
لائق و شاندار ہو تم اے حیات بادشاہ

یہ نظم تہنیت تولد فرزند جناب امین الدین صاحب بہادر ساکن و انبازری کیلئے حسب فرمائش  
اراکین انجمن خیر خواہ عام گویند پور واقع و انبازری ۱۳۲۶ھ میں لکھی گئی

کیا کریں ہم شکر اے پروردگار  
 قاضی الحاجات تیرا نام ہے  
 ہر گل مقصد شگفتہ تجھ سے ہے  
 کس طرح سرسبز ہو گشت امید  
 تو ہی دیتا ہے ہر یک ولین سرور  
 دل ہمارا تیری قدرت پر فدا  
 ہر بن موہوا اگر شکل زبان  
 باوجود اسکے ترے الطاف کا  
 انجن کے ایک عمن ذی کرم  
 ئی آئین الدین صاحب جگنا نام  
 انکے گہرین اندون یک نور عین  
 لطف حق سے آج برآئی امید  
 شاد بن حشاش بن بشاش بن  
 تہنیت خوان ہے کوئی با صد قل  
 انجن نے از برائے تہنیت  
 کیوں نہ رسم تہنیت لائین بجا  
 اس پسر کے عمر اور اقبال میں  
 دور رکھ اس سے زہر مصطفیٰ  
 یوں ہی رکھہ مدوح کو یارب مدام  
 خوبیان دونوں جہان کی کر عطا  
 قطعہ تاریخ لکبکر ذیل میں

ہم پہن افضال تیرے بشمار  
 تجھ سے ہے محروم کب امیدوار  
 باغ دل کو کی عطا تو نے بہار  
 گر نہ ہو تیری عنایت آبیار  
 لطف پر تیرے خوشی کا انحصار  
 جان ہماری تیری صنعت پر شمار  
 ہر زبان سے لفظ نکلیں صد ہزار  
 شکر یک شہ نہ ہو گا زینہار  
 نیکو والا گہر عالی وقار  
 جکی ہے شہرت ہر یک شہر و دیار  
 ہو گیا پید بفضل کردگار  
 آرزو نکلی ہے بعد انتظار  
 سارے خویش واقربا و دستار  
 کوئی دیتا ہے دُعایے اختیار  
 منعقد جلسہ کیا یہ زیب دار  
 ممبران انجن با صد وقار  
 دے ترقی یا خدا سیل و نہار  
 سارے آفات و بلائے روزگار  
 کامیاب و کامران و کامگار  
 خدمت قومی بنے اسکا شعار  
 نظم کو اپنی کرمین اختصار

گر قبول فتد زبے لطف و کرم

بادوشہ کے ہے زبان پر بار بار

یہ نظم تہنیت کتھڑائی پٹیل احمد حسین صاحب ولد جناب پٹیل حاجی عبدالرحمن ممتاز حرم متوطن پٹیکندہ کیلئے لکھی گئی

ہم سے کیا ہو محمد رب ذوالجلال  
قائم و باقی مقدس اسکی ذات  
کس طرح حادثہ سے ہو محمد قدیم  
نعت احمد محمد سے کچھ کم نہیں  
رتبہ کیا پایا ہے وہ معراج میں  
کیون نہ بھیجیں سپہ صلوٰۃ و سلام  
منعقد کیا آج ہزم عقد ہے  
یعنی اب نوشہ ہوا احمد حسین  
حاجی صاحب گو نہیں زندہ یہاں  
عم نوشہ ہیں پٹیل عبدالرزاق  
کیسی یہ نسبت ہے باہم خود ہتر  
اے زہے روز سعید و وقت نیک  
ہر طرف ہے بھیت و فرح و نشاط  
نام ہے جن کا محمد اور حسین  
اہتمام و انتظام انکا ہے سب  
کیسے کیسے لوگ اس محل میں ہیں  
ان میں ہے ہر فرد فرد بے نظیر  
رونق شرع پیسیر ہیں یہی

خامد ہے عاجز تو قاصر ہے مقال  
ہم ہیں غانی ہمارے نقص و زوال  
مادح واجب ہو ممکن کیا مجال  
اسکا دعویٰ بھی بشر سے ہے محال  
عرش اعظم جس کے تھا زیرِ فعال  
و مہدم ہر روز و شب ہر راہ و سال  
پٹیکندہ میں بصد جاہ و جلال  
ابن حاجی عبد رحمن خوش خصال  
خویشان زندہ ہیں انکی بے مثال  
ہیں پدر و بہن کے وہ نیکو خصال  
اور کیا فرط محبت پر ہے وال  
اے خوشا ایام فرحت اشتمال  
کس کے دل پر آج ہے رنج و ملال  
ہیں انھی نوشاہ کے فرخندہ خال  
ہیں معظم سب میں وہ بے قیل و قال  
عالمان دین مشائخ با کمال  
ذکر حق سے جکی ہے عظمت بحال  
واجب استعظیم ہیں بے احتمال

<p>انکی صحبت خیر و برکت کا مال عاجز اندھے ہمارا یہ سوال شادمان رکھے انکو با اولاد و مال تو بچائے انکو یا رب بال بال ہوں تروتازہ یہ دونوں نونہال</p>	<p>انکی عزت گویا عودت دین کی یا الہی یہ دعا مقبول کر دولہ دولہن میں دے الفت فزون ریخ سے آزار سے آفات سے تیرے ہی ابرکرم کے فیض سے</p>
<p>بادشاہ ختم کر اپنا سخن خوب لکھی نظم تو نے حسب حال</p>	
<p>یہ نظم تہنیت کھڈائی جناب علی محمد صاحب سعید ساکن مینہور ضلع جنوبی آرکٹھ کیلئے لکھی گئی</p>	
<p>علی محمد سعید تھکویہ عقد و نواہ ہو مبارک زبان پر سون کے ہی یہی ہے حیش ہوا پر سو مبارک تجہ مبارک ہو گل کا سہل تجہ یہ بلبوس نو مبارک کہہ ہو کافی ترائفا ہے ہو مہر تابان کو ضو مبارک کوئی یہ رند و نسے جاگے کہدو نہیں کو جام و سو مبارک ہے تیری دلجوئی انکو سعید ہو انکو یہ جستجو مبارک شفیق و بہر دہن وہ سب کے نہیں تواضع کی ہو مبارک ہمیشہ تھکویہ سلامت یہ تجھ کو ہو موبو مبارک</p>	<p>بہار گلزار کو مبارک گلگون کو پورنگ و لو مبارک نیم فرحت کی چل رہی ہے کلی ہر کیہ لکی کھل گئی ہے خوشی کی ہے آج دہوم پر ہر کیہ لب پر ہے ذکر تیرا سکان کی رفعت ہی خوشی ہے فلک کی فعت سے کام کیا ترے محبت کی می ہر خوش تر بھر اس سے دل و نساغر خسرین تیر علام احمد مکرم و محترم محبت بزرگ ناما ہین خوب تیر جنہین محمد تقی ہین کہتے یہ سن صورت یسین تیر یہ زیب زینت یہ قدر و عجب</p>
<p>عروس نوشہ کو روزا و شب رکھا ہے حفظ و امان میں یاد صدایا تی ہے بادشاہ تمہاری یہ آرزو مبارک</p>	
<p>معروضات رعایا بہ حکام وقت</p>	
<p>یہ نظم جلسہ عام اہل اسلام کے لئے لکھی گئی جو بندہ جدہ اود شیوع پر انالی کی گولہ باری کے دفعے کے لئے</p>	



برطانیہ کلان کو ایک عرضداشت کرنے احاطہ مسجد الاحبابی ترکھڑی مدرسہ میں منعقد ہوا تھا

مگر دینی محبت سب میں ہے اعلیٰ و افضل تر  
کہ جیسے سامنے خورشید کے یک ذرہ کمتر  
خذف پارہ پہلا کس طرح ہو گا ہم سرگور  
متاع جان و دل فرزند وزن اور سارا مال و زر  
کہہ ہی اس کو نہیں ہے جامعہ انسانیت خوشتر  
عمل خود کر کے دکھلا دین یہی ہے دین کا جوہر  
نہیں واقف پہلا وہ کونسا مومن ہے دین پر  
ہے یک تازہ خبر شگفت اکون این گل و گل  
ذلاب ساتوین فیروزی کا دیکھتے پیچہ  
رہیں خاموش کیوں ہم سے پہلایہ ہو سکے کیونکر  
کرین مآد ادخواہی دولت برش سب ملکر  
بینگی کیون نہ ایسے وقت میں وہ حامی و یاور  
رعایا پر ہی یون رحم و کرم اس کو ہے لازم تر  
خداستجا ہمارا اور استجا اپنا پیغمبر  
رہیں اخوان ترپوکی سے یون انجان سراسر  
دریغ ہم کو او ہر تائید مالی سے رہے کیونکر  
تمہیں مد نظر ہے گرضائے خالق اکبر

محبت کے بہت اقسام ہیں اس دہر کے اندر  
ہے یون دنیاوی الفت روبرو دینی محبت کے  
اہم ہیں خار و گل لیکن بڑا ہے فرق دونوں  
محبت دین کی ایسی ہے جس پر ہم کرین قربان  
نہ ہو جس شخص کے ولین محبت دین کی کچھ بھی  
ربانی دین کا دعویٰ نہیں ہے قابل وقعت  
پہڑی ہے جنگ ترپوکی میں جو ترک اٹالی کی  
نظام اٹلی والوں کے ہمیشہ یون تو سستے تھے  
ارادہ جتہ و متبوع پر ہے گولہ باری کا  
چڑنائی تیرب و بطحا پہ گویا ہو نیوالی ہے  
اسی کے واسطے یہ منعقد ہے آج کا جلسہ  
ہم اپنے دولت برش سے یہ امید رکھتے ہیں  
رعایا کو ہے اسکی خیر خواہی جس طرح منظور  
ہمارا دین استجا ہے ہمارا جوش استجا ہے  
ہم ایسے دین کے پیرو ہیں لیکن تعجب ہے  
مصیبت پائین خون اپنا بہائیں وہ رہ حق بین  
خوشی سے شوق سے اے مومنو چندہ عطا کیجیے

دعا ہے بادشاہ کی فتح دے سلطان کو یارب

رہیں پامال و غارت دشمنان دین سراسر

یہ نظم اس جلسہ عام اہل اسلام مدرسہ میں پڑھی گئی جبکہ میونسپالٹی کی طرف سے شہر کے

قبرستانوں کو سدود کرنے کا حکم نافذ ہوا تھا

آج ہوی منعقد بزم یہ کیا شاندار  
کچھ نہیں ذاتی غرض کچھ نہیں شخصی مفاد  
شکر ہے تابع ہیں ہم ایسی گورنمنٹ کے  
مذہب و ملت کا ہے جسکو زیادہ لحاظ  
سارے مذاہب کا حق جسکی نظر میں ہے ایک  
سچ تو یہ ہے دہر میں ہم ہیں بڑے خوش نصیب  
ایسے نکو ذات کے کیون نہوں ممنون ہم  
بہر زمین قبور اور پئے مر و گان  
اس سے پریشان اب فرقہ اسلام ہے  
مذہبی احکام میں اس سے بڑا ہرج ہے  
ہوتی اگر آگہی پہلے ہی سرکار کو  
شفقانہ یہی عرض ہماری ہے آج  
مالک و حاکم ہیں آپ آپ کے محکوم ہم  
لیک گزارش ہے یہ کیسے ہی احکام ہوں  
سچ ہے بغیر از طلب کچھ نہ کسی کو ملا  
خلف یہ ہر چند ہے مان کی محبت فزون  
بسکی غنچو لکی ہے وجہ و رود صبا  
کیجئے سدود اب آپ ان ابواب کو  
آپکے اقبال کا کہ کو نہیں اعتراف  
نظم میں کیا کیجئے شرح ان ابواب کی

جمع ہیں سب اہل دین صاحب عرو و وقار  
مذہبی تائید ہے دین کے ہیں غمگسار  
مذہبی آزادیاں جس سے ملین بے شمار  
جسکو کسی دین میں دخل نہیں زینہا ر  
عدل ہے جسکا عیان صورت شمس النہار  
اس سے آرام سے سب ہیں صغار و کبار  
ایسی حکومت پہ ہم کیوں نکرین افتخار  
چند قواعد ہوئے اندون جو آشکار  
طبع کو ہر فرد کے سخت ہے یہ ناگوار  
فتوہ علماء کو تم دیکھئے تفصیل وار  
ایسے قواعد کو وہ لاقی نہ بروئے کار  
خدمت سرکار میں باادب و انکسار  
آپ جو چاہیں کریں آپ کو ہے اختیار  
صد مہ نہ مذہب کو ہو خوش رہے ہر دیندار  
پائینگے مقصود کیا اگر نہ ہوں ہم خواستگار  
روئے نہ جب تک کہ وہ شیر نہ دے زینہا ر  
تڑپے نہ گر عنذلیب آئینگی کیون فکر بہار  
خواہش دل ہے یہی ہے یہی مقصود کار  
کون نہیں آپ کا دل سے اطاعت شعار  
کہہ چکے اصحاب سب ایک سے یک نامدار

مقصد جلسه حصول کیون نه هو ای بادشاه  
رکھتی ہے وسعت بہت رحمت پروردگار

## کلام فارسی

غزلیات

این غزل بجا ب غزل شیخ غلام قادر صاحب گرامی شاعر خاص اعلیٰ حضرت نظام دکن نوشته بود

<p>جوش موسم گل است زورشاد ماینہا است عطر بیز شد دماغ دل شدہ است باغ باغ قاتل است بے خطا خنجر است بیگناہ چون نظر کند ترا خضر ہم دہر صدا بین بھد عارضم باز یہائے طفل شک ابر را ز گریہ ام تاب ہمسری کجا عرض مدعائے وصل پیش تو کم چنان غیر وصف زلف و خال نیت در دم خیال مین جذبہ دل است برورت رسیدہ ام خوگر غم و الم شد چنین لمبیعہ ستم</p>	<p>مژدہ بہر بلبلان وقت نعمتہ خوانیہا است اسے دہان یار من اینچہ گل فشانیہا است باعث خجالتم حیف سخت جانیہا است مردم بعشق تو بہر زندگانیہا است پیر از نعمت شدم عشق در جویہا است برق راز آہ من شوق بہ خانہا است بر لبم حجاب را کارہ پاسبانیہا است اینچہ موش گانیہا است اینچہ نکتہ دانیہا است فرش را گشتہ ام فیض نا تو انتہا است آنجہ می کنی ستم عین مہرانیہا است</p>
---	--

دیدنی است بادشاه آب گوہر سخن

بحر طبع موجزن خامہ در روانیہا است

<p>چشم مشتاق لقائے دیگر است عشق بازان راقبائے دیگر است درد من وقف دولے دیگر است</p>	<p>در سرم اکنون ہوائے دیگر است پارہ شد گر جائے بسم چہ پاک تو مرا معذور دارے چارہ ساز</p>
---	--

<p>نیست کارے از ضیائے ہر ماہ دلربایان جهان چہ بیکر نیند مطربا اورا چہ ساز و سوز و ساز خوش چنان آید گل و گلشن مرا من نمی خواہم صلہ از خاص و عام</p>	<p>آنکہ می جویم ضیائے دیگر است در خیالم دلربائے دیگر است آنکہ شیدائے نوائے دیگر است عذیب دل فدائے دیگر است بہر اشعارم عطائے دیگر است</p>
<p>دیگر است لے باد شمشاد رنگ سخن طبع را جوش و لائے دیگر است</p>	
<p>این غزل حسب فرمائش جناب یوسف حاجی اللہ رکہا سیٹھ مدرسی نوشہ بود</p>	
<p>مصرع طرح "بقامت خون عالم بختی پوشیدہ پوشیدہ"</p>	
<p>تم از تیغ جانان گر چہ شد غلطیدہ غلطیدہ بیائی تو بدست و پا خانا مالیدہ مالیدہ نوازش بر رقیبم می کنی طلبیدہ طلبیدہ ہمہ موزون طبائع غرق بحر حیرت اندا کنون خمیدہ سوئے گوش تو نہ بے وجہ است این گیسو بذکر رخ دم تحریر زنگین گشت قرطاسم ہوئے دیدمی دارم رسانی از کجا یا ہم طفیل تست ای عشق ستم کیش و جفا پیشہ</p>	<p>ساید ہر دہان زخم من خندیدہ خندیدہ ز حسرت چشمت عشاق است خون باریدہ باریدہ ز سہ انصاف او دلشادین رنجیدہ رنجیدہ چہ یکتا مصرع قد تو شد سنجیدہ سنجیدہ کند افشائے راز دل ز تو پوشیدہ پوشیدہ بوصف زلف ہر مضمون شدہ پچیدہ پچیدہ صبا ہم می رود در گلشن ترسیدہ ترسیدہ دل نالیدہ نالیدہ سرم شوریدہ شوریدہ</p>
<p>ندیدم باد شمشاد نظارہ صبح وصالش را چہ دام بخت من تلکے بود خوابیدہ خوابیدہ</p>	
<p>زلفہائے تو پریشان روزگارم کردہ اند مونس و یاور کسے را گر نمی دارم چہ غم</p>	<p>آہو ان چشم تو اکنون شکارم کردہ اند بخت و آرام غمت را غمگسارم کردہ اند</p>

<p>ہر مژہ گوید رگ ابر بہارم کردہ اند اہل معنی گو بہر تحسین نثارم کردہ اند یاس راجوش الم امیدوارم کردہ اند</p>	<p>مازہ و ترچون نہ گرد گشتن دلغ جگر خوٹہ زن دید ند چون در وصف آن دریاجن عالم ناکامیم راجیف دیدم کامیاب</p>
<p>کشتہ عشق تو ہستم این گل دیگر شکفت گلشنایہا خلایق بر مزارم کردہ اند</p>	
<p>تصفیق سعیدی شیرازی</p>	
<p>کشور خویش مستقر گیرید نزد خود بے بہا گھر گیرید حتی الامکان از وحذر گیرید اندکے اندکے ظفر گیرید پند سعدی بگوش در گیرید</p>	<p>این چه خطای عا کر جرمن چون صدف سیرت قناعت را کبر و نخوت زوال می خواہد ہر کشور چپان شود مفتوح تا بہ کئے مقصد مردم آزاری</p>
<p>کار دنیا کسے تمام نہ کرد ہر چہ گیرید مختصر گیرید</p>	
<p>قطعہ تہنیت و خیر مقدم عالیجناب سیادت مولو جعفر بے افندی ٹرکش کانسٹنٹنل جزل مقیم بہی بکمان آرنیل خان بہادر محمد عبدالقدوس بادشاہ نظام الدین دریں منیا شہ ۱۲۹۱ھ</p>	
<p>اے معزز نائب سلطان ما خوش آمدی مرجا خوش آمدی صدمر جا خوش آمدی بارک اللہ تو بوقت خوش نما خوش آمدی ای بہار گلشن اسلامیہ خوش آمدی ذی کرم ذی مرتبت ای ذی عطا خوش آمدی ہر دہن در وصف تو گردید و اخوش آمدی</p>	<p>ای سفیر دولت عثمانیہ خوش آمدی ای سیادت مولو افندی نام جعفر بے خوش است بلدہ مدراس می نازد بہ خوش بختی خویش گل ہر یک خندان و ہر غنچہ تبسم ریز شد منتظر بود ند چون نرگس ہمہ مدراسیان نیست خالی ہیچ دل از جوش خیر مقدمت</p>

<p>گویا آمد از برائے تشنگان آبجیات منتشر اجزائے الفت بود در دلبهائے ما الله الله این چه اوصاف است از دوات عیان آن تعلقی که داریم از خلافت بارگاه</p>	<p>بهر گمراهان چو خضر بهما خوش آمدی جمیعت تو اندران وادی خوشا خوش آمدی خوش مزاج و خوش ادا و خوش لغا خوش آمدی کردی مستحکم بصدشان علا خوش آمدی</p>
<p>جسم و جان می بالدا از فرط مسرت بادشاه می زند به ساخته هر سو صد اخوش آمدی</p>	
<p>نظم برائے سالانہ جلسہ مدرسہ عثمانیہ واقع تر ملکہری مدراس منعقدہ ۱۳ جون ۱۹۱۵ء عر و ز کیشنبہ</p>	
<p>مدرسہ وادہ وادہ نیک تر است جمع ہستند جسدہ خوبہا میر عثمان علی نظام دکن کیست از بدل وجود او محروم لیک از بہر التفات او مدرسہ شد بنام او ایجاب دولتش باد قایم و دامنم جلسہ مدرسہ کنون دیدیم بنگرے بادشاه مقصودم</p>	<p>طرز تعلیم خوب با اثر است قبح و زشتی مگر از بدر است آنکہ چون آفتاب شہر است از فیوضش کدام بے خبر است بدرسہ صبح و شام منتظر است بلکہ ناش ہمیشہ تاج سر است تازین فرش و آسمان چتر است بدل ما سرور لاهصر است ہم برین شعر عمدہ منحصر است</p>
<p>این مراتب کہ دیدہ جزو لیست کار کلی ہنوز در قدر است</p>	
<p>تاریخات مساجد</p>	
<p>قطعہ تاریخ برائے مسجدی پڑو محلہ گوئی پور واقع در البانی حب فرانیل جاب مدیچار عمر عزٹ صاحب نوشتہ بود</p>	
<p>نہ خوشنما گشت تعمیر مسجد</p>	<p>بلوید ہر اہل نظر اللہ اللہ</p>

چنین گفت تاریخ تمام مآلف	عبادت گم نیک تر اللہ اللہ
قطعه تاریخ برائے مسجد پنگنڈہ واقع ضلع اٹنت پور حسب فرمائش اہل پنگنڈہ نوشتہ بود	
گشت عبادت خانہ تعمیر بمبہر مومنان	لے مثل درجن و صفا از فضل لطف و اور است
چون جستجوئے سال او فکر رسائے من نمود	دل گفت از روئے ادب - این مسجد کو ترست
قطعه تاریخ برائے مسجد محلہ قلعہ واقع و امبائری حسب فرمائش جناب حاجی عبدالصمد صاحب نوشتہ بود	
خوشا تعمیر این فرخندہ مسجد	بفضل حق گرفتہ حسن اتمام
سن از روئے ادب مآلف بگفتا	معظم مسجد گاہ اہل اسلام
قطعه تاریخ برائے مسجد تعمیر کردہ وزیر فوج نظام دکن حسب فرمائش مشائخ صاحب ساکن حیدر آباد دکن نوشتہ بود	
گرامی قدر ذی ہمت وزیر فوج آصفجاہ	بعد اخلاص چون تعمیر کردہ مسجد نیکو
نمودم فکر از مآلف ندا ای بادشاہ آمد	عبادت گاہ معبود حقیقی ہست سال او
ایضاً	
وزیر فوج سرکار ہست بانی	چہ خوش اسلوب مرغوب است مسجد
بگو ای بادشاہ تاریخ اتمام	بجہ اللہ زبے خوب است مسجد
قطعه تاریخ برائے مسجد رائی درگ واقع ضلع بہاری حسب فرمائش جناب ایکنڈے چندا سیال صاحب ساکن و امبائری نوشتہ بود	
از بہر مومنین بہ افضال کردگار	تعمیر گشت مسجد فرخندہ با صفا
چون خواستم ز طبع سن اختتام او	آمد ندا ز غیب کہ - این خانہ خدا
قطعه تاریخ برائے مسجد پنگنور واقع ضلع چور حسب فرمائش اہل پنگنور نوشتہ بود	
بہ پنگنور تعمیر مسجد شدہ	بفضل خدائے جہان آفرین
بہر سد کے گزر سال بنا	بگو - خوشنما مسجد ابو مومنین

## تاریخات متفرق تعمیرات

قطعه تاریخ خریدی مکان انجن خیرخواہ عام گوسند پور واقع و امنبائی	
ای زہے نیک ساعتی ای زہے خوش حجتی انجن اذبرائے خویش کرد خرید خانہ می کند انجن دعا بہر معاونین مدام	ہست بجال ماعیان فضل خدائے انس جان گشت چہ قلب مومنان خرم و شاد بیکران حق بدہ بہ ہر زمان صحت و راحت و امان
بود بفکر سال چون طبع رسائے بادشاہ ہاتف غیب ناگہان گفت - چہ خوبتر مکان	
قطعه تاریخ تعمیر مکان جناب سید ترا حسین صاحب کنڑ اکثر ساکن ارکوم ضلع شمالی آرکات	
ساخت کنون خانہ خویش ترا حسین بود بفکر سنش طبع من ای بادشاہ	ہست نمایان از حسن و لطافت چہ خوب پیر فلک ناگہان گفت - عمارت چہ خوب
قطعه تاریخ انصرام تعمیر بدالذین منزل عمارت مدرسہ اسلامیہ واقع و امنبائی	
چہ زیبا مدرسہ تعمیر گشتہ گوارے بادشہ تاریخ اتمام	ہزاران شکر رب ذوالجلال است زہے چشمرہ علم و کمال است
ایضا	
زہر مدرسہ اسلامیہ شد تلاش سال او چون بادشہ کرد	بصد رفعت چہ خوش اسلوب تعمیر نذا آدز ہاتف - خوب تعمیر
قطعه تاریخ چاہ باغ اکبری واقع بگین پل تعمیر کردہ جناب خان بہادر خواجہ محمد اکبر حسین صاحب بہاول	
دیوان ریاست بگین پل	
آفرین براہتمام تست ای محبوب علی باعث سرسبزی باغ است ہر شام و سحر تر زبان در وصف او ہستند جلد خاص علوم	خوشنما چاہے کنون دیدم بہ باغ اکبری کرد کار شیر مادر بہر اطفال شجر چون نیابد نوع انسان فیض از وئے بالہ و ام



یادگار عمدہ ترا حشر باشد پادشاه	ہست این چشمہ پے دیوان صاحب نامدار
از فلک چون باد شہ پر سید نیکو فال چاہ باغ اکبری کنندید - گفتہ سال او	
تاریخات شادی	
<p>قطعہ تاریخ تختہ انی شہید ارعبدالقادر صاحب متوطن تریا تو رہا بدو ختر سا ہو کار الحان محمد بادشاہ صاحب مرحوم</p> <p>شد نکاح مشفق بادخت حاجی بادشاہ چون نباشد از پاس و شکر ہر کس تر زبان شاد و خندان ہر کسے مثل گل گلزار ہست ہر در و دیوار از جوش مسرت و مبدم اے خوشامحل ہمہ اہل کمالات اند جمع اے زہے بر نمیکہ در ہر زیب و زینت کرو فر</p> <p>ہست مثل مہر روشن نام آن صاحب نوال موج زن دیدم کنون در یائے فضل و المجلال ہر کسے مدحت سرا چون عنذ لب خوش مقال باز بان حال می گوید منم فرخندہ حال با کمال فخر اینجا خود ہی ناز و کمال ہم نمی دارد نظیرے ہم نمی دارد مثال</p>	
ہاتف غیبی ز روئے انبساط ای بادشاہ	نیک تر عقد نکاح عبد قادر - گفت سال
قطعہ تاریخ تختہ انی حاجی محمد عبید اللہ صاحب فرزند جناب سا ہو کار حاجی قادر محی الدین صاحب متوطن مدرا	
<p>ب عالم جلوہ گرا از فضل خلاق جز و کل شد صریر خامہ ہم رنگ نوا سنجی ببلبل شد دل ببلبل شگفتہ تر بگلشن صورت گل شد چو زلف گلر خان آ رہستہ ہر بار سنبل شد طرب شد صورت بل لالہ مثل ساغر مل شد چہ زیبا تر در اینجا جمع اہل فضل شد ہر یکدم از زبان خلق جاری بے تامل شد</p>	<p>بہار شادی فرزند قادر محی دین صاحب زو صفش خامہ شلخ گل شدہ قرطاس برگ گل بدار و طبع رنگین مثل ببلبل ہر گل رعنا شدہ محو تا شا چشم نرگس غنچہ مقبسم نہ چون آید نظر سر و سہی مستانہ مستانہ خلک از دیدہ انجم بذوق و شوق می نگرد گہ لفظ مبارک باد گاہے آفرین حسین</p>

نشاط و بخت و عشق و شادمانیها چو خواہی بادشہ تاریخ این جشن طرب افزا	بلطف حق تعالی جمع اینجا بالتسلسل بگو حاجی عبید اللہ نوشہ با تجمل ش
ایضاً	
سعادتمند خلف الصدق ساہوکار من امروز ز طبع بادشہ این مصرع تاریخ برآمد قطعه تاریخ کتخانی حکیم محمد عبدالباسط صاحب فرزند جناب حکیم محمد عبدالعزیز صاحب متوطن مدراس	بصد شوکت بصد حشمت بفضل حق شدہ نوشا بجد اللہ مبارک هست شادی عبید اللہ
اے زہے آوان فرحت ہم خوشا جشن طرب در تلاش سال بودم ناگہان پیر فلک	آید آواز مبارکیا د از صد ما قلوب ز دنا عقد نکاح عبد باسط شد چرخ خوب
صد شکریب یزدان زین جشن عفت نیکو اے بادشہ ز طبع سالش چنین برآمد قطعه تاریخ کتخانی سید عبدالعزیز صاحب بادختر جناب ساہوکار عبدالرزاق میاں صاحب ساکن کڑپہ	جوش طرب پدید است پیش نگاہ امروز نوشہ شدہ عبید رحمن واہ امروز
صد شکر عقد سید عبدالعزیز نامی سرور و شاد دہا محو دُعا ز بانہا زنگینی نشاط این بزم چون نوشتم نوشاہ در بجوم مردم چنان نشہ است ہستند عروس و نوشہ چون مشتری وز بہرہ آن کیست خسر نوشہ ذی عز و جاہ تاجر او نیست گرچہ زندہ اما بہ نیک اوصاف الحال جانشینش قادر مخی وین است سادہ دیے تکلف ہر چند بہت نظم	امروز شد بفضل سبحان و لطف خلاق پر نور زین نظارہ ہم دید ہائے مشتاق کلکم چو شاخ گل شد گلبرگ گشت اوراق جلوہ فزا نگارے گویا میان عشاق ساعت بین قرآن السعدین راست صدق کردیک چہاں مسخر از بذل وجود و اخلاق زندہ است نام نیکو صبح و سادہ آفاق ذی ہم ذی فرست یکتا بلطف و شفاق نازم کمیت در حق عیب غلو و اغراق

دائم عروس و نوشہہ باشند شاد و آباد	محفوظ از حوادث دار و خدا در آفاق
تفیش سال شادی ای بادشہ چو کردم گفتا دلم چہ فرخ دایمہ عبد رزاق	
قطعہ تاریخ نکاح جناب حکیم محمد عبدالعزیز صاحب متوطن مدراس با دختر آکاش شمس الدین صاحب ساکن ویلور	
نشاط این جشن بارک اللہ زبوائے گلہائے فرح و بہجت خوشا جلو سے زہے بہارے بعلم و فہم است نیک نوشہہ	بہر دے جلوہ ریز خوب است مشام ما عطر بیز خوب است بہین کہ نظارہ خیز خوب است کمال اخلاق نیز خوب است
ز روتے ہاتھ سنش برآمد نکاح عید عزیز خوب است	
قطعہ تاریخ تہنیت کھڑائی ولیعہد دکن عالیجناب میر عثمان علی خان بہادر فرزند حضور نظام دکن خدا اللہ ملکہ مطبوعہ آجیا جی دکن مدراس ۵ مارچ ۱۲۹۷ء	
بجدا اللہ فرزند شاہ دکن دل عالی گشت خرسند و شاد گچے بر دل ما طرب شد نشان نجل از دل چشم مایان کنون چون این عقد را بے تکلف بدید خوشا اتباع رسول کریم نہ پسرے چنین دید چشم فلک پدر گوئے عظمت بہ شایان ربود پدر آفتاب سپھر کرم	چو نو شاہ باشوکت و شان شدہ خلافت برین مرثوہ نازان شدہ خدا تے طرب گہ دل و جان شدہ گلستان شدہ ارگستان شدہ تکلف ازین جشن حیران شدہ زہے شان سنت نمایان شدہ نہ پدرے بگیتی پنیان شدہ پسر فخر امثال و اقران شدہ پسر ہم مہ اوج احسان شدہ

	چونامت به تاریخ گویان شده		سکوت توای بادشاه خوب نیست	
	سن عیسوی از لب ابتهج بگو - عقد عثمان علی خان شده			
	بانهزاران کرد و فراباه با صد زیب و زین داده شد شادی و دخت مولوی احمد حسین		چون بعالم جلوه آر گشت این فرخنده عقد مصرع سال سیحی گفت طبع بادشاه	
	قطعه تاریخ کتختانی صبیح جناب محمد اسحاق سیده برادر جناب محمد اسماعیل سیده معنوم متوطن مداس			
	چون موسم گل به باغ آفاق آمد ببل همه تن نظیر عشاق آمد ممتاز زمان بحسن اخلاق آمد معمور ز غنچاری و اشفاق آمد طبعش سخن عجیب مشاق آمد امروز بفضل لطف غلاق آمد خوب آمد و خوش آمد و هم طاق آمد پر نور هر یک دیده مشاق آمد هر بار بهین صد از آفاق آمد		هنگام نشاط و شادمانی اکنون رنگ گل تر رشک رخ خوبان است ذی علم و هنر محب من اسماعیل معنوم تخلصش چه زید که دلش فکرش خامض و بهت او عالی عقد بنت برادرش جلوه کنان این جشن بهر تکلف و آرایش شادان همه دلهماوز با نهاده اح این عقد و این طرب مبارک باشد	
	ای خامه بادشاه سالت نویس زیبا چه نکاح دخت اسحاق آمد			
	ای محب من حسین محمدی کرده اکنون نکاح نور حسین		قطعه تاریخ کتختانی خیرالدین حسین صاحب فرزند جناب حکیم حسین محمدی الدین صاحب کن پیرم پیغمبر ضلع شمالی آرکات	

مخفله دیدم چه با صد زیب و زین دائما از فضل رب المشرقین	شد بپا جوش سرت سو بسو شادمان باشند نو شاه و عروس
از پیے تاریخ طبع بادشاه گفت احسن عقد خیر الدین حسین	
قطعه تاریخ کتخانی جناب یونس سیئه فرزند جناب حاجی اسمعیل سیئه مالک انگلش ویرموز ستوطن بنگلور حسب فرمائش جناب لیانا بعد رجحان صفا بهادر نوشته شد	
ای مروت مآب یونس سیئه دل بهر شمع و شتاب یونس سیئه چه خوشا آب و تاب یونس سیئه فضل حق بهر کاب یونس سیئه تاجر لاجواب یونس سیئه تا به یوم الحساب یونس سیئه	منلک چون بسک عقد شدی هست معمور از نشاط و سرور چون عقد تومی و بد اکنون همخان است شاد ماینهها والدست سیئه اسمعیل عمر و اقبال و جاه افزون باد
مصرع سال بادشاه بگفت شده نوشته جناب یونس سیئه	
قطعه تاریخ کتخانی سید امیر علی صاحب فرزند جناب حکیم میر عارف علی صاحب ستوطن و یلو ر	
رونق افروز بر مسند نوشهری ست گفت شادی و لبند عارف علی ست	ز به امر و زاین کرم گترم بهر تاریخ اکنون دل بادشاه
قطعه تاریخ کتخانی صبیح جناب عبدالعزیز احمد صاحب اپا تگری ستوطن مدراس	
ای برادر ذاکثر نیکو شیم عبدالعزیز هست ذات تو بعالم مقنن عبدالعزیز یافت هر کس حصه بے بیش و کم عبدالعزیز	بارک شد منعقد کردی نه بهرم نکاح مصدر اخلاق هستی مظهر اوصاف نیک زین طر بهائے فراوان زین نشاط بیکران

مصرعہ سال سیم گفت طبع بادشاہ

شد نکاح دختر والاہم عبدالعزیز

قطعہ تاریخ کتختائی عبید اللہ صاحب فرزند جناب بی بی عبدالرحمن صاحب شاد متوطن و انبائی

عبدالرحمن شاد مشفق من  
کرد چون عقد نور چشم خود  
ہر کسے محو عشرت و فرحت  
در جہان نام او عبید اللہ  
بہر زوہین حق بیغیرا ید  
بادوشتمہ حق الفت است ہمین

نوی کمال و خلیق خوش منوال  
شادمان گشت و خوب مالا مال  
می کند شکر ایزد متعال  
نوجوان نیک طبع نیک خصال  
مایہ عمر و دولت و اقبال  
قطعہ سال تاکنم ارسال

از لب انبساط ہا قف غیب  
شادی خلف شاد گشتا سال

تاریخات ولادت

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب وی محمد ابراہیم صاحب ساکن و انبائی موسوم بہ محمد اسمعیل مد عمرہ

حبذا درچمن نسیم بہار  
شاہ گل بچس و زیبائی  
ای زہے چشم ز گس شہلا  
نغمہ عذیب در ہر سو  
مشفق من جناب ابراہیم  
شد تولد کنون بخاند او  
ہر کسے از اقارب و احباب  
ہر کسے می دہد مبارکباد

آمد از فضل لطف رب جلیل  
بر سر شاخ ہست چون اکیل  
لطف نظارہ می کند تحصیل  
ہست بر جوش انبساط دلیل  
نیک دل نیک خوہم و عقیل  
پسر مد تقاسین و جمیل  
گشت خرسند و شادمان بے قیل  
بہزاران طرب بعد تجلیل

<p>ز در قم کلک بادشہ سالش طفل فرخنده آمد اسماعیل</p>	
<p>قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب مولوی سید شاہ محمد زمان صاحب میر مدرس مدرسہ جامع العلوم و انبیا</p>	
<p>جناب مولوی سید زمان شاہ عطا فرمودی اور انیک پسرے وزد ہر دم نسیم شادمانی</p>	<p>کہ در علمائے دین فرد و حید است ہزاران شکر کے رب مجید است ز سب بشت گفتم گلزار امید است</p>
<p>ز روئے آرزو سال ولادت بگوائی بادشہ خلف سید است</p>	
<p>قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب مولانا عبد سبحان صاحب داماد جناب الحاج محمد عبدالعزیز بادشاہ صاحب سیف و قلم متوطن</p>	
<p>عبد سبحان خوشامعرب من گل رعنا بگلشن اخلاق شد تولد بجانہ اش پسرے لمعہ ہائے سعادت و اقبال از بچے طول عمر و صحت او</p>	<p>ذی کرم ذی وقار و ذی شانت دُرِ یکتا بہ بحر احسانت یک جہان زین نوید شادانت مثل ماہ از رخس و رخ شانت ہر کسے یارب از تو خواہانت</p>
<p>بگوائے بادشاہ مصر سال رحمت جان عبد سبحان است</p>	
<p>قطعہ تاریخ تولد دختر جناب مولانا عبد سبحان صاحب داماد جناب الحاج محمد عبدالعزیز بادشاہ صاحب سیف و قلم متوطن مدرس</p>	
<p>ز بے ساعت خجہ آدان فرحت نسیم خرمی ہر سوراں دست بحسن کامیابیا بنازند مسرت ہم بہالد از مسرت</p>	<p>خوشا افضال و لطف رب یزدان بگلزار دل احباب ہر آن تنہا آرزو مقصود ارمان طرب گوید کہ ہستم زیر فرمان</p>

<p>جناب عبد سبحان ذی لیاقت  یگانہ ساخت خالق ذات اورا  شدہ در خانہ اش دختر تولد  جبین اوز انوار سعادت  الہی عمر و اقبالش فزون کن  بر ریائے سخن غواص حکرم</p>	<p>کہ لقبش بہت مولانا نمایان  بعلم و حلم و اخلاق فراوان  چہ دختر و دختر فرخندہ عنوان  درخشان صورت ماہ درخشان  طفیل مصطفی سالار اکوان  بر آوردہ در تاریخ زنیان</p>
<p>ہنگو بادشہ از روئے اخلاص  ہمایون باددخت عبد سبحان</p>	
<p>قطعہ تاریخ تولد برخوردار محمد عبدالوحید مد عمرہ نور چشم برخوردار خطیب محمد عبدالرشید صاحب محلہ اللہ الواہب</p>	
<p>شد چہ تولد عبد وحید  سال ولادت ہاتف غیب</p>	<p>نیکو طالع نیک آثار  گفت - ہمایون برخوردار</p>
<p>قطعہ تاریخ تولد برخوردار قاسم حسین مد عمرہ فرزند جناب مولوی احمد حسین صاحب یم - یے - بی - یل -  معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ</p>	
<p>نازم بفضل لطف خلاق ہر دو عالم  این مژدہ طرب چون باد صبار روان  عمرت دراز بادای فرزند نیک طالع</p>	<p>در خانہ برادر فرزند گشت پیدا  ہافط شادمانی بشگفت باغ دلہا  ہمنام جد امجد داری چہ نام زیبا</p>
<p>از بہر سال سحری ای بادشاہ طبعم  امروز شد تولد قاسم حسین - گفتا</p>	
<p>قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب فی امین الدین صاحب ساکن و امنبازی</p>	
<p>جانشین مخلص شکر خدا پیدا شدہ  ہاتقم ای بادشہ سالش زوے ابٹا</p>	<p>مجلس این تہنیت ہم خانہ اش با گفت  قرۃ العین امین الدین مبارکباد گفت</p>



قطعه تاریخ تولد بر خوردار عثمان حسین مد عمره فرزند جناب مولوی احمد حسین صاحب یم یے بنی یل۔  
سی یس ای یعمدیشی حضور نظام دکن خلد الله ملکہ

فرزند شد تولد اکنون بساعت نیک	لاریب ای بردارین نوعین نیک است
چون جستجو نمودم بہر سن ولادت	انگاہ گفت ہاتف غنیمت جن نیک است

قطعه تاریخ تقریب بسم اللہ خوانی بر خوردار محمد عبدالوحید مد عمرہ نو چشم بر خوردار خطیب محمد عبدالرشید صاحب ملکہ

خوشا ساعت لب عبدالوحیدم	ز بسم اللہ کردہ درفشانی
سنش از روتے بسم اللہ برآمد	چہ زیبا ہست بسم اللہ خوانی

### تاریخات وفات

قطعه تاریخ وفات جناب مولانا مولوی شاہ عبدالقادر علی صاحب صوفی نور اللہ مرقدہ متوطن بنگلور

خلف مولوی عبدالحمی صوفی و عارف عالم دین	راہنمائے راہ ہدای حامی شرع مصطفوی
بود چو ذاتش مستثنی در بہ اہل علم و کمال	ہست کد امین شہر دران نیست فیض و جہاں
حیف شدہ چون واصل حق شوقیامت شد بر پا	مضطرو نالان شد ہر دم خاطر ہر یک پیر و صبی

پاتے دنیا بشکستہ گفتم سال رحلت او  
راہی عقبی شد ہے پیر مولوی عبدالقادر علی

### ایضاً

ازین زمانہ جو آن فاضل زمانہ بر رفت	شدند پیر و جوان مضطرب بہ رنج و ملال
ای بادشاہ چو بودہ تخلصش صوفی	وفات صوفی و الایثار۔ گفتم سال

قطعه تاریخ وفات حاجی محمد عبدالرزاق صاحب فرزند جناب ساہوکار حاجی قادر محی الدین صاحب ساکن مدینہ

از غم فرزند ساہوکار من	زار و مضطرب شد دل پیر و جوان
از لب افسوس ہاتف سال گفت	کرد رحلت عبدالرزاق از جہان

قطعه تاریخ وفات جناب سید شاہ حسین پیران صاحب نور اللہ مرقدہ پیر و مرشد جناب ابوالعرفان

	شاہ محمد عبدالرحمن صاحب فاروقی متخلص بہ تسلیم حبیبی شمس صفا موصوف نوشتہ شد	
فوت آن حق شناس پیر ہدا	خلق را مبتلائے حسرت کرد شاہ یسین باہرئے رحلت کرد	سال تاریخ بادشاہ گفتا
	ایضاً	
پنہان چو شد آن ہر سمانے عرفان ہے ہے شدہ انتقال یسین پیران		در دیدہ عالم است عالم تاریک تاریخ ہمین گفت فلک از دل من
قطعہ تاریخ وفات حضرت مولانا مولوی محی الدین صاحب فقیہ و یلوری نور اللہ مرقدہ		
ہر دل مومن شدہ در حسرت و غم مبتلا بے سرو پا گشتہ اند - زہد و ریاضت ارتقا		راہی ملک بقا شد چون محی الدین فقیہ کن نامل اندرین مصرع بین سال وفات
قطعہ تاریخ وفات جناب ساہوکار حاجی قادر محی الدین صاحب غفر اللہ لہ متوطن مدراس		
ساعتے ای چرخ دون خالی نماند حیف قادر تھی دین نامی نماند مایہ صبر و سکون باقی نماند ذی ہم فیاض لائمانی نماند وادریغا اینچنین حامی نماند آنچہ در عالم تو میخواستی نماند		از ستمہائے تو این دور زمان سوئے عقبی رفت زین دار فنا از ہجوم درد و غم در ہر دلی بود یک عالم ز فیضش بہرہ مند چون نہ گویم قوم مارا بنصیب بادشاہ مد آرزویت خاک شد
	دو کین پائے طرب بشنو بنش آن قدح بشکست و آن ساقی نماند	
قطعہ تاریخ وفات حضرت داؤد علی شاہ قدس سرہ حسب فرمائش یکے از مشائخ ساکن حیدرآباد دکن		
بانب ملک بقا حیف از نیجا رفته بے بہا لعل ازین معدن دنیا رفته		اہل صوفی مجذوب حقائق آگاہ گم شد از قلمم ہستی در بے مثل و عدیل

صورت بخت گل صبر زوہار رفتہ	شد چنان معتقدان را خلس خارا لم
بادشہ گفت بہین مصرع تاریخ وفات ہائے داود علی شاہ بقبلی رفتہ	
ایضاً	
عارف حق داود علی ہاتف گفتا تاریخش	شد بجناب حق واصل رفت ولی پروشن دل
قطعہ تاریخ وفات عثمان پاشا غازی سپہ سالار افواج سلطان روم مطبوعہ اخبار کرزن گزٹ دہلی مورخہ یکم جون ۱۹۰۷ء	
غازی والا حشم عالی گہر دریستان شجاعت شیر نر مستقل در طاعت رب بیشتر دوست در غمخواریش سینہ سپر کرد فوج روس را زیر و زبر ہست در دل مثل نقش کالجہ فخر ازوے دہشت ہر ترکی بشر جانب ملک بقا کردہ سفر کیست کونالان نشد با چشم تر درد و یاس و حسرت و سوز بگھر رحمت تو باد ہر شام و سحر	جان نثار حضرت سلطان روم در گلستان ہم بے مثل گل مستقل در راہ دین مصطفیٰ سرنگون دشمن بہ پیش ہیچو تیغ آنکہ در جنگ پلوتاپے بہ پے روسیان را بہ پیش تا این زمان بر وجودش کرد استقبال باز واور بغازین جہان مثل نسیم کیست کور در نقش مضطر نہ شد شد نصیب دوستان زین سانچہ یا الہ العالمین بر روح او
عیسوی سالش بگفتا بادشاہ رحلت عثمان پاشا نامور	

قطعه تاریخ وفات و خراج جناب احمد عبدالرحیم سیٹھ متوطن مدراس حسب فرمایش جناب سیٹھ ساکن

<p>واورینا دختر احمد بن عبد الرحیم آنکہ ہر دم اقربا اور عزیزان بدشت حسن خلق او ہر یک دم صورت با دھو از جنبش بود انوار سعادت جلوہ گر بست و ششم از ربیع الثانی چون آمد پدید ناگهان آن نیک سیرت جان بحق تسلیم کرد ہر کسے می سفت و تار مژہ درہائے اشک شوہر او آنکہ موسوم است ابراہیم سیٹھ ہیچ کس را نیت جز صبر و تحمل چارہ یا الہی رحمت تو باد بر روحش دام</p>	<p>ذی فرست ذی مروت نیکو نیکو لقا آنکہ ہر کس در رضا جوئی او با صد و لا کرد خندان گلشن دہائے خویش و اقربا خالق عالم چہ خوبیا بہ او کردہ عطا روز پنجشنبہ بوقت یازدہ ساعت دلا مضطرب و بی تاب ہر پیر و جوان شد بر ملا جوش زن گردید و رایے الم در سینہ ہا در ہزاران حسرت و اندوہ و غم شد مبتلا لازم است انسان بود ہر وقت راضی بر فنا جانبہ او را بخت از طفیل مصطفی</p>
--	--

سال فوت او چوپریدم زول ای بادشاہ

گفت - رفتہ حور بی بی جانب دار البقیہ

قطعه تاریخ وفات جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی غفر اللہ لہ مطبوعہ اخبار آصفیہ

<p>جناب امیر احمد ذی وقار بفضل و کمالات مقبول تر بذہن رسائش کر مہائے حق ہمہ خاطر خلق لاریب از و ستودہ خصائل پسندیدہ وصف درین دہر عمدہ تصانیف او غم رحلتش از پئے خاص و عام</p>	<p>بہند آنکہ استاد نامی شدہ مثال نظامی و جامی شدہ ہمیشہ مددگار و حامی شدہ سخن بشیرین کلامی شدہ قراہم بذاتش تمامی شدہ بہ یادگار دوامی شدہ بسے باعث تمکنا می شدہ</p>
---	--

بسان عادل فغان می کنیم	به باغ عدم چون مقامی شده
بگو مصرع سال ای بادشاہ	وفات امیر گرامی شده
ایضا	
سبحان دهر فاضل ذی کمالت امیر نخستین شاس نیک نفس قادر الکلام آن جامع الکمال روان شد بر حرف	معجز بیان ادیب زمان فصیح اللسان گنج علوم فخر زمان وزمانیان زین بوستان دهر سئ ملک جادوان
تاریخ عیسوی پئے فوتش چو خواستم گفتا دلم - برفت امیر سنجوران	
قطعه تاریخ وفات جناب مولوی حاجی واعظ شاہ عبدالعزیز صاحب قادری ساکن محلہ قلعه وانباشی	
کرد انتقال عالم دین واعظ شہیر از ہر سال ہاتف غیبی بہ بادشاہ	ہر کس در سر شک بہ تارثرہ بسفت رفتہ ازین چہان شہ عبدالعزیز گفت
قطعه تاریخ وفات جناب حاجی مولوی خضر محمود صاحب متوطن وانباشی عم زاد برادر والد مصنف	
فاضل دهر عم ذی شانم حاجی و مولوی خضر محمود سینہ اش بود گنج علم و کمال منظر حلم و منبع اخلاق بود در ہر ذات والا لیش طرف تر اینکه در تجارت ہم و اوریناز شکوہ انیضہ کرد ناگاہ جان بحق تسلیم	رنہائے شریعت عزا بود اسمش عیان چو شمس ضحی ذہن او پر ضیاء فہم رسا فرد کمال بزہد و ورع و تقا مجمع بے شمار خوبہا بالیقین داشتہ ید طولی متلاشد طبیعت والا داد داغ مفارقت مارا

ہر دے گشت خو رنج و الم حیف بنیم کجا لقائے او کن پذیرا ز بہر مغفشت نزد خاصان تو بجلد برین	ہر کسے گفت سرتا دردا من کجا فیض و لطف دوست کجا می کنم التجا خدا و ندا یا اہل مقام او بادا
بگو ای بادشاہ سال وفات ز جہان رفت عالم یکستا	
قطعہ تاریخ انتقال خستہ مصنف نسخہ ہذا موسوم بہ خدیجہ بی بی غفر اللہ لہا	
زین جلوہ گردنیا در عین شباب انسوس صد پارہ دل و جگرم از درد و غمت گشتہ اخلاق نکوئے تو طاہر چہ کنم اکنون مانند گل لالہ این داغ و سراق تو روح تو جدا از تن با کلمہ طیب شد ہموارہ بروح تو افضال خدا بادا	عازم سوئے عقبی شد ناگاہ خدیجہ بی بے تاہم و بے صبرم و اللہ خدیجہ بی ہر کس بہ صفات شد آگاہ خدیجہ بی تا مرگ دلم وارد ہمراہ خدیجہ بی خلدست مقام تو دلخواہ خدیجہ بی ہر روز و ہر ساعت ہر ماہ خدیجہ بی
ای بادشاہ خستہ از بہر سن رحلت بے ساختہ دل گفتا۔ رفت آہ خدیجہ بی	
قطعہ تاریخ وفات ملکہ و کٹوریہ فرمانروائے ہند و انگلند مطبوعہ اخبار مخبر و کن مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۱۷ء	
ملکہ ذی عز و شان امپرس و کٹوریہ مالک برطانیہ والی کل انڈیا مثل تو عمدہ صفات داشتہ طول حیا رفتہ سوئے عدم دادہ صد رنج و غم ہند و ہمہ اہل ہند از غم تو گشتہ اند	فخر شہان زمان امپرس و کٹوریہ حشمت و شوکت نشان امپرس و کٹوریہ شدنہ کسے حکمران امپرس و کٹوریہ کردہ دہا طپان امپرس و کٹوریہ نوحہ گرد و نوحہ خوان امپرس و کٹوریہ

<p>بود چه راحت رسان امپرس و کٹوریہ داشت نہ دیگر چنان امپرس و کٹوریہ شام و سحر ہر زمان امپرس و کٹوریہ</p>	<p>عہد تو شصت و چہار سال درین روزگار ای ز سہ عہد سعید گاہ تنزل نہ دید زندہ نماندی و یک زندہ بود نام نیک</p>
<p>سال برآمد چہین از قلم بادشاہ رفت ز در جہان امپرس و کٹوریہ</p>	
<p>قطعہ تاریخ وفات جناب نواب فصیح الملک داغ دہلوی استاد حضور نظام دکن مطبوعہ اخبار نیر آصفیہ</p>	
<p>حیف ز دنیا پائے فشرد گوئے فصاحت از ہمہ برد خاطر من چون سال شمرد</p>	<p>حضرت داغ عالی جاہ بزم سخن را داد فروغ بے سرفظ آسائش</p>
<p>ناگہ گفتا ہا قف غیب ہائے جناب داغ بر مرد</p>	
<p>قطعہ تاریخ انتقال والد ماجد مصنف حضرت خطیب حاجی محمد قاسم صاحب طباب شہ شراہ و جعل الجنتہ مشواہ</p>	
<p>ناگاہ ابواب الم صدنا بجان من کشود بتیابیم ہر بار چو نیام سبقت می ربود در والدان این زمان او نادر و بیشیل بود عالی ہم نیکو شیم یکتا بہ لطف و بذل وجود صبر و تحمل کن و لازین اضطرابیہا چہ سود جایش عطا کن در جہان ای حضرت ریل و دود</p>	<p>شد چون وفات والد بودم بہ کتہ این خبر دامان صبرم چاک شد چشم بے نناک شد غجو از فرزندان چنان کس را ندیدم در جہان در اہل دانش محترم در راہ دین ثابت قدم ز نہار نتواند کسے در امر خالق دم زدن کردم دعائے مغفرت در جملہ افضل تر مقام</p>
<p>مرقوم کردم بے سر آرام سائش بادشاہ حاجی محمد قاسم از در جہان رحلت نمود</p>	
<p>ایضاً</p>	

سوئے عالم بقا کرد از جهان سفر آمد از فلک نذا۔ وائے این غم پدر	پدر ذی وقار من جان افتخار من در تلاش سال چون طبع بادشاہ بود
قطعه تاریخ وفات حضرت سید شاہ محمد امین الدین صاحب سینی چشتی القادری المعروف بہ صاحب جوصا قبلہ مرحوم ساکن دم پٹی ترپا تورا	
ناگہان زین دار فانی جانب عقبی برفت مرجع فن تصوف صوفی یکتا برفت صد ہزاران حیف از ما رہنمائے ما برفت او برفت اما ز دستم نعمت عطی برفت عمر من ہیبت از سستی دستغنا برفت راحت از جاناہا برفت و صبر از دہا برفت	مرشد من ہادی من قبلہ و ماوائے من زبدۂ آل پمیر قدوۂ اہل سلوک جامع شرع و حقیقت شل او بنیم کجا از کہ گویم از کہ شنوم این غم و اندوہ دل از فیوض بہرہ وافی مرا حاصل نشد تیرہ و تارست در چشم مریدانش جہان
بہم ضعیفی ہے سال وصالش بادشاہ گفت۔ سید امین الدین از دنیا برفت	
تاجر یکتا باذل ذیشان فوت شدہ ساعت شش در صبح نمایان فوت شدہ از دل بایان بیچارمان فوت شدہ	آہ بکلم خالق عالم زین عالم و ہم جادی اندی روز شنبہ بود بر لب اہل حاجت جاری این سخن است
سال رقم کن بادشاہ اخلاص منش ملنگ حاجی عبدہ رحمن فوت شدہ	
قطعه تاریخ وفات جناب یے بی۔ محمد سلیمان صاحب ساکن و انبازی	
برین زندگانی انسان حیف است بدینا برین ساز و سامان حیف است	فلک می دہد ہر زمان داغ حسرت مذاہیم ہیبت چون مرگ خود را



<p>محمد سلیمان از رحلت تو تو بودی سرا پا لیلیق و مکرم</p>	<p>بہر دل تاسف بہر جان حیف ہست بصد حسرت و رنج دار مان حیف ہست</p>
<p>چنین از لب بادشاہ گشت سالش وفات محمد سلیمان حیف است</p>	
<p>قطعہ تاریخ وفات جناب ابوسعید محمد عبدالرحمن صاحب تبرور منشی فارسی مدرسہ اعظم مدرس</p>	
<p>والا جناب عبدالرحمن ذی لیاقت در فارسی وارد و اعلیٰ مہارت دہشت بودہ تخلص او تبرور در زمانہ صد حیف از بلائے ہیضہ وفات او شد</p>	<p>بے مثل استادے در فن شعر یکتا ہم در زبان انگلش گوئے سبق ربودہ مہرور فی الحقیقت مہرور بود حقا کردند در مقام مدائنات دفن اورا</p>
<p>ای بادشاہ از من ناگاہ ہاتف غیب مہرور و ای رحلت کردہ۔ سنش بگفتا</p>	
<p>قطعہ تاریخ وفات حاجی عبداللطیف صاحب غفر اللہ لہ برادر معظم جناب مولانا الحاج مولوی عبدالہادی صاحب مستوطن و انباری و طیفہ خوارسکار نظام دکن خلد اللہ ملکہ</p>	
<p>بود انی اعظم ترا ای عبد ہادی مولوی بادشاہ این مصرع سال وفات او بگو</p>	<p>ناگہان رفتہ ازین دارالحن سوئے الہ کرد رحلت حاجی عبداللطیف افسوس آہ</p>
<p>تاریخات متفرقہ واقعات</p>	
<p>قطعہ تاریخ فتح یونان بطوعہ شمس الاخبار در اس مورخہ ۱۷ جون ۱۲۸۷</p>	
<p>اے امیر المسلمین عبد الحمید یک بہان را از تو لطف زندگی خون انست را عجب گسترده حیف و رباغ چہاں حاورا</p>	<p>ہست ذاتت نازش شاہان روم روم مثل قالب و تو جان روم ہر دل مومن شدہ مہمان روم می خلد چون خار عروشان روم</p>

<p>کرد و عزم رزم از شیران روم شد فدا از تیغ خون افشان روم شد چو طاری خوف بے پایان روم کشته اند از هیبت مردان روم پیر او شان خوب شد درمان روم دشمنان را هم شاگو یان روم اگر تو هستی از بهی خواهان روم</p>	<p>شاه یونان بود یک رو باه و ش لشکرش هر جا شکست یافته ژوئوک آفسپارثا پسرش گریخت خود سپاه او سپاه خویش را آنکه می گفتند سلطان را مریض هست این عجب که می بینم کنون فکر تاریخش بکن ای بادشاه</p>	
	<p>از لب سلام طبعم زد ندا فتح شد یونان از سلطان مد</p>	
	<p>ایضا مطبوعه اخبار و کیل امرت مورخه ۲۱ رجب ۱۲۹۶ هـ</p>	
<p>زمین بصد جوش مرجا گفت بارک الله آسمان گفت ز تیغ بران فوج رومی نه هیچ کس غیر الامان گفت سزاست اورا لقب به یورپ اگر کشته بزدلا گفت بلاد و قصبات و قلعه تایش شدند مفتوح یک جا گفت</p>	<p>شده منوچهر ملک یونان ز شیر مردان فوج سلطان سپاه یونان هلاک گشته هزارها زیر خاک پنهان چنین مذلت چنین شکست ندید یونان هیچ وقت بین تو از دره پلونا به تادم کو زگو نه گو نه</p>	
	<p>چو هست این فضل بچون نه چون کنم فکر سال اکنون چه خوب ای بادشاه دل من فتوح علی محمد خان گفت</p>	
	<p>قطعه تاریخ ورود مرض طاعون در شهر بنگلور</p>	
<p>صد گونه آفات و بلا بهر تپا می آمده زد ماتف غیبی ندا - غضیب الهی آمده</p>	<p>از دست طاعون سر بر بنگلور شد زیر و زبر در فکر سال میسوی بودم چو بار سنج دلی</p>	
<p>قطعه تاریخ جشن تاج پوشی شهنشاه یزد و در هفتم فرمان رواسته هند و انگلند مطبوعه اخبار بنگلور کن مدرس مورخه ۲۰ آگست ۱۲۹۶ هـ</p>		

<p>اے شہ یڈ ورو ہفتم داہ دواہ  نعمہ خوان برشلخ گل ہر عنریب  چشم نرگس قفس نظارہ شدہ  باہزاران کرد فر تاج شہی  وجہ اعزازت ندانم تاج را  اکثر اہل تاج محتاج تو اند  خوب شد فرحت ز بہر دوستان  بست و ششم جون آمد وہ چه خوب  سر شد ندالتو اپ در ہر یک مقام</p>	<p>نیرخت تور وشن خوب شد  گل ہر یک خندان گلشن خوب شد  محو یح شاہ سون خوب شد  بر سر تو جلوہ انگن خوب شد  بلکہ تاج از تو مزین خوب شد  خلق را ذات تو مان خوب شد  از حسد پامال دشمن خوب شد  شہرہ اش در ہند و لندن خوب شد  سو بسوا و از دن دن خوب شد</p>
<p>باد شہ پید از تافت سنش  گفت جشن کارونیش خوب شد</p>	
<p>قطعہ تاریخ طغیانی پالار بہ و امنب اڑی</p>	
<p>شدہ از شامت اعمال مایان  نذیدہ و امنب اڑی ز طفلی  چہ می دانی جفا اے پیر گردون  سکا نہا منہ دم برباد اموال  جد اگشتند با حرمان ز قالب  گلستانہا چو خارستان بدیم  فر ہم تودہ تودہ بر مزراع  کسے در فاقہ بے جامہ کسے را  نصیب ہر بشر شد گونہ گونہ</p>	<p>ظہور قہر یز وانی ز پالار  چنین سیلاب لاثانی ز پالار  بیاموز این ستم رانی ز پالار  عجب شد خانہ ویرانی ز پالار  بسے جانہا سہ انسانا ز پالار  مزراع ہم ہمہ غانی ز پالار  ہمہ ریگ بیا بانی ز پالار  میسر گشت عریانی ز پالار  پریشانی و حیرانی ز پالار</p>

	برون از حد تحریر است، بیہات		زیان مالی و جانی ناپالار
	جہا ای بادشہ خاموش ہستی نگو تاریخ .. طغیانی ناپالار		
	قطعہ تاریخ جلسہ دستار بندی مدرسہ باقیات الصالحات و یلور		تعالی اللہ این بزم ہمایون ز روئے وجد گفتم مصرع سال
	سراسر مورد فضل الہی است چہ زیبا جلسہ دستار بندی است		قطعہ تاریخ عہدہ دیوانی جناب خواجہ اکبر سین صاحب بہادر ریاست بیگن پٹی
	فہم تو رسا آمد بخت تو خوشا آمد ہنگام طرب افزا از فضل خدا آمد دل مح سزا آمد لب محو دعا آمد مقصود مراد ما آمد چہ بجا آمد		ای نیک محب من ذیجاہ شفیق من منازندی اکنون از عہدہ دیوانی در دور فلک بنگر آن کیت کہ شادان شایان چنین عزت لایب وجود بود
	ز دباوشہ تاریخش ز قطع سراعدا این منصب دیوانی فرخندہ ترا آمد		
	قطعہ تاریخ عطائے خطاب سی۔ ای۔ بہ جناب مولوی احمد حسین صاحب ایم۔ لے۔ بی۔ یل۔ معمد شیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ بمقام دربار دہلی ۱۱۹۰ھ		
	تمغہ و ہم خطاب سی۔ ای۔ آئی عہدہ تر انتخاب سی۔ ای۔ آئی در ہمہ شیخ شباب سی۔ ای۔ آئی گشت این لاجواب سی۔ ای۔ آئی صورت آفتاب سی۔ ای۔ آئی خوب با آب و تاب سی۔ ای۔ آئی		داد احمد حسین راقیصر از معزز خطابہا کردہ کرد پیدا سترت بے حد موجب اتحاد سرکاری داد شہرت ترا بہ کشور ہند ای برادر بنام تو زید

ز در تہم بادشاہ سن ہجری  
ہست نامی خطاب سی - سی - سی

قطعہ تاریخ صحت مصنف نسخہ ہذا از مرض دہل

عجیب کرد جفا تے ولے بخیر گزشت  
گرفتہ بود چہ جائے ولے بخیر گزشت  
نہو بیچ دوائے ولے بخیر گزشت  
خدا بداد منزلے ولے بخیر گزشت

فلک بحال من بادشاہ خستہ جگر  
نمودہ گشت بدوشم ستم رسان دہل  
بنزد ڈاکتران جز علاج قطع بُرید  
مرطفیل گناہان ناسزا شاید

سرحد چو بریدم بی فتم تاریخ  
رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت

قطعہ تاریخ وعظ جناب سلطان الاولیٰ عظیم مولانا الحاج مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب  
قادی چشتی پھلوا ری کہ درئون ہال مدرس تاریخ ۲۷ نومبر ۱۹۱۲ء منعقد شدہ و بصورت کتاب  
بنام وعظ دلکش شائع شدہ بود

گفت وعظے خوش بقصرتون ہال  
شد فزون خوف خدا تے ذوالجلال  
در بیان وعظ او بے قیل و قال

چون سلیمان واعظ شیرین مقال  
نرم شد و لہا تے مومن ہچو موم  
حق تعالیٰ داد تاثیر عجیب

سال تاریخ سن ہجری بادشاہ  
وعظ دلکش یکک من نوشت سال

قطعہ تاریخ خطاب خان بہاد وعظے سرکار انگریزی بجناب ڈاکٹر خواجہ محمد حسین صاحب ریاست بیگن پل

مسترت دل جاب روز افزون شد  
خطاب خان بہادر نے ہے ہمایون شد

خطاب یافت ز سرکار ڈاکٹر خواجہ  
بلغت بادشاہ خیر خواہ مصرع سال

تاریخات کتب

<p>قطعه تاریخ زواج منظوم مصنفه جناب فشی عظیم الدین صاحب متخلص به عظیم متوطن بیارم ضمیمه فی الزمان</p>	
<p>جناب فشی والا گهر عظیم الدین دل ز بهر سن طبع از لب ایما ن</p>	<p>بسک نظم در نسخه زواج سفت نسخه زواج منظوم لاجواب یگفت</p>
<p>قطعه تاریخ طبع دیوان گوهر مستم به گوهر آباد از مصنف جناب محمد منور خان صاحب گوهر مدراسی</p>	
<p>نوشاد دیوان گوهر طبع گشته بنار و لفظ بر حسن معانی درخشان است مضمون مثل گوهر صدائے آفرین آید زهر سو</p>	<p>که هر لفظ او مرعوب و لها است معانی بر کمال لفظ شیدا است روان طبع مصنف همچو دریا است لوائے شهرتش هرست برپا است</p>
<p>رقم زو بادشاه این مصرع سال کلام گوهر نامی چه نیتا است</p>	
<p>ایضا</p>	
<p>کردم نسخه دیوان عجیب گفت سن طبع همین بادشاه</p>	<p>شاعر ما گوهر عالی و قار گوهر شعار چه شد آید ار</p>
<p>قطعه تاریخ شنوی نغمه توحید مصنفه جناب ابوالعرفان شاه محمد عبدالرحمن صاحب فاروقی تسلیم مجروح علوم شنوی</p>	
<p>چنان ز نغمه توحید تسلیم طبع پاوشه هم کرد تاثیر</p>	<p>شده همچو دل ابل زمانه بگفتم سال بر حسته ترانه</p>
<p>قطعه تاریخ شنوی چند بدن ماهیار مصنفه جناب حاج محمد عبدالقادر صاحب شاکر متوطن و افشاری</p>	
<p>رقم زو کنون شاکر خوش بیان برآمد ز دریائے طبعش عجیب ز حالات چند بدن ماهیار سن طبع او از لب آفرین</p>	<p>چه منظور اهل نظر شنوی درخشده مثل گهر شنوی شده دلکش و پراثر شنوی مگو بادشاه عجمه تر شنوی</p>

# نظم اور قطعات تاریخ و متفرق واقعات میں لکھی گئیں

یہ نظم اثنائے سفر حرمین شریفین میں لکھی گئی اور عدن سے بذریعہ ڈاک اخبار مخبر دکن مدراس کو روانہ کئے گئی

<p>سوئے کعبہ اندون جاتے ہیں ہم ہم کہاں یہ نعمت عظمیٰ کہاں ہو نہیں سکتا ہے لفظوں میں ادا شوق ہے مونس تو ہمت ہے رفیق عین راحت ہم کو ہر تکلیف ہے عمر سب ہے بے گناہوں میں کٹی نام نیکی کا نہیں اعمال میں اپنے مہمانوں پہ کر لطف و کرم انکساری عذر خواہی بے بسی اپنی آہیں با وزن سے کم نہیں دیکھینگے کعبہ کو دیکھینگے ابھی</p>	<p>حق کے فرمان کو بجا لاتے ہیں ہم اپنی خوش قسمت پہ اتراتے ہیں ہم اس سفر میں جو مزا پاتے ہیں ہم دیکھتے کس کس کو لیجاتے ہیں ہم کون کہتا ہے کہ گھبراتے ہیں ہم باتھ اب مل مل کے پچھاتے ہیں ہم سخت شرماتے ہیں شرماتے ہیں ہم یا الہی تیسرے گھر آتے ہیں ہم نذریہ در پر ترے لاتے ہیں ہم عشق کی آتش کو بھڑکاتے ہیں ہم دل کو یوں کہہ کہہ کے سمجھاتے ہیں ہم</p>
---	--

زنگ تیرے شاعری کا بادشاہ

اندون کچھ اور ہی پاتے ہیں ہم

یہ نظم بعد مشرف ہونے زیارت مکہ معظمہ موزون کئے گئی اور اخبار مخبر دکن مدراس میں شائع ہوئی

<p>ہزاران شکر اب ہم منزل مقصود پر پہنچے الہی خواب کا عالم ہے ہم پر یا ہے بیداری تسے بحر کرم کے جوش کا بس یہ نتیجہ تھا</p>	<p>الہی یہ ترے ناچیز بندے تیرے گھر پہنچے کہاں تھے کس جگہ تھے یکیک ہم اب کدھر پہنچے ہزاروں میل سے طی کر کے راہ بکرو بر پہنچے</p>
---	---

<p>زبان پر کلمہ لبیک تن پر جامہ احرام الہی بخشد سے بہکو الہی بخشد سے ہم کو مقابل اس خوشی کے ہونہیں سکتی خوشی کوئی جو کچھ طاعت ہوئی ہم سے یہاں بھیر لو چننا کیا ہے</p>	<p>حقیر و عاجس و ناچار ہم خستہ جگر پہنچے ترے در پر ترے رحم و کرم کے منتظر پہنچے نہ ہرگز اس سفر کو کوئی دنیا کا سفر پہنچے تری مقبولیت کا بھی شرف اسکو اگر پہنچے</p>
<p>نہ پوچھو یاد شہر اہل وطن کے جوش فرحت کو پہنچنے کی ہماری جب وہاں انکو خبر پہنچے</p>	
<p>یہ نظم بعد مراجعت سفر حرمین الشریفین لکھی گئی</p>	
<p>رنگیا بس زبان پہ نام سفر شکر خالق ہو کیا ادا ہم سے یاد آتا ہے صبح و شام ہمیں وہ تمنا کہاں وہ جوش کہاں کہاں وہ دن مدینہ و مکہ جلد کیجے سفر اے شتا قو</p>	<p>حیف ہے آج اختتام سفر ہم ہوئے فائز المرام سفر آہ وہ لطف صبح و شام سفر اب کہاں ہے وہ اہتمام سفر تھے ہمارے لئے مقام سفر ہے اگر دل میں احترام سفر</p>
<p>بادشاہ ہے دعا یہی حق سے بھیر دوبارہ ہو انتظام سفر</p>	
<p>یہ نظم جلسہ فتح اڈریا نپول واقع مورپولین پولیس پارک مدراس منعقدہ ۲۱ جولائی ۱۹۱۳ء کیلئے</p>	<p>لکھی گئی اور پڑھی گئی</p>
<p>کیا شان حق ہے روم کی کایا لٹ گئی فائض ہوئے ہیں ترک اور نہ کے شہر پر جلسہ اسی خوشی میں ہوا ہے یہ منعقد بلقا نیوکی ہو گئی آپس میں جنگ خوب</p>	<p>اس کے شہزادوں کی جو قسمت پٹ گئی بلغاری فوج آسمین جو تہی نشاہت گئی دل سے ہمارے فکر تنزل کی گہٹ گئی ضرب المثل ہے جوتیوں میں دال بٹ گئی</p>



<p>کہتا ہے دل کہ مجھے سرت چٹ گئی          بلغاری فوج مارے مذہت کے کٹ گئی          فوج اسکی جیسا پھیلی تھی یون ہیٹ گئی          دیکھو ہوا اودہر کی ادہر اب پلٹ گئی</p>		<p>کہتا ہے ہم کج مین بالیدہ ہو گیا          حاجت نہ اسکو کئے کی تھی تیغ ترکے          حیرن ہے دل گرفتہ ہے ایشاہ فردوسی          ہر جا پہ "حق" رسید بجز "دار" کا ہے غل</p>
	<p>اے بادشاہِ عظم کو تم کیجے مختصر          کوئی نہ کہہ اوشے کہ طبیعت اوچٹ گئی</p>	
	<h2 style="text-align: center;">ایضاً</h2>	
<p>نہیں تہتا ہے اب جوشِ طبیعت اڈریا نوپل          ہوئی وہ چند پھر ترکوں کی عظمت اڈریا نوپل          فقط اللہ کی ہے یہ عنایت اڈریا نوپل          سا رکھی تھی کیا کیا تیری فرقت اڈریا نوپل          ہمارے لب پہ ہے ہر ایک ساعت اڈریا نوپل          ہمارے جذبِ دل کی بکھیہ حالت اڈریا نوپل          بہلا دی تو نے کیا دودن میں لفٹ اڈریا نوپل          تجھے اغیار سے ہے سخت نفرت اڈریا نوپل</p>		<p>عجب ہے فتح سے تیرے سرت اڈریا نوپل          بڑا دی تو نے پھر دنیٰ محبت اڈریا نوپل          کسے امید تھی پھر آئے تو ترکوں کے قبضے میں          کروڑوں دل مسلمانوں کے تیرے عاشق و شیدا          زبان پر یون نہ مجنون کے بھی ہو گا نام لیلیٰ کا          نکلتا ہی پڑا بلغاریہ کو تیرے پہلو سے          رہے چھ سو برس سے ہم جو تیرے مالک و مختار          غلط ہے یہ گمان ہرگز نہیں ہے تجھ سے یہ امید</p>
	<p>دُعا ہے بادشاہ کی یا الہی کیجئے مقبول          نہ چھوٹے ترک سے پھر تاقیامت اڈریا نوپل</p>	
<p>نیٹم ساحل مدراس پر جرمنی کروڑ ٹیڈن کی حملہ آوری کے متعلق لکھی گئی بتاریخ ۲۲ ستمبر ۱۹۱۴ء عیسوی</p>		
<p>کیا ستم ہم پہ ڈھایا اے یڈن          خوب گولے چلایا اے یڈن          خوب چرکا لگایا اے یڈن</p>		<p>تو جو مدراس آیا اے یڈن          آدمی بیس کر دے مجروح          جل اٹھے تیل کے خزانے دو</p>

<p>تو نے دراسیوں کو دہشت سے پھر رہا آجتا ہے آنکھوں میں خواب غفلت میں سو رہے تھے ہم اب نہیں خیر تیری ساحل پر کیسے کیسے جہاز کو تو نے بجھہ سے غرقاب دس جہاز ہوئے دی نہ اہل جہاز کو ایذا لطف خلاق سے تواضع سے مدح اور ذم کے دونوں پہلو میں کوئی نفیرین آفرین کوئی میں کہوں گا نہ پھر کسی پہ پڑے</p>	<p>شہر سے ہے بھگایا اے یڈن ایسا طوفان اوٹھایا اے یڈن تو نے ہلکو جگا یا اے یڈن بارشانی جو آیا اے یڈن انگلیوں پر نچا یا اے یڈن رحم کچھ ہی نہ لایا اے یڈن سب کو تو نے بچایا اے یڈن سب کے دل کو لبھایا اے یڈن تجھ کو بیکتا جو پایا اے یڈن کرتے ہیں اب رعایا اے یڈن تیرا محسوسایا اے یڈن</p>
--	---

بادشاہ نے یہ واقعہ سچا  
آج تجھ کو سنایا اے یڈن

### الجب

<p>جہ پیٹ لے چلیج بن گیا جانتا خوب قہر ہے یہ یڈن اس سے دودن کی تیری چاہت ہے دوستی پر تو اسکے پھول گیا ذات میں تیری گرد و غبار ہوتی اگرے یڈن کی ایک دن حالت ہوگا برٹش کاش پہ یکدن فیر</p>	<p>کیون نہ یڈن کو غرق کر ڈالا سلطنت کا ہماری ہے دشمن مدتوں سے ہماری الفت ہے دوستان قدیم بھول گیا تیری یڈن پہ کچھ جفا ہوتی یا گرفتار ہو گا یا غارت بکرے کی مان منائیگی کیا فیر</p>
--	---

نام یڈن جو سب کے لب پر ہے  
ایک چوٹا سا وہ کروڑ رہے

قطعہ تاریخ دربار دہلی جو اخبار وطن امرتسر میں شائع ہوا تھا

صریر کلک مین ہی میسر آواز ترم ہے  
کوئی مصروف خندہ ہے کوئی خوبصورت ہے  
خوشی میں بھی سوسن کے اب انداز تکلم ہے  
الم کا نام جب مانند عفا دہر سے گم ہے  
وہ ساتی ہے یہ پیمانہ وہ بادہ ہے تو یہ خم ہے  
فزون تر جبکا شہرہ از زمین تا چرخ چام ہے  
شجاعت ہے عدالت عینیت ہے ترحم ہے  
بے مثل آسمان دہلی یہ خلعت نکل خبم ہے  
کہ ہر یک جشن پر اس جشن کو حاصل تقدیم ہے  
لیاقت ہے ذہنت ہے تدبیر ہے تہنم ہے  
تکلف و آرائش کا ہر جا پر تلاطم ہے  
دل بدخواہ پر حیش گویا نیش گزردم ہے

یہ کس جشن طرب کا واقعہ آبشیں مردم ہے  
چمن میں غنچہ گل نے جمایا رنگ عشرت کا  
اودائے نرگس شہلا ہے بالکل دید کے قابل  
بدل کیوں نہ ہر زحمت ہو اپنی فرح و حجت سے  
تعلق جوش زحمت کا ہر یک دل کے ہے یوں گویا  
کہ یعنی جشن اسکے تاج پوشی کا ہے انروزوں  
وہ شاہ ہندو انگلستان کہ جسکی ذاتیں جید  
شریک جشن لاکھن میہمان ہیں شہر دہلی میں  
یہ حسن انتظام لارڈ کرزن کا نتیجہ ہے  
نیابت شاہ کی زیبا ہے اسکو طبع میں اسکے  
لکھن گر آب زر سے واقعہ یہ کچھ نہیں عجیب  
بھی خواہاں دولت سب سرت سے ہیں الامال

لکھوے پاؤں شہ تاریخ اس دربار دہلی کی  
ہمایوں تاج پوشی شہ یڈورڈ ہفتم ہے

قطعہ تاریخ در و دسر دار عینیت اللہ خان جو اخبار مخبر دکن در اس مطبوعہ ۱۸ جنوری ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا تھا

رونق فزائے شہر کالکتہ ہے بعد جاہ  
ہمایوں میں ہے یوں تاروں میں جھلجھلک  
برٹش کی سلطنت نے کی قدر اسکی دلخواہ

خلف امیر کابل سردار ذی وجاہت  
ہے سولہ سال کا سن بالکل شباب کے دن  
باقی رہا نہ کوئی تقسیم کا دقیقہ

<p>توپوں کی دہ سلامی وہ ہتھام فوجی وہ قصر خوشنما وہ آرائش و تکلف کیا لاجواب و دونوں مہمان و میزبان ہیں مہمان و میزبان میں تھی گفتگو جو با ہم تخفے او دہر سے آئے وہ چڑا دہر سے بھینچے</p>	<p>وہ شاہی میہمانی وہ الفت اور وہ چاہ وہ خسروانہ ساز و سامان وادہ صد وادہ یک جانشین کا بل یک نائب شہنشاہ اسرار تھے وہ شاہی ہے کون اس سے آگاہ پیدا ہوئی دلوں میں کیا اتحاد کی راہ</p>
<p>تاریخ خیر مقدم اے کلک پاؤں شہاب لکھ۔ جلوۂ در و در عینیت اللہ</p>	
<p>قطعہ تاریخ۔ روسی بیڑہ بانٹک کی شکست اور شاہ جاپان کی فتحیابی پر جو اخبار مخبر کن مد اس مطبوعہ ۱۲ جون ۱۹۰۵ء میں شائع ہوا تھا</p>	
<p>تہا روسیوں میں عجیب جوش و فرحت معلوم یہ کہ کو تہا کہ دو ہی دن میں کو تہا خوشی سے ہر سپاہ جاپان صد آفرین تو گو کی ہے صیادی پر بیڑہ نہ کسی کا پایا ایسا نقصان پیشہ سے ہوئی ہلاک فوج نمرود کیا حرف غلط تہا صفحہ ہستی میں ضائع ہوا معصور ہوا غرق ہوا</p>	<p>بدم نکلا ہے بانٹک کا بیڑہ محتاج فنا ہے بانٹک کا بیڑہ خوان نغمات بانٹک کا بیڑہ کیا صید کیا ہے بانٹک کا بیڑہ جو کچھ پایا ہے بانٹک کا بیڑہ مصدق اکا ہے بانٹک کا بیڑہ یک لخت شاہ ہے بانٹک کا بیڑہ کیا رنگ لیل ہے بانٹک کا بیڑہ</p>
<p>کسی بیاد شاہ سال مجبری تاریخ ہوا ہے بانٹک کا بیڑہ</p>	
<p>ایضاً</p>	
<p>جنگ بحری میں تری نیچ و نصرت و کھکھ</p>	<p>ای شہ جاپان ہاری عقل اب حیران ہے</p>

	غیب سے آنی مذاق عظیم الشان ہے	بادشاہ کو جو تہی عیسوی تاریخ کی	
قطعہ تاریخ	سیخ پورٹ آر تھر جکی اشاعت اخبار مجر دکن مدرس مطبوعہ ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء	سیخ پورٹ آر تھر جکی اشاعت اخبار مجر دکن مدرس مطبوعہ ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء	
	چمکتا ہے تیسرے قسمت کا اختر کیا ہے پورٹ آر تھر کو تو نازان مجہدین نازان ہوں تجھ پر کہا ہمت نے بڑ بکرین ہوں یاور جگہ پائی ہے کیا ہر دل کے اندر ہوا ہے رشک کیورپ مکدر شکت فاش ہے اسکو میسر پئے تاریخ یہ موقع ہے خوشتر	خدا کی شان ہے اسی شاہ جاپان ترے لشکر نے با صد جانفشانی شجاعت کہتی ہے لشکر سے تیسرے اگر کچھ یاس نے صورت دکھائی طفیل اس جنگ کے جاپانیوں نے صفائی تیغ جاپان کی جو دیکھی نہ کیونکر زار کی ہو زار حالت بہنیں زیبا خموشی شاعر دل کو	
	لب جاپان سے طبع بادشاہ نے کہی تاریخ - فتح پورٹ آر تھر		
قطعہ تاریخ	فتح مکڈن جو اخبار نیر آصفی مدرس مطبوعہ ۱۶ مارچ ۱۹۱۱ء	فتح مکڈن جو اخبار نیر آصفی مدرس مطبوعہ ۱۶ مارچ ۱۹۱۱ء	
	لطف حق اس پہ سایہ افکن ہے شاہ جاپان کا جیب و دہن ہے کہہ رہا سارا ہندوستان ہے ایک عالم پہ آج روشن ہے حق نے اسکی جہکائی گردن ہے روسیوین الم ہے شیر لہ ہے آج مکڈن بھی رشک کشن ہے بس وہی ایک تمہارا ما من ہے	کیوں نہ جاپان میں ہونوشتی کی دہم کل مقصد سے سرسرمعور آفرین اسکو اسکے لشکر کو حالت فتحیائی مکڈن کبر و نخوت میں سر بلند جو تھا نغمہ ہائے طرب میں جاپان میں حیف رنگین ہے خون انسان سے روسیو جاؤ سوئے پیر سرگ	

لطف اب جنگ میں نہیں زہنہار سال ہجری کی ہے ضرورت کیا	بلے مرزا سارا حیلہ و فن ہے یہاں مطلوب عیسوی سن ہے
بادشاہ روستے انبساط سے تم کھدو۔ تسخیر شہر پکڑیں ہے	
قطعہ تاریخ صلح جاپان اور روس پر جو اخبار مخبر دکن مدراس بت ستمبر ۱۹۰۵ء میں شائع ہوا تھا۔	
صلح و امان کی کس کو خواہش نہیں جہان میں مدت سے تھی جو جاری جاپان و روس میں جنگ صد آفرین ہے تجھ پرے امریکہ کے والی گر بزم صلح کی تو کرتا نہ سر پرستی کیا ایک روس و جاپان دنیا ہے تیری ممنون کتے ہیں تہنیت کے تارین تجھے لگاتار ہر گوشہ جہان میں اس صلح کا ہے چہر چا مسرور و شادمان ہیں سب اہل روس و جاپان تاوان جنگ اپنے مفتوح سے نہ لیکر جھاؤ تم گلے لے وکلائی صلح باہم	جنگ و جہل سے ہے کسو پہلا خوشی آج باہم مصالحت کی ہم کو خبر ملی آج تو نے ادا کیا ہے کیا حق دوستی آج یوں جلد تر نہوتی یہ صلح و آشتی آج گردن ہریک کی بادنت سے ہے جھکی آج شاہوں میں قدر تیری کس درجہ بڑ گیتی آج ہر ہر بشر کے لب پر بس ذکر ہے یہی آج انکے ہریک مکان میں ہے عید واقعی آج جاپان نے دکھائی کیا عالی ہمتی آج کہتے ہیں جنگ کسکو ہے کیسی دشمنی آج
ای بادشاہ تم یہ تاریخ صلح لکھ دو نخونریزی خلائیق موقوف ہو چکی آج	
قطعہ تاریخ جو خلیفۃ المسالین امیر المومنین حضرت عبدالحمید خان غازی سلطان روم خلد اللہ ملکہ صدقہ ڈینامیٹ سے بال بال بچ جانکی انہار خوشی میں لکھ گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس اس مطلوبہ ۳۴ اگست ۱۹۰۵ء میں شائع ہوا	
بفضل خدا ای شہنشاہ روم	مصیبت ترے سر سے کیا ٹل گئی

<p>ہے صد شکر اسکی جفا مل گئی نہ اے مہر تیری ضیا مل گئی خزان کی جو آئی ہوا مل گئی غم و درد کی اب صدا مل گئی مری فکر طبع رسا مل گئی</p>	<p>کیا ہم کے گولے کا دشمن نے وار نہ بیچا گہن کا یہ صدمہ سبچہ بچا یا ہے خالق نے گلزار کو خوشی کا ہوا ہر طرف غلغلہ ملا مصرع سال حدم مجھے</p>
<p>اور اگر سر جو رکھ پاو شاہ شہ روم پر سے بلا مل گئی</p>	
<p>قطعہ تاریخ جو زوجہ پیر صاحب اپنا مکان محلہ محفوظ خان باغ واقع مدراس وقف کرنے پر لکھا گیا</p>	
<p>مکان یہ وقف ہے جس نے کیا آج مبارک ہو یہ خیر جہاں یہ آج</p>	<p>نہ کیوں پائے جزائے نیک حق سے لکھی تاریخ اسکی بادشاہ نے</p>
<p>قطعہ تاریخ رفع فساد مقدونہ</p>	
<p>یہ قطعہ جلسہ عام اہل راس میں پڑھا گیا جلسہ مذکور کے انعقاد کی وجہ اعلیٰ حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ اللہ شہنشاہ ید و رد ہفتم کو شکریہ ادا کرنے کی تھی۔</p>	
<p>کیوں ہر ایک کے لب پہ ہے شکر خدا کسے اوشکتے ہیں یوں دست دعا ہو گیا مفقود تھا وہ رنج کیا ہے سرت عام اسکی وجہ کیا خادم الحرمین ذی مجد و علا سب پہ قابض اسکو خالق نے کہا بالیقین ہے ندہی فرمانروا اسکی ذلت دین ہے بجا</p>	<p>کس خوشی کا جوش ہے اب جا بجا وجہ کیا یوں مطمئن ہیں خاص و عام شاہان دل ہے ہر ایک کا آج کیوں کسے جلسہ ہوا یہ منعقد حضرت سلطان امیر المومنین ندہی جتنے ہیں اعلیٰ تر مقام سارے دنیا کے مسلمانوں کا وہ اسکی نصرت نصرت دین ہے یقین</p>

آفتاب آمد و سیل آفتاب  
 کس طرح مانینگے دعویٰ او سکا ہم  
 اسکی ہمت اسکی عمدہ پالیسی  
 آج تک پایا ہے کس سلطان نے  
 جسطرح سے حاکم دینی ہے وہ  
 دین و دنیا دونوں ہمو چاہتے  
 استفادہ ہمو دونوں سے مزدور  
 اے زہے قسمت شہید و رد بھی  
 اندون جب ملک پر سلطان کے  
 جنگ کے آثار تھے بالکل عیان  
 مضطرب رہے مسلمان ہو گئے  
 دل ہریک کا آشنا تھا رنج سے  
 ہم نے خدمت میں شہید و رد کے  
 آپ شاہانہ عنایت سے کرین  
 ہم رعایا کی ضروری عرض کو  
 ہو گیا ہر طرح اب صلح و امان  
 معترف احسان کے گراہم نہ ہوں  
 اسی شہید و رد ہفتم ذی وقار  
 آج یہ جلسہ بصد جو شش طرب  
 اور کرتا ہے ادائے تہنیت  
 منحصر سے جنگ کے از فضل حق

وصف خود شاہ ہے کے وصف کا  
 جو نہیں اسکو خلیفہ مانتا  
 اسکا استقلال اور فہم رسا  
 مدح خوان دشمن ہی ہن بے ساختہ  
 حاکم دنیا شہ برطانیہ  
 ہمو دونوں سے تعلق ہے لگا  
 ترک کر سکتے ہن ہم کسکو بہلا  
 بادشاہ مہربان ہم کو ملا  
 بحری بیڑہ دول یورپ کا گیا  
 پیش تھا مقدونیہ کا مسئلہ  
 تھا پریشانی میں ہریک مبتلا  
 کون تھا جو اس سے متاثر نہ تھا  
 تار سے یہ مدعا ظاہر کیا  
 دول اور سلطان میں باہم تصفیہ  
 شاہ نے منظور فوت کر لیا  
 بیڑہ جو آیا تھا واپس ہو گیا  
 اس سے بڑ بڑ اور کیا ہوگی خطا  
 اسی ہمارے امپیر آف انڈیا  
 کر رہا ہے شکریہ تیرا ادا  
 خدمت سلطان میں باشوق و تلا  
 رہ گیا محفوظ جو ملک آپ کا



<p>ہم ٹوکیا روئے زمین کے دیندار التجا ہے ای الہ العالمین شوکت و اقبال سلطان ہوفزون اسکے اعدا کو شکست فاش ہو ترک و برٹش میں ہو باہم اتحاد یہ رہن بایکدگر شیر و شکر ساری دنیا میں رہے صلح و امان یہ جو دو جلسے ہوئے مدراس میں ستھرون کے بین اغراض سب وہ شجر ہے تو یہ اسکا ہے ثمر ریخ گر کہتے اُسے رحمت ہے یہ ای قلم کردستان کو مختصر چونکہ ہے یہ واقعہ ہی یادگار</p>	<p>اس خوشی میں سب نے حصہ لیا ملک سلطان کو تو کہہ یوں ہی بجا ہر زمان ہر وقت تار و زبنا فتح و فیروزی ہو اسکو جا بجا منقطع یارب نہ ہو یہ سلسلہ انکی الفت کو تو دے ہر دم بڑھا روسیہ ہو جنگ کا صبح و ساء اندولن دربارہ مقدونیہ یہ خبر ہے اسکی وہ ہے مبتدا وہ ثمر ہے تو یہ اسکا ہے فرا درد گر کہتے اسے یہ ہے دوا پاوشہ طحل سخن ہو تاکجا گر لکھوں تاریخ تو حجاب ہے کیا</p>
<p>لو سنو یہ مصرع تاریخ سب آج خوب جنگ سے دل سے ہٹا</p>	
<p>قطعہ تاریخ و ردعای جناب پرنس آف ویلز مع بیگم</p>	
<p>جس وقت مدراس میں حضور مدوح کی شریف آوری ہوئی یہ قطعہ بذریعہ ڈاک پیش کیا گیا حضور مدوح نے اپنے مہراحم خروانہ سے اسکی قبولیت اور شکر یہ کا خط روانہ کیا بعد واصل خط شکر یہ حضور مدوح تمام حکام والا مقام اور رئیسان ذی احتشام کی خدمات میں بطریق تحفہ اسکے نقول روانہ کئے گئے سب کے پاس سے شکر یہ کے خطوط اگر باعث افتخار و اعزاز صنف ہوئے وہ ہونہ</p>	
<p>آمد آمد کی تھی جیسے ایک مدت سے خبر</p>	<p>یک جہان کی آنکھ جبکہ دید کی تھی منتظر</p>

جسکے مہمان کی تہن تیار یان شام و سحر  
 جسکے خاطر صرف کرتے تھے خوشی سے مال و زر  
 افتتاحی سیکڑوں زمین تہن جس پر منحصر  
 ہے لقب جسکا پرنس آف ویلز ہر جانشین  
 ایک دن ہوگا جو ملک انڈیا کا امپیرر  
 اور ہے ہمراہ اسکی بیگم والا گھر  
 کس نے خاتونان شاہی میں کیا ایسا سفر  
 رشک کرتے ہیں تری قیمت پہ ایام دگر  
 دیکھنے آیا مع بیگم ترے شہ کا پر  
 اسکی دلجوئی کا یہ موقع ہے تجھ کو خوب تر  
 بے سبب ہرگز نہیں خم ہیں ترے پشت و کمر  
 یہ طرب یہ جوش یہ جلسہ یہ شاہی کروشہ  
 خوشنما اوقات یہ نظار ہائے پر اثر

جسکے استقبال کی تھی دہوم سارے ہند میں  
 جسکے خاطر ہو رہی تہن جا بجا آرائشیں  
 جسکے ہاتھوں سے بنا ہر کام کی ہے فال نیک  
 تخت انگلستان کا کہتے ہیں جسکو جانشین  
 ایک دن چمکیگا جسکے سر پہ تاج کوہ نور  
 بلدہ مدراس میں وہ تاج ہے رونق سنرا  
 یہ وہ بیگم ہیں کہ پہلے ہند میں آئیں یہی  
 کیا مبارک تو ہے اسی سبت و چہارم جنوری  
 جسقدر ہونا زای مدراس تجھ کو ہے بجا  
 ہر زمان لازم ہے تجھ پر اسکی آمد کی خوشی  
 ہم نے مانا ای فلک پر جہاں دیدہ ہے تو  
 سچ بتا تو نے کہی دیکھا ہے اپنی عمر میں  
 صفحہ دل سے ہمارے محو ہونگے کس طرح

تحفہ تاریخ تم یہ پیش کرد و بادشاہ  
 ہند میں آیا شہ انگلنڈ کا بخت جسگر

قطعة تاریخ مرحبت لارڈ کرزن و سیرائے ہند طرف انگلستان کے مطبوعہ اخبار مجر دکن مدراس مورخہ  
 ۲۹ نومبر ۱۹۰۵ء عیسوی

دورنگی اسکی ہے عالم پر روشن  
 عجب فہم و فراست کی تھی معدن  
 جلسہ وہ بوسے شہر لندن  
 بعد شوکت ہوا ہے جلوہ انگن

نہیں یک حال پر حال زمانہ  
 جناب و سیرائے ہند کی ذات  
 حکومت ہند میں کی جسے چھ سال  
 اسی کے عہد میں دربار دہلی

پرس آف ولیز ابن شاہ لندن مشن بھیجا ہے بروقت معین جھکالی والی تبت نے گردن اسی نے منعقد کی ہے کمیشن اجارہ پر ملازمت کا مسکن محبت کا عجب پہیلا کے دامن مچا یا بے نہایت شور و شیون ادھر بنگال کا تھا پارٹیشن بنا یا خوب ہریک دل میں مسکن دل من داند و داند دل من	اسی کے عہد میں تشریف لا یا بسوئے کابل و ایران اس نے سفارت جب گئی ہے سو تبت پئے اصلاح تعلیمت و پولس بڑا آڑا کے ہی زور پالسی سے عرب کے بھی سو حاصل پر گیا وہ اسی کے عہد میں بنگالیوں نے اودھر تھا جوش تحریک مدیشی غرض طرز عمل اس حکمران کا ہے اسکے وصف میں یون ہند گویا
لکھنؤ پادشہ تاریخ رخصت ہوا رخصت وطن کو لاہور ۱۹۰۵ء	
قطعہ تاریخ جشنِ جوبلی حضور نظام دکن دام اقبالہ جو اخبار بھارت دکن میں ۲۰ ستمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا تھا	
رنگت کچھ آج اور ہی صحنِ چین کی ہے کیا وہوم ای صبا ترے دلکش جلن کی ہے سوسن سی بے زبان کو تناسخ کی ہے سنبل میں وضع زلف کے پیچ و شکن کی ہے مازوا و اگلونین سرسرد بہن کی ہے سنبل میں وضع زلف کے پیچ و شکن کی ہے رغبت اسے بھی اندنوں انگلش فشن کی ہے فرحت عجیب آج ہریک مرد و زن کی ہے	کیا شان حق ہے آتی کس انداز سے بہار ہریک شجر نہال ہے ہر گل ہے باغِ باغ نرگس کی کوہِ آئینہ بھی بنیا ہے اندنوں گل میں کسی کے عارض رنگین کا رنگ ہے دولہ ہے عنذلیب براتی بہن سب شجر غینچون کی بو سے کرتی ہے ان روزوں ہمیری پوڈر لگا یا گل نے زرگل کا رخ پہ آج یعنی شہ دکن کے ہے یہ جوبلی کا دن

قسمت بلند آج تمہارے وطن کی ہے منت یہ کیسی بارگہ ذوالمنن کی ہے نسبت یہ گویا دونوں میں اب روح و فن کی ہے طاقت قلم کی ہے نہ زبان و دہن کی ہے باقی نہ ایک شکل بھی رنج و محن کی ہے جو کچھ یہاں ہے قدر فقط علم و فن کی ہے جب تک بقا الہی زمین و زمیں کی ہے	ہر یک خوشی بجا ہے ای اہل دکن تمہیں نظارہ ایسے جشن کا ہنکو عطا ہوا مازان رعایا شاہ پہ شہ ان پہ شادمان کس طرح مجھے حضرت آصف کا وصف ہو اشدرے خوشی شہ آصف کے عہد کی اس عہد شہ میں جہل ہے بقدر کس قدر اقبال و جاہ شہ کا فزون تر ہو دمدم
--	--

تاریخ جشن تم یہ سناد وای بادشاہ  
اب جو ملی جہان میں نظام دکن کی ہے

قطعہ تاریخ جو جلسہ دستار بندی مدرسہ باقیات الصالحات و پورہ کیلیے لکھا گیا

خوب ہے مجمع مسرت خوب ہے  
سال اس جلسہ کا لکھو بادشاہ  
علم کا ہے آج عز و جاہ خوب  
جلسہ تعلیم طلبہ واہ خوب

قطعہ تاریخ جو حیدر آباد دکن میں لارڈ مٹو و سیرائے ہند کی نشریف آوری پر لکھا گیا

ہوے ہن رونق افزا و سیرائے ہند بلڈن  
ہوا آراستہ پیراستہ یوں ہر گلی کو چہر  
نہ کیوں مسرور ہو مخطوط ہو ہر دم دل جہان  
عجب انش فراغین میزبان جہان کی تقریرین  
نہ تھی کس کو تناسل مسرت خیزت ہو کی  
نبی ہے آج شکل شہر یک معشوق و لہجہ کی  
ہجی ہے دہوم ہر جا میزبان کے خلق نیکو کی  
ہے اگلے آگے کیا وقعت فلاطون کی اسطو کی

اب بھبت سے سال عیسوی اسے بادشاہ فوراً  
کہو۔ اب ہے خوش آمد دکن میں لارڈ مٹو کی

قطعہ تاریخ جو آنریبل جسٹس عبدالرحیم صاحب بہادر عہدہ ججی ہائی کورٹ مدراس پر مودعہ  
معلق لکھا گیا

رکھتا ہے سب میں لیکن شانِ عظیم جس  
ذی جاہ یکسلمان مردِ سلیم جس  
ہمدرد قوم آئے کیسے فہیم جس

سرکار میں معزز عہدے تو یوں بہت ہیں  
صد شکر اندون میں رونق فزائے ہی کوثر  
مدرسہ و تمھاری قسمت کی یاوری ہے

تاریخ عیسوی یہ اے بادشاہ لکھ دو  
فرخ نہاد میں یہ عبد الرحیم جس

قطعہ تاریخ جو افتتاحِ حجازی ریلوے پر لکھا گیا اور اخبارِ مجذد کن مدراس مطبوعہ ستمبر ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا

زبان پر کیوں ہر ایک کے آج شکر رب باری ہے  
بہر ہے جوش کیوں دل میں یہ فرحت آج کیسی ہے  
سبب کیا جا بجا یہ اتفاق و حب قومی ہے  
بصد شوکت و ہمان اب ہکا جشِ افتتاحی ہے  
ہمارے واسطے یہ بلکہ لازم ہے ضروری ہے  
مبارکباد کے قابل مسرت یہ ہماری ہے  
تم اچھے ہو تمہاری اندون تقدیر اچھی ہے  
زیادہ کچھ نہیں عرصہ جو مدت ہے وہ تھوڑی ہے  
وہی یعنی امیر المومنین سلطانِ غازی ہے  
ادب سے سارا دیورچہ کو کہتا ہر محبشی ہے  
یہ وہ سلطان کہ جو شرع نبی کا دل سے حامی ہے  
یہ وہ سلطان کہ چیر سلطنت خود ناز کرتی ہے  
شرف سے فخر ہے اعزاز ہے اور سرخروئی ہے  
بھلا تاریخ میں تباؤ ہمسراس کا کوئی ہے  
زمانہ بنگیا ساقی ہمیشہ دور جاری ہے

مچی ہے کس نوید جانفرا کی دہوم عالم میں  
نظر آتا ہے یہ کس شاہِ مقصود کا جلوہ  
سبب کیا ہر طرف آثارِ عشرت یوں ہویدا ہیں  
سنو یہ وجہ اسکی ریل آپہنچی مدینہ کو  
خوشی ہم سبھی منائیں گریہاں ہرگز نہیں بجا  
مبارک شہر کو پہنچی مبارک ریل ہے بیشک  
سہولت اب سفر کی حاجت تم کو مبارک ہو  
وہ دن بھی آئیگا سنلو گے پہنچی ریل مکہ کو  
یہ سب کسکے بدولت کون ہے اس ریل کا بانی  
ہے خاقان ابن خاقان اور سلطان ابن سلطان  
یہ وہ سلطان ہے جسکو خادمِ الحرمین کہتے ہیں  
یہ وہ سلطانِ خلافت کا ہے جسکے یک جہا مائل  
یہ وہ سلطان ہے جس سے کل مسلمانانِ دنیا کو  
تدبر میں تحمل میں فرہست میں لیاقت میں  
محبت اسکی مثل ہی ہمارا دل ہے پیما نہ

یہی ہے آرزو دل کی یہی ہے التجا حق سے شہ یثور و ہفتم کا بھی ہم پر شکریہ لازم تعلق ہو دو نون شاہ سے ہے فرق ہے اتنا	جہان میں وہ رہے باقی جہان جب تک باقی ہے کہ جس نے مذہبی کاموں میں آزادی نہیں دی ہے وہ دینی ہے یہ دنیاوی وہ روحی ہے یہی ہے
--	--

تلاش لے پاؤ شہ تہی بہر سال فتلح ریل  
کہا ہاتھ لے کر مبارک ریل پھینچی ہے

قطعہ تاریخ جو طغیانِ موسیٰ ندی واقع حیدرآباد دکن کے متعلق لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ  
نومبر ۱۹۰۶ء میں شائع ہوا

حادثہ شکر ترا ہی حیدرآباد دکن موسیٰ ندی کا ہے یوں سیلاب آیا ناگہان کوئی تو دب کر دوا کوئی ہوا ہے غرق آب کر دیا ہے استقامت اسکو بھی سیلاب نے گر گئے صد ہا مکان سجد ہو نقصان مال لالہ و گل تھے جہان اب ہے وہاں سب غاروں بچ گئے صدمہ سے جو اکیلی تھی کیا حالت زبوں آفرین صد آفرین ہے تو نے لے شاہ دکن کھانا بھوکوں کو کھلایا کپڑے ننگوں کو دے اللہ اللہ یہ نوازش یہ رعایا پروری تجھ سا حاکم آج تک تخت دکن پر کب ہوا کیون نہ تاریکی شب غم کی دکن سے دور ہو	آہ اول کس کا نہیں ہے خنجر غم سے دو نیم جس طرح کرتی ہے دہا د ملک پر فوج غنیم کہ لگتی تھی خلق پر کیا راہ عین و دال و سیم تہا سن تعمیر جس پل کا صراط مستقیم سیکڑوں بیوہ ہوئیں عورات اور بچے یتیم ہے روان باد خزان جس جا پہ چلتی تھی نسیم ہائے انکی بے بسی وہ رنج و غم وہ خوف و بیم کس قدر ان خستہ حالوں پر کیا لطف عظیم اور اپنے خاص ایوان میں کیا انکو مقیم حشر میں دیکھا جزا کیا کیا تجھے رب کریم واقعی ہے ذات تیری غرض شاہان و تدیم ماہ تابان تو ہے اور انجم میں سب تیرے ذیم
---	---

ہاتھ غنی نے بہر سال مجھ سے بادشاہ  
کہ دیا آیا دکن میں داتے سیلاب عظیم

قطعہ تاریخ جو سند نشینی ہر پائش نواب سید غلام علی خان بہادر والی ریاست بگن پٹی کے متعلق لکھا گیا۔

ہوئی آج یہ کسی سند نشینی  
درخشان ہے تقدیر بگن پٹی کی  
نہیں کچھ یہ بچا اگر آب زر سے  
عجب چشمہ فیض ہے یہ ریاست

ریاست کا گلشن ہے سرسبز و شاداب  
کشادہ ہیں کیا کیا مسرت کے ابواب  
لکھن تندرہ اسکا ذی فہم اصحاب  
شب و روز خلق خدا جس سے سیراب

لکھو بادشہ تم یہ سال سیحی

غلام علی خان بہادر آج نواب

قطعہ تاریخ جو لارڈ مٹو بہادر و میسرے ہند کی تشریف آوری مدراس پر لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس  
مطبوعہ دسمبر ۱۹۰۹ء میں شائع ہوا

کیا مبارک ہے تولے ماہِ دسمبر کی ہنم  
گلشن مدراس میں کیا لائی ہے تو نے بہار  
نائبِ پد و پدم رونق افزا ہیں یہاں  
چل رہا ہے دورانکے بادۂ دیدار کا  
خیر مقدم کے منانے کا ہے بس موقع یہی  
بلدۂ مدراس ہے آراستہ پیراستہ  
آپ لاثانی فرست میں ہو یکتا فہم میں  
آپ کی کوشش کا ثمرہ ہے یہ اسکیم جدید

تیرا آنا گویا ہکونال نی کو ہے یہ آج  
جانفزا ہر یک گل و غنچے کی خوشبو ہے یہ آج  
شادمانی و طرب کی دہوم ہر سو ہے یہ آج  
ساغرِ چشمِ خلاق خوب ملو ہے یہ آج  
ہکو نظار و فاداری کا قابو ہے یہ آج  
ہر گلی دلکش ہے ہر یک راہ دلجو ہے یہ آج  
کون مانند آپ کے خوش خلق خوش ہے یہ آج  
آپ کے احسان کا انکار کس کو ہے یہ آج

جس تو ہے گرجے تاریخ کی اسی بادشاہ

لکھ۔ خوشاں بہادر و لارڈ مٹو ہے یہ آج

قطعہ تاریخ جو جناب محمد عبدالقدوس بادشاہ صاحب کے انتخاب لیجلیٹو کونسل مدراس کی مبری پر لکھا گیا

تاجر والا ہم نیکو شیم

عبد بن قدوس کے عالی جناب

<p>مجمع اوصاف جنکی ذات ہے ذی وجاہت ذی فرست ذی کمال جنگے گھر سے فیض یک عالم کو ہے کونسل کے آج وہ ممبر ہوے دل ہریک کا ہے خوشی سے مانع مانع دہوم ہے ہر سو مبارک باد کی سرخ رویا رب رہیں یہ قوم میں</p>	<p>جن کا شہرہ ہے مثال آفتاب مرح خوان جنگے ہیں سارے شیخ و شاب قوم ہے ممنون جن سے بے حساب کر دیا انکو خدائے کامیاب واقعی ہے یہ سترت لاجواب ذکر ہے ہر جایہی با آب و تاب قوم ہونے ہمیشہ بہرہ یاب</p>
---	--

مین نے سال کامیابی بادشاہ  
لکھ دیا۔ اچھا مبارک انتخاب

قطعہ تاریخ جو بہر مجبئی کنگ جارج پنجم شاہ انگلنڈ و قیصر ہندوستان کے تخت نشینی کے متعلق لکھا گیا

<p>ہزاران آفرین ہے جارج پنجم خوشی اب ہر بہین ہے جارج پنجم کوئی تجھ سا نہیں ہے جارج پنجم رعایا خوشہ چین ہے جارج پنجم عجب ماہ سین ہے جارج پنجم ترا تاج و نگین ہے جارج پنجم یہی ہمو یقین ہے جارج پنجم تمنا یہ ہیں ہے جارج پنجم</p>	<p>ہے اب رونق فراے تخت انگلنڈ مبارک باد کی ہر سو صدا ہے رعایا پرور و عادل و باذل ترے ہی خرم فیض و کرم کی پسہر دولت و اقبال کا تو سراسر مورد فضل الہی چلیگا باپ کے نقش قدم پر سنادین مصرع سال جلوس آج</p>
---	--

سرا دعا کو کرد و دور سٹند

خوشا اور نگہ نشین ہے جارج پنجم

قطعہ تاریخ جو صحت یابی شمس العلماء خان بہادر نواب عزیز جنگ بہادر متخلص بہ ولا ساکن حیدر آباد کوٹ



<p>لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۳۲ مئی ۱۹۱۵ء میں شائع ہوا</p>	<p>عزیز جنگ بہادر ولایت والا شان وجود تیرا جہاں میں بسا غنیمت ہے تھے فیوض سے آب مفید کون نہیں خبر جو تیری علالت کی اندون پھیلی ہر ایک زبان پہ تھی تیری سلامتی کی دعا پئے علاج اطبا و دہر ہوئے مصروف ہزار لشکر ملی تجھ کو دولت صحت</p> <p>شہیر خلق ہے تو باہزار زیبا نی تھے ہی دم سے ہے ہر فن کی قد فرنی تمام ملک دکن دل سے تیرا شیدانی تو دوستوں کی طبیعت بہت ہی گہرائی ہر ایک دل تری صحت کا تہا تمنائی ادھر عنایت خلاق جوش پر آئی ہزار شکر خدا نے امید بر لاتی</p>
<p>سنائی ہم نے لب بادشاہ سے تاریخ عزیز جنگ نے نام خدا شفیق پائی</p>	<p>قطعہ تاریخ جو جلسہ ابتدائے رسالہ المضمون مدراس کے لئے لکھا گیا</p>
<p>شکر صد شکر منعقد ہے آج بادشاہ اسکی تم لکھو تاریخ</p> <p>جلسہ ابتدائے المضمون طرب افزا بنا ہے المضمون</p>	<p>قطعہ تاریخ جو جلوس ہزائن میر عثمان علیخان بہادری سی۔ سی۔ ای۔ نظام ہفتم حیدر آباد دکن خلد شہر ملکہ و سلطنت پر لکھا گیا</p>
<p>ہو گیا تخت دکن پر جلوہ گر بادشاہ نے لکھد یا سال جلوس</p> <p>میر عثمان علی والا مقام اب ہوا شاہ دکن ہفتم نظام</p>	<p>قطعہ تاریخ جو دول یورپ میں جنگ عظیم چہر جانیکے متعلق لکھا گیا اور اخبار روزانہ قومی رپورٹ مدراس مطبوعہ ۱۲ اگست ۱۹۱۵ء میں شائع ہوا</p>
<p>یورپ کی دولتوں میں کیا جنگ چہر گئی ہے سال اسکا بادشاہ سے پوچھتے ہو سٹلو</p> <p>کس نے نظیر اسکی تاریخ میں ہے دیکھی جنگ عظیم یورپ کے اسکا سال بھری</p>	

قطعہ تاریخ وعظ جناب مولوی حاجی غلام محمد صفا شملوی زاد مجسده جو مسجد مینان کوچہ آندرسن مدرس

### مین پڑھا گیا

مینو! آپ کی مسجد میں آج وہی پانچویں جہاں خالق سے دین کے واسطے ہے یہ دنیا مولوی شملوی صاحب کا بیان ایسے واعظ کی اگر قدر نہ ہو ہیں یہی ندوۃ العلماء کے کیل	شملوی وعظ کا کیا چرچا ہے دین کی باتوں کا جو شیدا ہے اگر نہ ہو دین تو دنیا کیا ہے پوچھنا کیا ہے بہت عمدہ ہے قدر کا لفظ ہی پھر بیجا ہے ہند میں انکا بڑا شہر ہے
---	---

بادشاہ وعظ کی تاریخ لکھو

واعظ مسیحی بیان اچھا ہے

تاریخات مساجد وعید گاہ

قطعہ تاریخ جو مسجد پنگنور واقع ضلع انت پور کیلئے حب فرمائش اہل پنگنور لکھا گیا

خوب تیار یہ ہوئی مسجد کہدیا سال اسکا ہاتھ نے	دل ہوا مومنوں کا فرحت ناک کہ زہے خانہ خدا تے پاک
---	---

قطعہ تاریخ جو مسجد پنگنور واقع ضلع چتور کیلئے حب فرمائش اہل پنگنور لکھا گیا

فضل سے اللہ کے پنگنور میں کہدیا ہاتھ نے سال اختتام	ہو گئی تعمیر مسجد با صفا مومنین کا مسجد گاہ بیت خدا
---	--

قطعہ تاریخ جو تعمیر عید گاہ آمبر کیلئے حب فرمائش باگی قادر بادشاہ صفا پنی لکھا گیا

شکر ہے یہ عید گاہ طاعت حق کیلئے فکر تہی تاریخ کی دل نے کہا بادشاہ	ہو گیا تیار از فضل خدا تے جہان لکھو دے ہے پوچھنا عید گاہ مومنان
--	--

تاریخات شادی

قطعہ تاریخ نکاح احمد حسین صاحب فرزند جناب نطہر شمس الدین صاحب ساکن دہلی باری جو محل نکاح میں پڑھا گیا اور دوسرے شعر کی تاریخوں کے ہمراہ ملے کر کے تقسیم کیا گیا۔

<p>نغمہ سر ہے بلبل ہر ایک بعد خوشی آج ہر نخل تازہ تر ہے ہر شاخ ہے ہری آج گو یا بچھا ہے ہر جافر ش ز مردی آج دکھلا رہا ہے کیا کیا انداز خرمی آج دیکھو تو باغبان بھی کس درجہ ہے سخی آج دونوں کی دل لگی یہ ہر دل کو ہے لگی آج سرو سہی کو حق نے کیا دی ہے ہستی آج ز گس کی شوخیان ہیں واللہ دیدنی آج کیا یہ نوید فرحت تو نے نہیں سنی آج پایا ہے بارک اللہ اعز از نوشہی آج محو طرب ہیں یکسر کیا پر کیا صبی آج اس جشن کی عیان ہے رونق کچھ اور ہی آج عاجز قلم ہوا ہے قاصر زبان ہوئی آج با صدق دل یہی میں ہوں تجھ سے ملتی آج جس طرح انکو حاصل ہے لطف زندگی آج</p>	<p>گلشن میں فصل گل کی کیا دہوم ہے چچی آج ابر بہار کا کیا جاری ہے فیض ہر سو سبزہ کی سبز بختی ہے تابل نظارہ غجنوں کا مسکرانا پہولوں کا پہول جانا بے انتہا زگل تقسیم کر رہا ہے مصروف ناز ہے گل نمونیا بلبل ثابت قدم ہے راہ عیش و طرب میں یکجا دل ہے کہیں لبہا تکی آنکھیں کہیں چسپاتی رنگ چمن سے اسی دل حیران کیوں ہوا ہے نطہر شمس دین کا فرزند نیک طینت چرچا ہے تہنیت کا ہر ایک کی زبان پر علما و عہدگان سب ہیں جمع باجماع کس کس کا نام لون میں کسی صفت لکھوں میں یار ب عروس و نوشہ ہر دم رہیں سلامت یہ لطف زندگی بس قائم رہے ہمیشہ</p>
---	--

تاریخ کا یہ مصرع سن لیجے بادشاہ سے  
ہے بزم کتختہ اتی احمد حسین کی آج

قطعہ تاریخ کتختہ اتی جناب عبدالوہاب صاحب ویلوری جو جناب حاجی محمد یوسف صاحب مرحوم متوطن  
ویلہ کی لڑکی سے گئی

<p>مرجائے تیسویں ماہ رجب تیرے آنیسے ہوئے سرور ہم نیکے سعد ہے محمود ہے تو نے دکھلائی ہمیں صبح اسید یعنی فضل حق سے اب نوشہ ہوا ذی مروت مظہر خلق و کرم دہوم ہے ہر جا مبارکباد کی یون شگفتہ ہے دل پیرو جان واسطے تاریخ کے ای بادشاہ</p>	<p>تو ہے کیا جلوہ نما با آب و تاب تیرے آنیسے ہوئے ہم کامیاب تجھ کو زیبا ہے ہر یک زیبا خطاب تجھ سے اب مقصد کا چمکا آفتاب دوست یک میرالیاقت انتساب ہر صفت میں ہے وہ فرد لا جواب فری مجید ہے فرحت بے حساب تازہ تر گلشن میں ہو جیسے گلاب فکر میری ہو گئی وقف حساب</p>
<p>یکیک ہاتھ سے یون آئی ندا ہے یہ فرخ شادی عبد و باب</p>	
<p>قطعہ تاریخ تختہ الی جناب عبدالقادر صاحب برادر جناب شیخ احمد صاحب ویلوری جناب حاجی محمد یوسف صاحب حرم متوطن ویلور کی لڑکی سے لگی تھی۔</p>	
<p>بارک اللہ یہ کیا محفل ہے شوق کہتا ہے کہ کچھ لکھ مضمون شکل غنچہ ہے کوئی تبسم مدح خوان صورت بلبل کوئی جا بجا یون ہے اثر فرحت کا میرے یک دوست ہیں شیخ احمد نام ہوا اب انکے برادر کا نکاح ذی وجاہت ہے سر اسر نو شاہ</p>	<p>ہر طرف جوش طرب ہے ظاہر طبع کہتی ہے کہ میں ہوں حاضر مثل گل کوئی شگفتہ خاطر کوئی زرگس سا ہمہ تن ناظر جیسے گلشن میں صبا ہے سایر صاحب خلق ہیں ذی شان تاجر اسلئے ہے یہ مسرت وافر طرہ ہے اسے لباس فاحشر</p>

<p>عالم و فاضل ونشی شاہ اہتمام اسکا ہے بالکل نادہر کون ہے کسی زبان ہے قاصر بس یہی میری دعا ہے آخر فضل حق اٹکا ہو ہر دم ناصر وہ جو مین فن سخن کے ماہر</p>	<p>جمع کیا کیا مین یہاں اہل کمال رونق اس ہزم کی کچھ اور ہی ہے سب کے لب پر ہے مبارکبادی چونکہ بے لطف ہے ارباب کلام شاد و خرم رہیں دولت و لہن بادشاہ داد سخن کی دینگے</p>
<p>لب ارمان سے سنا دو تاریخ خوب ہے شادی عبد الستار</p>	<p>لب ارمان سے سنا دو تاریخ خوب ہے شادی عبد الستار</p>
<p>مادہ تاریخ نکاح خطیب محمد عبدالرشید صاحب فرزند مصنف نکاح خطیب محمد عبدالرشید</p>	<p>مادہ تاریخ نکاح خطیب محمد عبدالرشید صاحب فرزند مصنف نکاح خطیب محمد عبدالرشید</p>
<p>قطعہ تاریخ کتباتی خاں خطیب مولوی محمد عبدالرشید صاحب فرزند خاں خطیب عبدالرحمن صاحب توطی و بادشاہی خندہ زن گل مین شگفتہ طبع سارے عذیب جس طرح دربار شاہی مین ہو آواز نقیب راز دل حبیب کسی سے کوئی کہتا ہے حبیب آئی ہے باد سحر اب بکے استاد و ادیب کون ہے اہل چن مین آج محتاج و غریب ناز ہے یل بل و گل کو ہے کون اپنا رقیب جسکا ہے اہم گرامی عبد الرحمن خطیب آج وہ نوشتہ ہوا از فضل خلاق مجیب آج آتی ہے نظر مجھ کو خوشی ہی خوش نصیب ذات نوشتہ مین یہ سب مین جمع با شان عجیب</p>	<p>شکر اللہ آج ہے گلشن مین کیا فصل بہار نغمہ بیل ہے پیش شاہد گل اس طرح شاخائے گل ہم کرتے ہیں یوں سرگوشیاں طفل غنچہ کا دہن وا ہے جو لبم اللہ سے ہر شجر فیض زر گل سے تو نگر بنگیا سر سبز حیران کہیں گلچیں کہیں صیاد ہے یہی یکدہ میرے کرم دوست ذی لطف و کرم انکا نور لہن ہے جو صاحب علم و کمال شاد ہے سرور ہے خرسند ہے ہر یک بشر علم و اخلاق و تواضع نیکوئی خوش شدلی</p>

بزم پیش فلک ہے شکل جسم جمع ہیں مولوی حاجی خضر محمود جن کا نام تھا گو نہیں زندہ ہیں زندہ مگر ہے انکا نام دولہ دہن کو یارب شاد رکھہ آباد رکھہ	عقدگانِ شہر سارے اور علمائے لبیب عقد نوشہ میں جو آئی انکی ہے دخت نجیب رہبر دین ہمیر تھے وہ روحانی طبیب تیرے افضال و کرم ہر دم میں انکے قریب
--	--

مصرع تاریخ یوں لکھا ہے میں نے بادشاہ  
ہے مبارک عقد نیکو ہے عبید اللہ خطیب

قطعہ تاریخ کتخانی حکیم محمد عبدالواحد صاحب فرزند جناب حکیم محمد عبدالعزیز صاحب ساکن مدراس

عبد واحد کا ہوا بسا ہوا آج باد شہ تم یہ سنا دو تاریخ	دہوم ہر جا ہے خوشی کی زاہد شادی ہر سرخ عبد الواحد
---	--

قطعہ تاریخ کتخانی دختر نیک اختر جناب واداعتی محمد ابراہیم صاحب سکرٹری محمد انیسویشل سوسی انیسویشل

کس زبان سے ہو تراشکر و سپاس شاہ مقصود کو تو نے کیا جیسے گلشن میں روان باد نسیم دل سے ہر کیے یہ کہتی ہے خوشی کون ہے ایسا جو باغ دہر میں یعنے یک میرے کرم دوست نے واہ کیا محفل ہے جس پر ہے فدا اہل محفل صورت پروانہ ہیں ہر دہن وقف مبارک باد ہے دل میں بہانوں کے مدت تک رہے مصرع تاریخ کی تھی جستجو	فضل کیا ہم پر ہے اے اللہ آج جلوہ گر مانند مہر و ماہ آج یوں خوشی کی ہے دلونین راہ آج خادمہ تیری ہوں بے تنخواہ آج اس مسرت سے نہیں آگاہ آج عقد دختر کا کیا دلخواہ آج شان و شوکت اور عز و جاہ آج اور شمع بزم ہے نوشاہ آج ہر زبان پر ہے صدائے واہ آج میزبان تیری لطف و چاہ آج آئی ہاتھ سے ندا ناگاہ آج
---	---

## کہد وازروئے بستان بادشاہ

دخت ابراہیم کا ہے بیاہ ۳۰ آج

قطعہ تاریخ شادی دختر مولوی احمدین صاحب یم۔ یے بی۔ بیل محمد پیشی حضور نظام دکن جو برادر مولوی  
کے مکان میں رو برو حضور نظام دکن غلام اللہ ملکہ پڑھا گیا

سب دوستوں کے دل کو فرحت پہنچیں آج  
نوشاہ نیک خواجہ الطاف حسین ۳۰ آج

محفل ہے عقد کی یہ کیا خوب بارک اللہ  
اے ملک بادشاہ تو لکھدے یہ سال بھری

قطعہ تاریخ تختدانی ملیا لم عبدالرحیم صاحب فرزند جناب ملیا لم امین الدین صاحب ساکن و انہاری

ہم ہیں بندے تو ہے مالک ہم ہیں حادث تو قدیم  
تری حکمت ہیں حیران سارے دنیا کے حکیم  
تیری رحمت ہے کشادہ تیرا احسان ہے عظیم  
تو نے رکھا دین احمد پر جو ہم کو مستقیم  
سایہ افگن جہی ہے ہر دم ترا فضل عظیم  
نظر لطف و عنایت دوست ہیں میرے صمیم  
فرحت و محبت ہیں کیا کیا دین ہر ایک کے مقیم  
صفو کا فدیہ میرے ہوں فدا و راقسیم  
جس طرح گلشن کے اندر پور و ان باد نسیم  
جمع ہیں تجار کیسے کیسے علمائے فہیم  
ذی مروت ذی وجاہت طبع ہے اسکی فہیم  
بلکہ عربی قابلیت بھی ہے اسکی مستقیم  
خوش رہیں خرم رہیں یہ دہرین بے خوف و بیم  
کر کرم ان پر اپنی نام ہے تیرا کریم

شکر تیرا کیا ادا ہو ہم سے اے رب کریم  
تیری صنعت کے ہیں شیدا جملہ عقلائے زمان  
شان ارفع ہے تری اور تیری قدرت ہے بڑی  
سب سے اعلیٰ سب سے برتر تیرا احسان ہے یہی  
تو نے وہ بزم مسرت ہم کو دکھلائی ہے آج  
یعنی ملیا لم امین الدین صاحب ذی وقار  
آج نور لعین کا انکے ہوا اعتدال کا  
پورا پورا اگر لکھوں اس بزم کا میں کرو فر  
اس مسرت کی خبر پہیلی ہے ہر سو شہر میں  
واہ کیا رونق ہے کیا زینت ہے اس محفل کی آج  
وصف کے قابل ہے نوشہ نیکو نیکو نیکو نیکو  
فارسی اردو و انگلش کا نہیں ماہر فقط  
اب دعا کرتا ہوں حق سے بہر نوشاہ و عروس  
سارے آفات و حوادث سے انھیں محفوظ رکھ

فکر تھی تاریخ کی دل نے کہا ای بادشاہ

لکھہ کہ - زیبا خوش ہے اب شادی عبد الرحیم

قطعہ تاریخ کھڈائی احمد بادشاہ صاحب لد جناب ثنی سید صاحب منوطن گوئند پور واقع و انباری جو حسب  
فرمایش اراکین انجمن خیر خواہ نام گوئند پور و انباری لکھا گیا

شکر تیرا کیا کرین اسی خالق حبت و عسل  
یوں کیا خندان و لونگو آج تیرے فضل نے  
یعنے یک مخلص ہمارے ذی لیاقت ذی کمال  
نام احمد بادشاہ ہے عرف ہے با شامیان  
کسکے چہرے پہ نہیں آثار فرحت کے عیان  
ہے ہماری انجمن جو خیر خواہ عام نام  
انجمن اپنی طرف سے آج با صد ذوق و شوق  
ازرہ الطاف اس ہدیہ کو ہو شرف قبول  
التجاہم سب کی ہے یارب کہ نوشاہ و عروس  
الفت و اخلاص ان میں دمدم ہوا زدیاد

آج تو نے کیا خوشی کا دل ہمیں دکھلا دیا  
جیسے غنچوں کو شگفتہ کرتی ہے بادشاہ  
معدن اخلاق خوشخو صاحب فہم رسا  
بارک اللہ اب مبارک عقد اکٹھا ہو گیا  
کسکے لبے اب نہیں آتی صدائے مرجا  
ہیں یہ نوشہ اسکے یک پر جوش و مہر باہ  
پیش کرتی ہے یہ ہدیہ قطعہ تاریخ کسا  
ہے یہی مقصد یہی ارمان یہی ہے مدعا  
خوش رہیں خرم رہیں دنیا میں ہر صبح و سا  
یا الہی انکو تو ہر یک مصیبت سے بچا

آگیا ای بادشاہ تاریخ کا مجھ کو خیال

شادی دلخواہ احمد بادشاہ - دل نے کہا

قطعہ تاریخ کھڈائی جناب محمد سخن سیٹھ برادر جناب محمد اسماعیل سیٹھ المتخلص بنجوم ساکن مدراس

ہنگام شادمانی عالم میں جلوہ گر ہے  
یک دوست نیک طینت سخن سیٹھ نامی  
منجوم سیٹھ انکے ہیں مستم برادر  
میں دونوں یہ برادر سب خوبونکے جامع

اللہ کا کرم ہے کیا آج اللہ اللہ  
باشان باجمل اب بنگتے ہیں نوشاہ  
خوش خلق خوش طبیعت شاعر قافی آسکا  
اوج کرم کے گویا یک مہر ہیں تو یک ماہ



دل نے سرور پایا آنکھوں نے نور پایا ہر سمت سے صدا اب آتی ہے تہنیت کی پدر عروس عالی محبت ہیں سیٹھہ تونس کہتے ہیں ہم مبارک طرفین کو مبارک یار عروس و نوشہ دایم رہیں سلامت	مخل ہے کیا یہ عمدہ مجمع ہے کیسا دلخواہ ہر لب پہ مرجا ہے ہر یک زبان پہ ہے واہ ذی فہم ذی فرست ذی قدر اور ذی جاہ یہ جشن یہ مسرت یہ ساعت اور یہ بیاہ تیری عنایتیں ہوں ہر وقت انکے ہمراہ
--	---

تاریخ بادشاہ تم کہد وزر و تے اخلاص  
اسحاق پٹھہ کی کیا شادی ہے بارگاہ شہ

مرے برادر نے عقد ثانی کیا ہے اپنا بفضل نیروا حضور عالی شہ دکن کے ہیں اعلیٰ درجہ کے معتمد وہ یہ وہ ہے تقریب بے تکلف یہ اسی محفل ہو سادہ یہی ہے پابندی شریعت یہی ہے تعمیل حکم سنت خوشی کی ہے آج دہوم ہر جا ہر یک لب پر خوشی کا چرچا یہ دولہ دلہن رہیں سلامت فریاد ہوا قبال جاو شمت	بر آئے ہیں آج دوستوں کے مقاصد و مدعا و ارمان ہر ایک شام و سحر ہے ان پر نوازش خسروی فراوان ہزاروں آرائشیں تصدق ہزاروں زینتیں ہیں پہ پہ قربان یہی ہے مرغوب اہل دانش یہی خداؤں کا فرمان کسی کا دل موجوش الفت کوئی ہر شادان کوئی ہر خندان الہی ان پر ہر آن و ہر دم تری عنایت رہے نگہبان
---	--

تلاش تاریخ ای مجبو ہوئی ہے جب طبع بادشاہ کو  
کہا یہ ناقد نے اپنے منہ سے نکاح احمد حسین ذی شان

آید فصل بہاری کیا طرب افزا ہے آج چل رہا ہے ہر طرف سے دو صہبائے نشاط لڑکھڑاتا ہے نشہ سے سرور عنا کا قدم	قطعہ تاریخ کتھڑائی عبدالہاسط میان صاحب فرزند جناب ساہوکار عبدالرزاق میان صاحب مرحوم ساکن کڑپہ جو ساہوکار سید میر حسین صاحب بہادر ساکن چتور کی دختر نیک اختر سے کی گئی
--	--

باغ عالم کا تجب عالم نظر آتا ہے آج گل ہر یک ساغر ہے غنچہ صورت مینا ہے آج دیدہ نگس بجا محمود دل افزا ہے آج	
---	--

بے زبان سوسن زبان حال سے گویا ہے آج  
صورت حرف غلط داغ دل لالہ ہے آج  
غیرت رگہائے گل تار نظر میرا ہے آج  
سبزہ خوابیدہ اپنے خواب سے چونکا ہے آج  
ہر لب منچہ صدائے مرجہا سے وا ہے آج  
کرو فرسار کسی کے جشن شادی کا ہے آج  
جسکے چہرہ سے سعادت کا اثر پیدا ہے آج  
نوشہی اعزاز اس نے واہ کیا پایا ہے آج  
وہ نہیں زندہ ہے لیکن نام تو زندہ ہے آج  
فخر کثر پہ تھا وہ بیشک ہر کوئی کہتا ہے آج  
بعد مدت کے خدانے دن یہ دکھلایا ہے آج  
نام نامی آپ کا مشہور تر ہر جا ہے آج  
وصف کے قابل یہ حسن انتظام نکلا ہے آج  
بلدہ چتورین کیا جلوہ کثر پہ ہے آج  
سچ بتاتو نے کبھی دیکھا تھا جو دیکھا ہے آج  
البتہ تجھ سے ہی اسی خالق کیسا ہے آج  
شوق کہتا ہے کروں کیا جوش کب تھمتا ہے آج

بلبلو نغمہ پہ اپنے ناز کیا کرتے ہو تم  
صفیہ گلشن سے گم یوں ہو گیا نام الم  
اللہ اللہ کقدر رنگ چمن کا ہے اثر  
چینیٹے وے دیکر جگانے کو لگا ابر بہار  
کیوں نہ ہو باد صبا دل سے ہوا خواہ چمن  
بے سبب ہرگز نہیں گلشن کی یہ دلچسپیاں  
ذی فراست ذی محبت عبد باط جکا نام  
فضل سے اللہ کے اسکا ہوا عفت نکاح  
عبدالرزاق گرامی قدر تھا اسکا پدر  
جمع اسکی ذات والا میں تعین کیا کیا خوبیاں  
آرزو بر آئی یک عالم کی اب شکر خدا  
ہیں خسر نوشاہ کے عالی ہم حسین  
دید کے لائق نہ کیونکر ہو یہ سارا اہتمام  
خولیش اور اجاب سارے جمع ہیں نوشاہ کے  
اے ملک محفل یہ ایسی ایسا مجمع یہ نوشہی  
دولہ دہن کو الہی شاد کہہ آباد رکہ  
طبع کہتی ہے کہ اب بے لطف ہے طول سخن

بادشاہ اس جشن کی تاریخ گر لکھتے ہو تم

لکھتے۔ عقد عید باطلہ کیا ہی فرخندہ ہے آج

قلعہ تاریخ کھدائی سید عبدالحکیم صاحب فرزند جناب حکیم سید عقیل علی صاحب ستون و انبٹاری

جوش پر ہے آج کیون فضل خداوند کریم

آج کیا تقریب ہے کیون شادمان ہیں خاص عام

<p>یوں شگفتہ کس لئے ہے گلشن و یلور آج آ رہی ہے کیوں صدیہ سو مبارک باد کی یعنے یک میسہ کر مفرماہن جو سید عقیل آج فرزند سعادتمند کا اُن کے سناح ہین خسرو شاہ کے سید حکیم عارف علی یوں کہا دل نے مسرت سے نہیں تجھ سائینق عمر و دولت دولہ و دلہن کی ہو یارب فرزند</p>	<p>تھنڈی تھنڈی چل ہی ہے کس مسرت نسیم محو شکر ایزدی ہے ہر سافر ہر مقسیم معدن فن طبابت دوست ہین یکہ قدیم ہو گیا باکر و فر باجہ باستان عظیم خلق ہین مشہور تر ہین جنکے اوصاف عسیم دل سے کہتی ہے مسرت آپکی ہونہین ندیم الفہ و اخلاص ہین باہم رہن یہ ستیقیم</p>
---	---

مصرع تاریخ تم سکوناد بادشاہ

فرحت افزا ہے یہ زیبا شادی عبدالحکیم

قطعہ تاریخ تختہ انی محمد عبداللہ بادشاہ صاحب فرزند جناب حاج محمد عبدالسلام بادشاہ ہمایون صاحب

<p>شعبان کی مبارک نسیم ہین آئی آریشین نئی ہین زیبائشین نئی ہین ہین جمع کیسے کیسے ذی علم و ذی وجاہت پدر عروس عبدالقدوس بادشاہ ہین عبدالسلام بادشاہ پیرا پیرا کرم عم بزرگ پیرا عبدالعزیز پاشا زیب بدن جو تیسہ بھولونکے ماہین آج یارب عروس و نوشہ دائم رہن سلامت</p>	<p>مسند پہ نوشہ ہی کے جلوہ کنان ہے نوشہ ہر کرو فریا ہے اور نوجوان ہے نوشہ والا ہے شان مجلس عالی نشان ہے نوشہ لاریب افتخار کل نوشہ بان ہے نوشہ مداح آج تیرا سب خاندان ہے نوشہ با صدق دل وہ تجھ پر کیا مہربان ہے نوشہ کہتا ہے بلبل دل مدگلستان ہے نوشہ یہ التجا ہر یک کی ورد زبان ہے نوشہ</p>
---	---

ای بادشاہ سال تاریخ تم سنادو

سعد اللہ بادشاہ اب باعز و شان ہے نوشہ

قطعہ تاریخ تختہ انی حاجی عبدالرحیم صاحب فرزند جناب حاجی عبدالصمد صاحب مرحوم ستوطن و انبازاری

<p>عقد کی کے یہ آج دہوم محی خوب ہے وقف سماعت ہے گوش محو نظارہ ہے چشم محض نجم نلک تجھ کو مبارک رہے جمع بین علمائے دین دین کے رکن دین ای مع شعبان کی نوز دہم مرحبا تو نے دکھایا ہمیں آج وہ جشن سماح نوشہ فرخ بہاد نام ہے عبد الرحیم منیع لطف و عطا صاحب فہم رسا والد نوشاد تھے عبد صمد ذی انعم شاد رہن خوش رہن دولہ دولہن مدام</p>	<p>رنگ طرب خوب ہے جوش دلی خوب ہے شکر ہے لب پر روان دلین خوشی خوب ہے ہم کو بھی محفل پیر و مہبی خوب ہے انکے قدم سے یہاں زیب دہی خوب ہے نیک ہے سماعت تری شان تری خوب ہے جس کا سجا بہت نام حسب دلی خوب ہے جسکی یہ بار و زنجیر گری خوب ہے نیک خصال سخی ابن سخی خوب ہے خلق و کرم میں جنہیں ناموری خوب ہے وگرہ حق میں دعا اپنی یہی خوب ہے</p>
--	--

<p>مصرع تاریخ تم کیجئے رسم بادشاہ</p>	<p>شادی عبد الرحیم آج ہوئی خوب ہے</p>
---------------------------------------	---------------------------------------

قطعہ تاریخ گھڑانی شیخ امام صاحب ساکن تاز پتری جو جناب ساہوکار عبدالرزاق میاں صاحب مرحوم  
ساکن کٹر پری کی دختر نیک اختر سے ہوئی تھی۔

<p>یہ کیا خوب تقریب شادی کی ہے مبارک سلامت کا ہے غلغلہ تھے جو ساکن کٹر پری ساہوکار ہوا عقد یہ انکی دختر کا آج او دہر تاز پتری ہے کٹر پری ادھر او دہر عمدہ تر ہے ہر یک کاروبار او دہر جوش خلاص و لغت ہے خوش</p>	<p>مسترت کی ہے ہر طرف دہوم دہام شگفتہ بین کیا کیا دل خاص و عام جناب عبدالرزاق والا مقام ہے داماد نیکو سیر نیک نام یہ دونوں کافر خندہ ہے انعام او دہر اعلیٰ تر ہے ہر یک انتظام و غور تمنا ادھر لا کلام</p>
--	---

عروس اور نوشتہ کو رکھ اسی خدا  
بصحت لبثت بوجہت مدرام

اگر خوش سال ہے بادشاہ  
سادو۔ ہوئی شادی شیخ بہرام

قطعہ تاریخ جو جناب قادیان الدین صاحب برادرزادہ جناب ساہوکار عبدالرزاق میان صاحب مرحوم  
ساکن کڑپہ کی لڑکی کے عقد کیلئے لکھا گیا جو عبد الصمد صاحب فرزند جناب عبدالواحد میان صاحب مرحوم  
ساکن کڑپہ سے منسوب ہوئی تھی

پلی کس مسرت سے باد صبا  
نہال آج ہریک ہوا ہے نہال  
مسرت سے پھولا ہے ہر پھول یوں  
کہیں چشم زر گس ہے نظارہ باز  
کسی جاہن خیمے تبسم کن  
یہ رنگ آج گلزار کا دیکھ کر  
مرے دوست یگانہ ہے چکی ذات  
بلند انکی کڑپہ میں ہے عز و شان  
جو نام انکا مادر ہے اور جمی وین  
ہوا آج دختر کا انکی سناج  
ہنہیں دل ہے کسکا مسرت پذیر  
ہے نواہ کا نام عبد الصمد  
نہ لکھوں اگر سال تاریخ میں  
چمن آج ہے لہلہا نا ہوا  
ہریک برگ سے ہے خوشی کا پتا  
سماتا نہیں پیر من میں ذرا  
کہیں لب من سوسن کے فرحت وا  
کسی جا غنادل ہن نغمہ سرا  
سبب دل سے پوچھا تو کہنے لگا  
سرا پامبت سرا پا عطا  
بلند انکی ہمت بلند حوصلہ  
ہن بحر کرم کے در بے بہا  
یہ جلسہ یہ مجمع ہے اس عقد کا  
زبان پر نہیں کس کے ہے مرجا  
ز ہے نوجوان خوش اد خوش لقا  
مری نظم ہو جائیگی بے مزا

لب وجد سے طبع نے بادشاہ  
خوشا عقد عبد الصمد۔ کہدیا

	<p>قطعہ تاریخ کتخانی دختر نیک اختر جناب شیخ احمد صاحب ساکن ویلور</p>	
	<p>مکرم دوست میرے شیخ احمد سراپا منظر حسن ملامت والفت سحاب فیض سے انکے ہمیشہ ہزاروں شکر ہے دختر کارکنی نمایان ہر طرف جوش طرب ہے مبارک باشد و باشد مبارک رہیں آباد یارب دولہ دلہن زمانے کے حوادث سے رہیں دور</p>	<p>محبت میں ہیں جو یکتا تھے افراد ہیں اخلاق و کرم ان میں خدا داد دل جناب کا گلشن ہے آباد ہوا ہے آج عقد نیک بنیاد کوئی ہے جو نہیں مسرور و دل شاد خداوند سبحان و الصاد بصحت عافیت باآل و اولاد انہیں محفوظ رکھے ارشیم حصاد</p>
	<p>لکھا ہے سال ہجری بادشاہ مبارک ہوئے شیخ احمد کو داماد</p>	
<p>الیفت</p>		
	<p>آج میرے دوست کی دختر کا ہے عقد نکاح مصرع سال سیچی تم سنا دو بادشاہ</p>	
	<p>جوش پر ہے کس قدر فضل خداوند کریم عقد بنت شیخ احمد صاحب طبع سلیم</p>	
	<p>قطعہ تاریخ کتخانی دختر نیک اختر جناب عبدالعزیز احمد صاحب اپانگری متوطن مدراس ہو گیا عقد نکاح صبیہ عبدالعزیز سال ہجری بادشاہ کہدوز روئے نساہ</p>	
	<p>کیون نہ ہم لائیں بجا شکر و سپاس اینروی واہ کیا فخر خندہ یہ داماد ہے یوسف علی</p>	
	<p>قطعہ تاریخ کتخانی پٹیل احمد حسین صاحب خلف جناب پٹیل حاجی عبدالرحمن صاحب مرحوم متوطن پلیکنڈ ضلع شمالی آرسکات</p>	
	<p>منظر لطیف و عطا احمد حسین لکھ میسرز کتخانی احمد حسین</p>	<p>فضل سے حق کے ہوا نوشتہ آج سال ہجری کیلئے اسی بادشاہ</p>

قطعہ تاریخ کتھانی جناب آئیں مولوی سید مرتضیٰ صاحب بہادر کن ترچہ پٹی	
مبارک باد کی آواز ہے ہر سو ہر یک جانب کہا دل نے ہایوں عقد سید مرتضیٰ صاحب	ہوئی ہے آج میرے یک معزز دوست کی شادی زروئے انبساط ای یاد شہ سال سنجی اب
قطعہ تاریخ کتھانی دختر خباب احمد عبدالرحمن سیٹھ ساکن مدراس	
یعنی جلوہ آرا ہے شادی بنت احمد سیٹھ خوب سرت افزا ہے شادی بنت احمد سیٹھ	دہوم مبارکبادی کی آج ہر یک سے خوب مچی یارب تیرا فضل ہے کیا دہین ہے فرحت گدگدا
سال کا اسکے تھا جو یان باد شہ خلاص شان کہا دل نے زیبا ہے شادی بنت احمد سیٹھ	
قطعہ تاریخ کتھانی سید قادری الدین صاحب تاجر پارچہ ساکن پدوٹور ضلع کڑپہ	
شاہان گل کی نیزگی ہے خوب آج بل کی نوا سنجی ہے خوب چشم زگرس میں مسیتی ہے خوب بے زبان سوسن بھی اب کہتی ہے خوب منعقد محفل شادی ہے خوب ساتھ اسکے جوش الفت بھی ہے خوب طبع میں جسکے ہر یک غنی ہے خوب صورت و سیرت میں لاثانی ہے خوب نیکوئی جن میں حق نے دی ہے خوب خوشا ساعت یہ کیا آئی ہے خوب خوشا ساعت ہی کیسی ہے خوب آرزو پیر و جوان نے کی ہے خوب	باغ پدوٹور میں آئی بہا ر شاخ گل پر کس اداسے بار بار چل رہا ہے بادہ عشرت کا دور گوش گل ہو جائے متوجہ نہ کیوں آج پدوٹور ہے دارالسرور صرف فرحت ہی نہیں ہر دہین آج ہنگیا نوشاہ قادری دین باغروت بامانت نوجوان جسکے ماموں پھولے فخر الدین ہیں دہوم ہے ہر جا مبارکباد کی دولہ دہین شادمان یارب رہیں مصرع تاریخ سننے کے لئے

تم سنادو بادشاہ از روئے واہ  
عقد قادری دین نامی ہے خوب

قطعہ تاریخ گھڑائی دختر جناب مولینا مولوی الحاج حکیم سید شاہ محمد فخر الدین صاحب فخری نقوی سیلا پوری مدظلہ

چشم بد دور یہ کیا محفل ہے	یہ طرب کس لئے پھیلی ہے آج
جس طرف دیکھو او دہر عالم میں	بارک اللہ کی منادی ہے آج
خلق کیوں جمع ہے مثل و نغم	قدر کس ماہ نے پائی ہے آج
جا بجا دور می عشرت ہے	کون اس بزم کا ساقی ہے آج
کشور دل سے طرب کہتی ہے	خوب تجھ پر مری شاہی ہے آج
شگیا حرف غلط بن کے الم	خوشنا صغیر ہستی ہے آج
میرا صدمہ ہے جو آل بنی	مولوی فخری نامی ہے آج
صاحب علم ہے اور صاحب فضل	مایہ فخر و مباہی ہے آج
جامع جملہ کمالات ہے وہ	معترف ساری خدائی ہے آج
اسکی دست رکا ہوا آج نکاح	فضل حق لا متناہی ہے آج
فخر شادی کو ہے جس شادی پر	کیسی دلچسپ یہ شادی ہے آج
خوف ہے چاک نہ ہو جائے تن	تن میں فرحت یہ سمائی ہے آج
رخ نوشہ پر سعادت کی ضیا	مثل خورشید چمکتی ہے آج
عقد کا طرز یہ ماشاء اللہ	رہبر سنت نبوی ہے آج
محل دبیل کے لوازم سے بہری	خوب یہ نظم انوکھی ہے آج
خوش و خرم رہیں دولہ و دلہن	یہ دُعا تجھ سے الہی ہے آج
ہر کو مقصود ہمیشہ انکی	عمر و دولت کی ترقی ہے آج

بادشاہ تم یہ سنادو تاریخ



شادی صبیحہ فخری ہے آج

ایضاً

بادشاہ خوب ہے یہ عقد نکاح  
گہد و تاریخ ز روئے اخلاص  
کون ہے وہ جو نہیں ہے دشاہ  
فخری صاحب کو مبارک داماد

قطعہ تاریخ نکہ اتی دختر جناب عبدالعظیم احمد صاحب سب سٹ سرجن متوطن مدراس  
میرے محب کے دختر کا ہے عقد نکاح  
جوش پہ ہے اب فضل و لطف رب کریم  
سال لکھو ای بادشاہ اخلاص نشان  
ہے یہ زیبا شادی بہت عبدعظیم

قطعہ تاریخ نکہ اتی محمد خلیل الرحمن صاحب خلف جناب ابو العرفان شاہ محمد عبدالرحمن صاحب فاروقی تسلیم

آج بر آیا ہے دل کا ارمان	لہ الحمد بفضل یزدان
آج ہے رحمت حق کا باران	آج شاداب ہے باغ امید
آج مسرور ہیں سب پیرو جوان	آج بشاش ہیں سارے احباب
آج سب جمع ہیں ذی عزت و شان	آج موجود ہیں سب اہل کمال
اور طرب کہتی ہے مین ہون قربان	زیر وزینت ہے فدا محفل پر
عہد چمن معارف عنسوان	میرے یک دوست جناب تسلیم
اور مین مظہر علم عرفان	بصدد خلق و ادب اہل ذکا
وصف انکا نہیں محتاج بیان	سب کمالات کے جامع ہیں وہ
سب اسی کا ہے یہ ساز و سامان	انکے فرزند کی شادی ہے آج
نوشہی نام پر جسکے نازان	کیا جوان بخت جوان سال ہے وہ
ارجمند کے سب آثار عیان	جسکے چہرے سے ہیں ماشار لشد
فاضل دین ہیں کیتائے زمان	جو غمراہ کے ہیں خورشید اللہ
صحت و عافیت و حفظ و امان	دولہ دہن کو اپنی دیجے

<p>روز و شب شام و سحر ہر آن جیسے موسیٰ سے صفورہ شادان</p>	<p>ان میں اخلاص و محبت ہو فزون جیسے یوسف کے زلیخا تھے انیس</p>	
	<p>بادشاہ نے یہی لکھی تاریخ محفل عقد خلیل الرحمان</p>	
<p>قطعہ تاریخ اتحادی دختر نیک اختر جناب عبدالعزیز احمد صاحب اپا تگری متوطن مدراس</p>		
<p>خوب شاداب ہے صحن گلزار بلبلین کیوں نہوں سو جان سے نثار جیسے میخوار سے باہم میخوار ہم تن آج ہے وقف دیدار کرتی ہے آج صبا ہر یک بار منعقد ہے شہ گل کا دربار لال پہل کی ہوئی ہے منقار دل قمری ہے تصدق ہر بار رکھی سوسن نے زبان گرچہ ہزار مشک و عنبر کو بسادی بیکار باغبان نے یہ کہی وجہ بہار ہے اسی کے یہ خوشی کی بہار نیک بختی کے ہیں عمدہ آثار تاجروں میں تھا معزز و بیار بہائی نوشہ کا ہے عظمت آثار جسکا شہرہ ہے ہر یک شہر دیار</p>	<p>آج آئی ہے مسرت کی بہار گل میں خندان تبسم غنچے شاخ سے شاخ گلے ملتی ہے زنگ زر گس ہے وہ چشم بد دور تختہ نگہت گل کی تقسیم پاسبان کیوں نہو ہر جا زر گس وصف گل میں ہے یہاں تک معروف دیکھ کر سرو کی ثابت قدمی وصف گل ایک بھی پورا نہوا نترن اور نسرین کی مہک تھا تعجب مرے دل کو ناگاہ عبدستار کا اب عقد ہوا رخ نوشہ سے نمایان بالکل تھا پدر ساکن کہتیم اسکا نام جسکا ہے محمد صفر وصف نوشہ کے خسر کا کیا ہو</p>	

<p>نامور ہے وہ اسٹنٹ سرجن  نام ہے عبد عزیز احمد  نیک دل عبد رحیم عبد عظیم  یک وکیل ایک اسٹنٹ سرجن  الغرض آج شریک محفل  ان سے محفل کو ملی عزت و شان  ہو مبارک یہ مبارک تقریب  رہن دلشاد عروس و نواشاہ  آل و اولاد سے آباد رہن  بادشاہ خواہش تاریخ میں اب</p>	<p>جسکے مالوف صفار اور کبار  منظر خلق ہے ذی عز و وقار  بہائی نوشہ کے خسر کے ہیں شمار  دونوں ذی رتبہ ہیں نزد سرکار  اور موجود ہیں سب خوش و تبار  ان سے محفل بھی ہوئی زینت دار  ہر دم و لحظہ ہر یک لیل و نہار  رہن باہم وہ انیس و عنخوار  یہ دعا حق سے ہے سبکی ہر بار  تاکجا اپنے سخن کا طومار</p>
<p>سال یہ بے سرا ندیشہ لکھو  مرحبا یہ شادی عبد الستار</p>	<p>یہ نظم اور قطعہ تاریخ کتھائی دختر جناب انگلی محمد یعقوب صاحب متوطن و انبٹاری کیلئے حسب فرمائش  اراکین انجمن خیر خواہ عام گومڈ پور لکھے گئے</p>
<p>آیا ہے موسم گل گلشن میں باسرت  پہلوں کا پہلو لجا ناغیوں کا سکرانا  شاخیں ہر یک شجر کے مستانہ جہومتے ہیں  باد صبا خزاں ہے آج کس ادا سے  گلشن میں باغبان سے پوچھی جو وجہ اسکی  حاجی ملنگ عبد الرحمن جو با و ترہین  داماد حاجی صاحب یعنی حیات پاشا</p>	<p>نغمے میں بلبلون کے دلچسپ بے نہایت  کرتا ہے کیا دو بالا گلشن کی زیب و زینت  کیا چل رہا ہے دور صہبائے فرح و بہجت  سوسن ہے مدح گو اور زنگس ہے نحو حیرت  اس جشن کی ہوئی ہے یونٹکشف حقیقت  ہنسی کا عقد انکے ہے جسکی یہ بشارت  ہمزلف کی ہے انکے دختر یہ نیک طینت</p>

<p>داماد اور خسر کی توصیف کیا کریں ہم خلق و کرم میں دونوں عالم میں ہیں بیکانہ تعلیم کیلئے وہ روپے دئے ہزاروں اہل وطن ہیں انکے مالوف جان و دل سے یہہ انجمن ہماری ہے خیر خواہ او کی تعریف محنوں کی ہے فرض انجمن پر ہم اہل انجمن اب ازراہ جوش احسان کس کرو فرکی ہے یہہ تقرب اللہ اللہ ہے انتظام عمدہ اور اہتمام اچھا دہن کے جو پر ہیں یعقوب صاحب جاہ یارب رہن ہمیشہ دلشاد دولہ دہن</p>	<p>مشہور خلق ہر دو وزن کی ہے تجارت منظور او نکو ہر دم ہے قوم کی حمایت والا ہے بذل انکا عالی ہے انکی ہمت ہے نقش انکے دل میں اپنے وطن کی الفت حسن میں وہ ہمارے ہم پر ہے انکی منت انکے ہر یک خوشی میں لازم ہے اپنی شرکت اس نظم تہنیت کو کرتے ہیں پیش خدمت ہیں جمع کیسے کیسے ذیجاہ ذی وجاہت ہر کام باسلیقہ ہر امر با ممانت ذیجاہ ذی مروت خوش خلق خوش طبیعت حفظ و امان میں اپنے رکھہ انکو تو سلامت</p>
---	---

مقصود بس یہی ہے ہم اہل انجمن کا  
اس نظم کو عطا ہو مقبولیت کی خلعت

### قطعہ تار سنج

دختر یعقوب صاحب کا ہوا عقد نکاح  
با دوشہ کو جب ہوا تار سنج شادی کا خیال  
شادمان خندان نظر آتے ہیں خویش اقربا  
کیا مبارک کچھ آئے - آسمان نے کہدیا

نظم تار سنجی کھڈائی دختر جناب الحاج محمد عثمان صاحب مرحوم ساکن دہوئی پٹنہ واقع مدراس

شکر خالق نہ کیوں کریں ہر دم  
اور لغت رسول ہر دو حسان  
بنت حاجی محمد عثمان کی  
جتنے ممدوح کے ہیں درزدان  
ہم پر کیا کیا ہیں اسکے فضل و کرم  
رحمت دل ہے اور سرور جان  
آج کس دہوم سے ہوئی شادی  
سب سے گرم اتہام یہاں

<p>گوششون کا ہے انکی خوب اثر عبدتجی ہے جو نام نوشہ کا طالب العلم ہے وہ یف یے کا پائے بی یے کا کیوں نہ وہ اعز نیک اوصاف سے منور ہے ہے خدا سے دعا یہ شام و پگاہ ان پر رکھہ یا خدا کرم کی نظر ان میں اخلاص دے محبت سے شوق تاریخ جسکے دل میں ہو</p>	<p>کیوں نہ خوش ہوگی ان سے روح پر اس سے آتی ہے زندگی کی ضیا نیک خونیک دل ہے نیک ادا خلق میں کیوں نہ ہوگا وہ ممتاز اور وطن اسکا چمکی بند ہے دولہ دہن ہوں شادمان دلخوا تا خوشی میں ہو انکی عمر بسر تذرتی کی انکو نعمت سے بادشاہ ان سے تم یہی کہدو</p>
<p>مصرع سال ہے اسی نیک مزاج واہ یہ خوشتر نکاح ہے آج</p>	
<p>تاریخات ولادت</p>	
<p>قطعہ تاریخ تولد دختر جناب محمد عبدالقدوس بادشاہ صاحب شوطن مدرس موسوم بہ رقیہ بی بی معمرنا</p>	
<p>بفضل خدا میرے داماد کے گھر ہوئی فکر تاریخ جب بادشاہ کو</p>	<p>تولد ہوئی دختر نیک اختر کہا دل نے پیدا ہوئی نیک اختر</p>
<p>قطعہ تاریخ تولد دختر جناب مولوی خطیب محمد صلی اللہ علیہ صاحب ساکن محلہ گوند پور و بمبائی</p>	
<p>جوش پر کیا فضل حق کی ہے بہار شاہد گل کو ہے رنگینی عطا بونے گل لاتی ہے گل سے یون صبا کیوں نہ ہر یک گوش گل محفوظ ہو دختر اب پیدا ہوئی اسکے مکان</p>	<p>آج شادابی ہے گلشن میں عجیب چشم نرگس کو ہے نظارہ نصیب جیسے ناب لائے پیغام منیب شاخ گل منبر ہے ہر پہل خطیب ذی لیاقت ہے جو یک میر حبیب</p>

<p>اور لب پر شکر خلاق مجیب کوئی دیتا ہے دعا آکر قریب مین گل تانینج کا ہون عند لب</p>	<p>دل پہ ہے احباب کے فرحت فزون کوئی مصروف مبارک باد ہے کوئی کہتا ہے ہی با ذوق و شوق</p>	
<p>بادشاہ کبد و زروئے انبساط بنت نیکو کے عبید اللہ خطیب</p>		
<p>ایضا</p>		
<p>ہوئی پیدا جو دفتر ہر طرف جوش مرست ہے صفیہ بی بی عالی بخت یہ سال ولادت ہے</p>	<p>عبید اللہ خطیب ذی وجاہت کے مکائین آج تلاش سال تہی اسی بادشاہ آئی صدادل سے</p>	
<p>ہے چنکا نام ابراہیم صاحب نیکو ذی جاہ ہوا پیدا مکان مین انکے اب فرزند رشک ماہ پسر جز و پدر ہے ہو گیا ثابت یہاں واللہ ترقی عمر مین صحت مین اسکے دیکھے دلخواہ</p>	<p>مکرم فرماہن میرے دوست میرے ہوطن میرے تہ کیوں پیدا ہو جوش شادمانی دل مین ہر یک کے خلیل اللہ رکھا نام اسکا سب لگے کہنے اہلنی چتر سر پر اسکے ہومان باپ کا قائم</p>	
<p>لکھو ای بادشاہ یہ مصرع سال ولادت اب بھرا اللہ پسر نیک طالع ہے خلیل اللہ</p>		
<p>ایضا</p>		
<p>ہر یک نکل امید بھولا بھلا ہے کیا انکو فرزند تو نے عطا ہے سبارک سلامت کی ہر سو صدا ہے پسندیدہ و دلکش و دلربا ہے</p>	<p>ترے فضل کی آبیاری سے یارب ہن میرے محب ایک اخلاص منظر سرست کی ہے وہوم فرحت کا سامان محمد خلیل اللہ نام اسکا زیبا</p>	
<p>کہا مصرع سال یون بادشاہ نے</p>		

خلیل خدا آج پیدا ہوا ہے	
قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب سید شاہ محمد صاحب قادری متخلص سلیم بنتی برادر جناب ساہوکار عبد الرزاق	
میان صاحب مرحوم ساکن کٹرپہ	
<p>سپریہ نکو فال سلطان محمود  ہے یہ ماہ تیشال سلطان محمود  شرف پر ترے ال سلطان محمود  دیا ہے بہ فضل سلطان محمود  ہے محمود ہر حال سلطان محمود  ای فرزندہ منوال سلطان محمود  ہے ہر فکر پامال سلطان محمود  زرو مال کیا مال سلطان محمود  الہی مہ و سال سلطان محمود  رہے با صد اجال سلطان محمود</p>	<p>مبارک مبارک ہوا ہی شہ محمد  تو اوج لیاقت کا ہے مہر تابان  تری ذات والا ہے مدلول اسکی  شجر کو ٹر گل کو بوجھ نے تجھ کو  نہ محتاج ہے میری مدح و صفت کا  مخاطب او ہر ہو کے کہتا ہوں نہیں اب  ولادت سے ہے تیری کس درجہ حق  خدا نقد جان تجھ پہ مادر پدر کا  بصحت چشمت رہے شاد و خرم  پدر اور مادر کے سایہ میں دائم</p>
<p>لکھو بادستہ تم یہ سال ولادت  ہے زیبا خوش اقبال سلطان محمود</p>	
قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب سید حسین صاحب عرف مولنا ساکن دانباڑی	
<p>محب ہیں میرے جو سید حسین مولنا  ہر کیسے لطف و عنایت کا انکے گرویدہ  خدا کا شکر بعد آرزو و بعد ارمان  الہی جیسا مبارک ہو یہ سپر انکو</p>	<p>ہیں بحر خلق و مروت کے بے بہا گو ہر  وطن میں اپنے وہ ہر و عزیز ہیں یکسر  ہوا ہے آج تولد مکان میں انکے سپر  سپر کو آج مبارک ہوں یہ پدر مادر</p>
خبر خوشی کی یہ سنتے ہی بادستہ میں نے	

	لکھا ہے سال ولادت - نوید نخت جگر	
قطعہ تاریخ تولد ضیہ بی بی مد عمر بانسی برادر مملوئی احمد حسین صاحب یم یے بی بی مل معتمد پشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنت		
	خواجہ الطاف حسین نامی کو بادشاہ نے لب بشارت سے	ہوئی پیدا جو دخت نیک اوصاف کہد یا سال - دخت الطاف
قطعہ تاریخ تولد محمد عبدالقدیر مد عمرہ فرزند بر خور دار خطیب محمد عبدالرشید صاحب کلمہ اللہ الواہب		
	اللہ نے افضال سے اپنے دیا پوتا مجھے تاریخ کی ہے جستجو تھو اگر اسی بادشاہ	سب خویش اور اجاب کو ہے آج کیا فرحت کہد مجھے - اب پیدا ہوا ابن خطیب عبدالرشید
قطعہ تاریخ تولد فرزند دلینہ برادر مملوئی احمد حسین صاحب یم - یے بی بی مل معتمد پشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنت		
	حق نے دیلے ہے سپر برادر کو نور مین فی الفور بادشاہ نے سال اسکا لکھد یا	کیا کیا سرور بخش دل دوستان ہے یہ حیدر حسین واہ سعادت نشان ہے یہ
قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب حاجی محمد موسیٰ سیٹھ ولد جناب حاجی سیٹھ متوطن بنگلور		
	سبارک ہو ای موسیٰ سیٹھ تھو بہت دن سے سپر کی تھی تمنا فرست اسکے رخ سے جلوہ گر ہے ترقی پر نہ کیوں ہو مال و دولت طفیل جامع القرآن یقین ہے عزیز و اقربا سب ورہین آج عطا نعمت ہے حق سے شکر ہم سے یہی ہر دم دعا ہے اس سپر کو	دیا حق نے سعادت مند لو کا ہزار ان شکر اب مقصد برآیا جہین سے ارجمندی ہے ہویدا ہے وہ ہنام عثمان غنی کا وہ لا کا جامع اوصاف ہوگا شگفتہ ترہین دلہائے جہا وہ شایان اسکو ہے یہ ہکوزیبا سلامت رکھے سلامت رکھے خدا یا



رہے آب کرم سے تیرے تازہ فدا ہوں اس پہ وہ یہ اسکا شیدا	ہمیشہ یہ نہال باغ اسید رہن مادر پدر دلشاد اس سے
پے سال ولادت بادشاہ سے کہا ہاتھ نے۔ بر خوردار موسیٰ	
قطعہ تاریخ تولد رحیم النساء بی بی دختر بر خوردار خطیب محمد عبدالرشید صاحب کلمہ اللہ الواہب	
اب رحیم النساء ہوئی پیدا بادشاہ نے لکھا یہ مصرع سال	کیون نہ ہوں خویش واقربا شادان بنت عبدالرشید نیک عنوان
قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب ملیح عبدالرحیم صاحب مشرطن و انبائری سنی بہ عبدالحمید مدظلہ	
کیا نکر ہو تیرا ادا ہم بند گون سے اسے خدا ہر ذرہ تیرے فضل سے عالم میں گلشن بنگیا یک دوست میرا نامور عبدالرحیم نیکو عربی وار و فارسی ٹال میں اور انگلش میں بھی اس کا معظّم ہے پدر جویم۔ امین الدین نام خوش قسمتی سے اندون او سکول فرزند نیک ماہ ربیع الآخرین تاریخ ہتی چہ بیستون خویش اقارب ہو گئے یکسر خوشی سے باغ باغ نام اس پسر کا بطرح رکھا گیا عبدالحمید مسرور رکھ صبح و سآفات سے اسکو بچا	تیرا کرم بے انتہا احسان ہے تیرا عظیم ہر قطرہ تیرے لطف سے دریا میں ہے در یتیم ملیالم کے گھر کا ہے مشہور تر اسم قدیم خاصی لیاقت اسکو ہے رکھتا ہے وہ طبع سلیم ذی تجربہ تاجر ہے وہ خوش خلق ہے مرد فہیم چہرہ سے جسکے ہے عیاں نور سعادت مستقیم اور روز شہ نہ کا تھا نعمت یہ پائی ہے عظیم پھیلا ہے مثل بوئے گل یہ مژدہ فرحت شمیم وصف حمیدہ بطرح دے ہیں ای بی کریم یار یہ کرتے ہیں دعا ہم تجھ سے باقلب صمیم
ای بادشاہ خیر خواہ کھد و لب اخلاص سے سال ولادت سے یہی۔ زیبا گل باغ رحیم	
قطعہ تاریخ تولد کریم النساء بی بی دختر بر خوردار خطیب محمد عبدالرشید صاحب کلمہ اللہ الواہب	

کریم النساء راج پیدا ہوئی ہے	یہی کہتے ہیں اقربا سب مبارک زہے دخت عبدالرشید اب مبارک
تاریخات بسم اللہ خوانی خٹان	
قطعہ تاریخ بسم اللہ خوانی محمد صالح بادشاہ نور چشم جناب مولانا عبدالسبحان صاحب متوطن مدرس	جناب عبدالسبحان ذی لیاقت مجمع اوصاف ہوئی بسم اللہ خوانی آج نور لعین کی انکے زہے تقریب جس پر خود مسرت آج ہے نازاں نہ کیونکر جوش پر دریا بفضل و رحمت حق کا
سفیر روم کے داماد میر دوست لانا نی نشاط و محبت و فرحت کی ہے کیا کیا فراوانی تکلف وہ کہ جس سے خود تکلف کو ہے حیرانی زبان خلق سے بہر دعا ہے گو ہر افشانی	ہوئی تاریخ کی ای بادشاہ جب بستی مجھ کو صد ہاتھ نے دی۔ ہے یہ بہا یوں تسمیہ خوانی
قطعہ تاریخ خان بر خوردار مسروح	
رسم خان کی ہے پسری ادا طبع میں کسکے نہیں جوش نشاط لب پہ نہیں کس کے ہے شکر خدا	آج مرے دوست نے باغوشان کون ہے جو آج نہیں شادمان محدو اب نہیں کس کی زبان
تحفہ تاریخ تم ای بادشاہ پیش کرو۔ داد مبارک خٹان	
ایضاً	
ہے آج خان ابن عبدالسبحان تاریخ لکھی ہے بادشاہ نے فی الغر	آج مسرت میں ہر یک جا واضح زیل ہے یہ ختہ محمد صالح
قطعہ تاریخ گلپوشی خان فرزند جناب پیش عبدالرزاق صاحب متخلص بہ افستر متوطن دارمباری	

<p>آج تیسرے گہریہ جلسہ خوب ہے          بہت افزا جلوہ آرا خوب ہے          اختر طالع چمکتا خوب ہے          مجمع اجباب کیسا خوب ہے          غنچہ خاطر شگفتہ خوب ہے          طبع میں جوش تنہا خوب ہے</p>	<p>موس من عبد رزاق و شیل          مرجبا تقریب گلپوشی یہ آج          کیا سعادتمند ہے تیرا پسر          خوب ہے محفل کا حسن انتظام          چل رہی ہے فرح و بہت کی نسیم          فکر ہر سال ہے لازم ہمیں</p>
<p>بادشاہ کھدو زروئے انبساط          رسم گلپوشی یہ زیب خوب ہے</p>	
<p>قطعہ تاریخ بسم اللہ خوانی برخوردار محمد عبدالودود عرف امیر جان مد عمرہ فرزند جناب حاجی حکیم          محمد عبدالباسط صاحب متوطن مدراس</p>	
<p>آتی ہے تنہیت کی اب دیکھئے ہر طرف صدا          وہ جو میں عبد باسط اب مظہر الفت و وفا          لپ پہ کسی کے آفرین کہتا ہے کوئی مرجبا          عمر دراز وصحت و فہم و فرہست و ذکا</p>	<p>فضل سے حق کے اندون دہوم طرب کی ہر محی          حاجی حکیم خوش صفات نیک نہاد نیک ذات          انکے ہے نو عین کی تسمیہ خوانی کی خوشی          دیکھئے اس پسر کو اسی خالق ذو الجلال والی</p>
<p>سال کی تھی تلاش جب خامہ بادشاہ نے          عبدود و پو کی ہے آج تسمیہ خوانی بکھدیا</p>	
<p>نظم تاریخات وفات</p>	
<p>یہ نظم درو انگیز جناب مولینا مولوی محی الدین صاحب فقیہ دیوبند مرحوم کے حالات میں لکھی گئی حضرت          مرحوم کی وفات کے اظہار تاسف پر سجدہ جملہ قلعہ واقع وانبائری میں مجلس جو منعقد کی گئی تھی اس میں پڑھی          گئی اور جناب سہو کا حاجی عبدالصمد صاحب متوطن وانبائری نے چھپو کر تقسیم فرمایا</p>	

آئی ہے کیسی غم کی خزان و مصیبتا  
 غنچوں سے سبکی ہے عیان و مصیبتا  
 نرگس ہے آج چونک پڑی اپنے خواب سے  
 حالت یہ عذیب کی ہے مضطرب سے  
 سوسن کو جوش غم نے کیا بے زبان ہر کج  
 نخل الم کا سرو سہی پر گمان ہے آج  
 ویلورین تھا یعنی جو ایک شیخ نامدار  
 تھا محی دین فقیہ سے موسوم دیو قار  
 علم و کمال میں تھا وہ علامہ شہیر  
 کس درجہ فیضیا تھے اس جوان ویر  
 ماہر فقط نہ علم شریعت سے ہی وہ تھا  
 سینہ تھا اسکا خزن اسرار کبیر  
 ہر دم کہلاتا تھا وعظ و نصائح کا اسکے پاس  
 صدیف ایسا اوج ہدایت کا آفتاب  
 تھا وہ خلیفہ حضرت شہ محی دین کا  
 غم اسکے انتقال کا کس کو نہیں ہوا  
 پابند ذکر حق تھا عجب اسکا حال و حال  
 نفرت ہر یک تکلف دنیا سے تھی کمال  
 چرچا تھا اسکے زہد کا ہر ملک میں مزید  
 شلی بہرین میں اسکو و پاشیخ بایزید  
 تھا وہ مسافروں کا خبر گیر صبح و شام

مرجہا گیا ہے باغ جہان و مصیبتا  
 ہر گل ہے چاک سینہ یہاں و مصیبتا  
 سنبل تنگ آہی گیا پیچ و تاب سے  
 نغمے کے بدلے نوحہ کنان و مصیبتا  
 رور و کے خون سرخ رخ ارغوان ہے آج  
 ہے قرون کے ورد زبان و مصیبتا  
 چہرہ سے جسکے شان ولایت تھی آفسکار  
 دنیا سے ہو گیا وہ روان و مصیبتا  
 تھا زہد و اتقا میں وہ یک فرد مثطر  
 ہے اب کہاں وہ فیض رسان و مصیبتا  
 تھا بلکہ سارا اہل حقایق کا مقتدا  
 کیا پڑا اثر تھا اسکا بیان و مصیبتا  
 اعمال بد سے سب کو دلاتا تھا احتساب  
 زیر زمین ہوا ہے نہاں و مصیبتا  
 شہ رکن دین اسی کا ہے تلمیذ با صفا  
 مضطر ہیں سارے خرد و کلان و مصیبتا  
 مصروف تھا اسی میں وہی ہو گیا تھا خیال  
 تھا کیسا متقی زمان و مصیبتا  
 آتے تھے دور دور سے عالم بشوق و  
 تھا غرما بدان جہان و مصیبتا  
 بروقت آگیا آپ ہی پہنچا نامہ طعام

کر تا تھا خود وہ بادل و جان و مصیبتا  
 نر و طبیب جاتا تھا لانا تھا خود و  
 تھا کام یہ نہ اسکو گران و مصیبتا  
 پہنا نہ تھا کبھی کوئی عمدہ لباس بھی  
 دنیا کی کوئی عزت و شان و مصیبتا  
 ہر عیب کا اسکو جتا وہ حق شناس  
 حق گو پھر ایسا ہو گا کہاں و مصیبتا  
 رونا وہ اسکا خوف الہی سے زاندار  
 کس کس صفت کو کیجے عیان و مصیبتا  
 تھا آشکار غرہ ذوالحجہ ہر مرام  
 نکلی ہے اسکے جسم سے جان و مصیبتا  
 پاتین کب ایسے فاضل دین ہدا کو ہم  
 کیونکر کرین نہ آہ و فغان و مصیبتا  
 یوں خوف حق کا دین کسی کج اثر کہاں  
 پاتین کہاں ہم اسکا نشان و مصیبتا  
 افسوس قدر اسکی نہ زہار ہم کئے  
 خجلت نہ یہ دل ہے طہان و مصیبتا  
 ہکو ہوئی نہ اسکی نصائح سے آگہی  
 عقیقہ میں کیوں ہو سکو امان و مصیبتا  
 تو بخت نہ سے گناہ ہم سے بعد عطا

بیمار ہوں تو انکی دوا کا بھی اہتمام  
 فارورہ لیکے آہ مسافر مریض کا  
 ہمدردی اسکی کرتا تھا بے حدود تھا  
 مرغوب کے طبع کو اچھی غذا نہتی  
 سچ بات یہ ہے اسکو نہ منطوقی کبھی  
 آتا تھا مالدار اگر کوئی اس کے پاس  
 حق بات کہنے میں تھا کسی نہ کچھ ہر اس  
 وہ بے ریا فی نفس کی وہ عجز و انکسار  
 وہ علم وہ وقار وہ اخلاق بشمار  
 تیرہ سو سولہ تہا سن بھری ای نیک نام  
 روز چار شنبہ قریب نماز شام  
 دیکھین کہاں پھر ایسے ولی خدا کو ہم  
 ڈھونڈین کہاں یہ متقی و پارسا کو ہم  
 بے نفس و بے ریا کوئی ایسا بشر کہاں  
 ناصح کہاں پھر ایسا ملے راہبر کہاں  
 افسوس کیسے نعت عظمیٰ کو کہو دے  
 افسوس کیسے عالم غفلت میں ہم رہے  
 ہم سے ہوئی نہ اس کے خصال کی پیروی  
 ہم منہک ہیں حیف بہ کذا ت و دنیوی  
 حرمت سے اس بزرگ کے ای رب دوسرا

کہا لکھے ہاوشاہ یہ پردہ ماہر

خامہ ہوا ہے شک فشان مصیبتا	
قطعہ تاریخ وفات جناب محمد مخبر الدین صاحب ویلو غنیمتہ الباری	
یون لب افسوس سے نکلا ہے سال	عالم باقی کو جب رہی ہوئے فخر دین صدیف دنیا سے چلے
قطعہ تاریخ انتقال نواب صبح الملک داغ دہلوی استاد حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ جواخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۹ مارچ ۱۹۰۵ء میں شائع ہوا تھا	
دار فانی سے سوئے دار بقتا	حضرت داغ نے کیا ہے سفر نظر آتا ہے رنج کا منظر دیکھیں کب بسا ہم سخن گستر رحمت خاص خالق اکبر
یک دکن کیلے سارا ہندوستان پھر کہاں پاتین ایسا اہل کمال اسکی تربت پہ ہنزول مدام	
بادشاہ نے کہا یہ سال وفات آہ کیا داغ دیکھتے دل پر	
ایضا جواخبار مجر دکن مدراس میں شائع ہوا تھا	
بن نے پوچھا ای شب عید الغمی	رنج و غم سے کیوں ہے تو مانوس آج تو نے کیوں پہنا یہ ملبوس آج طرفہ ہے یہ حالت معکوس آج یک جہان کو رنج ہے غمکوس آج بگیا ہر دل پر طاؤس آج
س کا یہ ماتم یہ کیا ہے واقف ہے بدل غم سے کیوں تیری خوشی ہن کہا اسنے کہ میں کیا چیز ہوں ان اس غم سے نہیں ہے دامن دار	
کیا نہیں تجھ کو خبری بادشاہ داغ کی رحلت ہوئی افسوس اس آج	
قطعہ تاریخ وفات نواب سید فتح علی خان بہادر سی یس ای۔ نواب یکن علی حضرت جواخبار	

مجنون مدرس مطبوعہ ۳۵ء عین شائع ہوا تھا اور بواسطت ڈاکٹر حاجی خواجہ حسین صاحب  
ولیعہد بہادر نواب بگین پٹی کی خدمت میں بھیجا گیا تھا۔

کیا کہئے ای ریاست بگین پٹی تجھے والی ترا رئیس ترا حاکم ان ترا سینتیس سال تجھ پہ جو نشان روا رہا کس درجہ دوست دولت برطانیہ کا تھا بذل و کرم کی اسکے نہ تھی کوئی انتہا ماند ابر کون نہیں آج اس کبار سمو آج دین ہر یک خاص و عام کے یار ہو سکا خلدین اعلیٰ ترین مقام	صد حیف آج کیوں تری حالت خراب ہے اب اولٹ گیا جہان سے یہ کیا انقلاب ہے افسوس آج زیر زمین محو خواب ہے چہرہ دل سی سیس۔ وائی کا خطاب ہے اسکی عنایتوں کا نہ کوئی حساب ہے سیما بدار کسکو نہیں اضطراب ہے حسرت ہے درد و یاس اور سوچ و تاب ہے یہ انجامیہ آرزوئے شیخ و شاہ ہے
---	---

ای ملک بادشاہ ہے سال عیسوی  
لکھ۔ انتقال فتح علی خان نواب ہے

قطعہ تاریخ وفات جناب حکیم محمد اعظم صاحب مہکری ساکن چوڑو حسب ایمائے جناب مولوی حکیم  
سید شاہ محمد نواز الدین صاحب فزوی نقوی میلا پوری مدرس لکھنا گیا اور اخبار جریدہ روزگار میں شائع ہوا

حکیم دیشان یسوق دوران محمد اعظم تھا نام جبکا ہوئی ہے اسکی وفات جسم فلک سے ای بادشاہ مجھکا	وطن میں ہر دل عزیز ایسا بہلاہین کوئی اب بتا دو صدایہ آئی ہے۔ اس چانچ محمد اعظم گئے۔ سنا دو
--	---

قطعہ تاریخ وفات جناب مولوی قاضی قادری الدین صاحب المتخلص بہ اظہر ساکن  
پیارم پیٹھ ضلع شمالی آرکاٹ

چل بسے دنیا سے ہے ہے شاعر شیرین کلام جستجو تاریخ کی تھی دل نے بولانی البدیہ	ابر حمت سائبان ہو قبر پر شام و چکاہ رحلت قادری الدین ہے افسوس آہ
--	---

قطعہ تاریخ وفات حضرت شمس العلماء مولانا مولوی شاہ محمد رکن الدین صاحب قادری و دیوری

نور اللہ مرقدہ جو اخبارِ محسنہ دکن مدراس میں شائع ہوا تھا

<p>حسرتِ ای بستم ماہ صیام تو نے دکھلایا وہ نغمہ گین و رقہ کون اس غم سے نہیں ہے شکبار چاک سینہ ہے کیسا مثل گل کوئی ملتا ہے کفِ منوس و غم یعنی یک شیخِ زن راہی ہوا مہر کے مانند دوشِ حب کا نام سید الساداتِ عالی منزلت مولوی حاجی و مرشد رہنا مثل جو دمِ تقضی تھا جبکا جو تہا مجسمہ سراپا حسیق کا جا بجا اسکے مرید و معتقد جمع تھے اسکے جنازہ پر جو لوگ جلسہ ہائے تعزیت ہر شہر میں موت ایسے شیخِ دین کی ناگہان یا الہی اسکی روح پاک پر جنت الفردوس ہوا اسکا مقام</p>	<p>صبحِ عشرتِ تیری گویا صبحِ تہی دہومِ حب کی سارے عالم میں مچی کسکواب حاصل نہیں رنجِ دلی شکلِ غنچہ ہے کیسیکو بیکلی کوئی حیراں ہے پریشان ہے کوئی جانبِ عقبیٰ بکلم ایسزوی شاہِ رکن الدین محمد تادری جان زہرا و علی آلِ بنی جمع اوصافِ صوری معنوی خلق جبکا مثل خلقِ احمدی یک جہاں گردیدہ اسکا واقعی ہین ہزاروں سیکڑوں پیرو صبی کم سے کم چھ الف کی تعداد تھی ہو رہے ہین ہونگے اسپر اور بھی بسے ہماری قوم کی بدستمتی اب ہونا زل و مبدم رحمت تری التجا ہم بندگون کی ہے یہی</p>
--	--

مصرعہ تاریخِ لکھنؤ بادشاہ

وائے ولایتِ شاہِ یکن دین کی

قطعہ تاریخِ وفاتِ جنابِ پاکِ ملکی محمد عثمان صاحبِ موطن و انبازی جو انکی شکرگاہ کی فرمائش پر لکھا گیا



<p>تھا ایک حامی دین تاجر خلیق بے مثل ذی وجہ کشادہ دست کرم تھا جسکا کیا نہ محروم جو کسیکو جب کی بامیسوں تھی تاریخ روز کیشنبہ ای مجبور کیا ہے وہ انتقال حسد مہیا تھا ساگر وطن میں ما الہی کر سرفراز اسکو تو اپنی رحمت مغفرت سے</p>	<p>بلند طالع بلند بہت فہیم و داناسخی دوران تمام خوشیوں قربا برادرین جسکے مہربوں لطف و حسن ظہور وقت سحر تھا انکی حکم حق اسکے جسم سے جان کوئی تھا جانسوز آہ بہر تا کوئی تھا مضطر کوئی تھا نا عجب نہیں فضل سے ہے تیرے جو جنت کا اسکو ایوان</p>
<p>تلاش سال وفات کی تھی کہا زروئے الم فلک نے کیا ہلکا بقیہ ہے افسوس پاکملگی محمد عثمان</p>	
<p>قطعہ تاریخ انتقال جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی</p>	
<p>ہدایت بھی ضلالت بھی ہے یارب سیر قبضہ میں تماشا یک نہ یک نادر نظر آتا ہے دنیا میں مسیحیت تھے جو دعویٰ مرزا غلام احمد مرید و معتقد موجود ہیں اب سیکڑوں انکے کیا کرتے تھے پیشین گوئیوں کے مرئی برا ہو یا بھلا ہونا تو چسکا دیا اپنا کچھ اس میں شک نہیں تھی یادگار خلق ذات الہی</p>	<p>ہمیں معلوم کیا ہے تجھ کو ہے زیبا تری حکمت عجب جلوہ دکھاتی ہے تری نیرنگی قدرت ہر یک جاہد میں برپا تھی جنکے نام کی شہرت یہ سچ ہے جوئی ہوا بات ہے اسمیں بڑی لذت نہ تھی معلوم انکو حیف اپنی مرگ کی ساعت رہیگی مدتوں تک صفحہ تاریخ کو زینت لکھوں تاریخ رحلت یہ مری بیجا نہیں جرات</p>
<p>لب اخبار سے آئی صدا ی یاد مشہر مجھ کو سیح قادیانی کی ہوی لاہور میں رحلت</p>	
<p>قطعہ تاریخ وفات جناب خلیفہ عبدالرحمن صاحب المتخلص بخطیب متوطن و امبباری</p>	
<p>سرگئے رحلت جہان سے حیف آج جمع اوصاف انکی ذات تھی قرآت قرآن شکران سے ہم</p>	<p>منتقی دیندار تھے کیسے ادیب تھے سرا پا خلق وہ مرد لبیب قلب میں پاتے تھے کیفیت عجیب</p>

اللہ اللہ اب وہ روز حشر تک لٹ گئی انکی بہار زندگی اتجا ہے بادشہ کی روز و شب	ہو گئے ہم سے جدا حق سے قریب نوحہ خوان ہم ہنِ مثالِ عنذیب بخشید بچے انکو ای رب مجیب
لوح مرقد کے لئے لکھا ہوں سال ہے یہ قبر عبد رحمن خطیب	
قطعہ تاریخ وفات جناب حکیم حسین صاحب متوطن کٹر پیر جو مراسلہ تعزیت کے ساتھ جناب خان بہادر حکیم سید عبد المجید عرف مخومیان صاحب فخر زندمرجوم کو روانہ کیا گیا اور اخبار شمل لامبارہ رس میں شائع ہوا	
حیف سید حسین عالی شان چوڑ کر اس سراسے فانی کو اسکے اوصاف یاد آتے ہیں دیکھتے غلامین جگہ اسکو	ایک جہان پر تھا جسکا فیض عظیم ہو اوارا البقا میں آج مقیم تغ غم سے ہمارا دل ہے دو نیم رحم کر اس پر ای خدا سے رحیم
بادشہ نے کہا یہ سال وفات گم ہوا آج بے نظیر حکیم	
قطعہ تاریخ وفات جناب حکیم عقیل علی صاحب المعروف بہ حکیم سید صاحب غفر اللہ متوطن دیوبند	
طیب نامور دنیا سے گزرا خلیق و بامروت تجر بہ کار کمال اسکو تھا تشفی مرض میں تہا سید صاحب اسکا نام مشہور یرین بچیں سے افرو و گزرے نہ رنجیدہ ہوا مجھ سے کسی دن	خلائق کو ہوا صدمہ یہ جانکاہ کہاں پھر پاتین ایسا اللہ اللہ کہ جبکہ ڈاکٹر قاتل تھے ہر گاہ ہر یک وقف تھے اس سے بعد آگاہ محبت مجھ سے وہ رکھتا تھا دیوار نہ میں نے لی تجاہل کی کوئی راہ

<p>تری رحمت نہیں زہار کو تاہ کہ دیم خلد ہو اسکی گزر گاہ</p>	<p>کرم سے اپنے یارب بخش ہو مجنون کی دعا ہے یا الہی</p>
<p>جو پوچھا بادشاہ نے سال حلت کہا دل نے غم سید عقل آہ</p>	
<p>قطعہ تاریخ وفات زوجہ جناب ساہوکار حاجی محمد بادشاہ صاحب مرحوم ساکن مدراس</p>	
<p>دنیا کا چلے چھوڑ کے تم محمود رہ تاریخ وفات ہے یہی - مخمور رہ</p>	<p>ای زوجہ حاجی بادشاہ نامی ہاتف نے کہا یہ بادشاہ سے نفی لغو رہ</p>
<p>قطعہ تاریخ وفات جناب یے بی عبدالرحمن صاحب المتخلص بہ شاد متوطن و انبساطی</p>	
<p>ہرگز نہیں رہیگا ہرگز نہیں رہا ہے اعمال نیک کا کچھ ہم میں نہیں پتہ ہے رحلت سے اپنی سب کو کیا داغ دیگیا ہے اور اسکی دینداری شہور جا بجا ہے تیری رضا پہ رضی رکھ بس یہی دعا ہے</p>	<p>ہے بے ثبات دنیا دنیا میں کوئی انسان دور و نہ زندگی پر ہے کیا گھنٹہ ہو کو یک دوست تھا ہمارا ذی خلق ذی مروت فہم و ذہن اسکی علم و لیاقت اسکی صبر و شکیب و یجبے سب دوستوں کو یارب</p>
<p>ای بادشاہ لکھو تاریخ رحلت اسکی اب انتقال عبدالرحمن شاد کا ہے</p>	
<p>قطعہ تاریخ وفات جناب مولوی حسن میان صاحب مرحوم ابن جناب مولانا شاہ سلیمان صاحب پہلوانی</p>	
<p>گیا دنیا سے وائے ناکامی اور تپا تھا قوم سکاحامی اسکی تحریر میں نہ تھی خامی تہارگ و پتے میں جوش اسلامی ہے عبت ذکر رنج و آلامی</p>	<p>شہ سلیمان کا پسر افسوس زاہد و متقی تھا عالم تھا پیشگی اسکے ہر سخن میں تھی حب دین سے دل ہکا تھا محمود ربن رضی رضائے حق پر ہم</p>

خلد میں اسکو دے جگہ یارب	التمنا ہے بدرگہ سامی
بادشاہ نے لکھا ہے سال وفات آہ داغ حسن بیان نیامی	
قطعہ تاریخ وفات نواب خورشیدالنسا بیگم صاحبہ مرحومہ جدہ نواب سرفلام محمد علی خان بہادر جی سی ای۔ای۔پرنس آف آرکٹ	
دار دنیا کے گئیں دار البقا بذل وجود و لطف و جان نہیں تھے یک قیامت ہے بپا مدر اس میں جنت الفردوس ہو انکا مقام	بیگم والہ گہر عالی صفات گو یا وہ مصدر یہ سارے شہ قات محورنج و غم ہن سب دن اور رات یا خدا تیرے کرم سے ہے نجات
بادشاہ نے مجھ میں ان کا سال لکھ دیا۔ خورشید بیگم کی ماہیت	
ایضا	
بہترین فوت بیگم خورشید بادشاہ نے مجھ میں لکھ دیا سال	باعث بخش قلوب ہے یہ آہ کیا شمس کا غروب ہے یہ
قطعہ تاریخ وفات جناب مولانا الحاج مولوی محمد بشیر صاحب غفر اللہ لہ ساکن و انمبار ی	
وقف تھا کون کسکو تھا معلوم جسز خدا کیا تھا علم و فضل میں اور بذل وجود میں کسکو نہیں ہے اسکی لیاقت کا ہر طرف تھا وہ قبیلہ پروردی خلق ذی ہم پینتیس سال سے متجاوز نہ ہو گا سن تھا حالت مرض میں عجب متعل مزاج	ناگہ دی مامت محمد بشیر کی کیا منتہم تھی ذات محمد بشیر کی شہرت تھی شش جہا محمد بشیر کی تھی بات بھی نبات محمد بشیر کی ہے تھی کم حیات محمد بشیر کی اللہ سے ثبات محمد بشیر کی

سب دوتون کو کیوں نہ رلائیگی تون	فرقت دن اور رات محمد بشیر کی
عالم تھا اور حاجی و عابد خدا شناس	کیونکر نہو نجات محمد بشیر کی
لکھد بجے یہ مصرع تاریخ بادشاہ	
افسوس اب وفات محمد بشیر کی	
قطعہ تاریخ وفات جناب ڈکو حاجی بہار الدین صاحب مرحوم مستوطن و اہلباڑی	
نیک باطن نیک طینت دین کے عاشق نے حیف	اندون دنیا سے ملک آخرت کی لی ہے راہ
بے سرائیشہ ہاتھ نے کہا سال و نا	رحلت حنت مکان حاجی بہار الدین ۱۳ آہ
ایضا	
وادرغا حاجی الحسین مرد متقی	دار دنیا سے گیا اب جانب دار البقا
سال اسکا ہاتھ غیبی نے مجھ سے ناگہان	رحلت ڈکو بہار الدین ۱۳ شور کہا
قطعہ تاریخ وفات ہر مجسٹری کنگ ایڈورڈ ہفتم شاہ انگلنڈ و قیصر ہندوستان آجہانی	
ای شاہ ایڈورڈ ہفتم بادشاہ مہربان	مضطرب و غم تیری مرگ ہے یک جہاں
تاریقی آئی کیا لندن سے تیری شوکی	خرمن دہائے عالم پر گراوین بجلیاں
موت کی صرصر نے دم بھرن اسے ویلا کیا	کیا تروتازہ تھا تیری زندگی کا گلستان
کس کا دل کسکا جگر اس غم سے متاثر نہیں	کلمہ افسوس سے خالی ہے اکب کی زبان
صفہ رستی سے ہے گم ہوا تیرا وجود	اب کہاں ڈھونڈیں کہہ دیتے پائین کہاں
دونوں حصے لیتے ہیں تیرے غم و اندوہ میں	یک طرف ہے ملک گلنڈ یک طرف ہندوستان
گو نہ اپنے عہد میں تو ہند میں آیا مگر	تیری شفقت کی نظر بھرتی تھی ہر جا و دہاں
تاریقی تعزیت کے کیا لگا تارا اندون	ہر طرف سے لارڈ منٹو کی خدمت میں روان
سائے امر اسکا درواہ میں مقرر اس مرے	خیم و دوش میں تھی تیری ذات یکتائے زمان
جہکوتی کی خاص نیت اہل ہندوستان سے	چاہتا تھا ہر طرح سے انکی توبہ بودیان

<p>تو نے اکیم فارم ہندین جاری جو کی مہری کونسل کا تو نے حق انتخاب یکڑی کیٹو کونسل کی مہری بھی تو نے دی شورش بنگالہ تیسرے عہدین پیدا ہوئی انکا پورا انتقام ہوقت پر تو نے لیا جنگ و خونریزی سے تیری طبع کو نفرت آئی نقش دلہرہ تون بیکر بن اوصاف نیک با ادب ہم اب بجالاتے ہیں رسم تعزیت جارج پنجم تیرا جو سر زندا عالی جاہ ہے ہے یقین ہو کور ہے بیشک وہ تیرا ہم قدر</p>	<p>ہم رعایا کو بنایا بے نہایت شادمان ہم مسلمانوں کو بخشا بے لطیف بیکران پائی اہل ہند نے اب تک کہاں یہ عزت شان ایک مدت تک رہا انجان تو گنگیا ن حد سے متجاوز ہوئے جب باغیو کے شوخیا پیس میکر تھو کہو سب کچھ تھیں عقلانے زما عہد والا کی تری کس طرح بھولیں خوبیا ہم کو تیرے خاندان سے ہیں دلی ہمدردیا جانشینی سے ہے اسکی ہکو حاصل عزت شان تیرے الطاف و نوازش کا ملے اسکی نشا</p>
--	---

بادشاہ تم یہ سناد و مصرع سال وفات  
رحلت اید و رد ہفتہ شاہ عالی دودمان

تلم تاریخی جو جناب حاجی حکیم محمد عبدالباسط صاحب غفر اللہ لہ ابن جناب حاجی حکیم محمد عبدالعزیز صاحب  
مستوطن مدد اس کی وفات پر لکھی گئی۔

<p>اللہ اللہ قادر مطلق ہے اسکی پاک ذات وہ جو کچھ چاہے کرے اسکا مزجم کون ہے عاجز و ناچار ہم اسکے بن سارے بند گمان اسکی قدرت اسکی عظمت سب سے اعلیٰ ترین کون بن کیا ہیں ہمارے کچھ بھی ہے نام و نمود ہم امانت دار سب چیز و کھا مالک ہے وہی ہم کو ہے لازم رہیں ہر وقت راضی بر رینا</p>	<p>اسکے ہی قبضہ میں ہے عالم کی سب موت و حیا دو جہان محکوم اسکے سپہ حاکم کون ہے دخل اسکے کام میں دین ہو کو یہ طاقت کہاں اسکا ہر مومن کوئی نہیں کوئی نہیں اسکی ہستی کے مقابل کیا ہمارا ہے وجود لے جو مالک ملک اپنی اسکا شکوہ ا حقیقی صابر و شاکر رہیں رنج و غوشی میں ہر ملا</p>
---	---

بندگی اپنی ہی اسکی اطاعت ہے یہی  
 واقعہ پر در دیک مدراس میں گزرا ہے آہ  
 عبد باسط نام تھا ایک صاحب فہم و تیسر  
 تھا پدر کو نازیہ ہے سرسیر لائق پسر  
 حاجی المحرمین تھا وہ اور مرد مستقی  
 عمر سی سالہ تھی جسکی نوجوان نیکو خصال  
 جسکو تھا اپنے بزرگوں کا بڑا پاس ادب  
 طبع میں اسکے متانت اور تھی سنجیدگی  
 صحبت بد سے بُرے فعال سے رہتا تھا دور  
 خامی اردو میں نامل میں بہارت جسکو تھی  
 ہے مقرر وہ جو انگریزی کمرشل کی کلاس  
 اسکی محتاج و مساکین پر تھی شفقت کی نظر  
 پارچہ کے تھا تجارت پر وہ مائل بالذوم  
 تیسویں شوال کی تھی یکیک آئی بلا  
 نوجبے شب کے کیا ہے آہ اسنے انتقال  
 ماہ ذیقعدہ کی پہلی روز دو شنبہ کا تھا  
 آہ وزاری میں ہوئے مصروف سب خورد و کلا  
 تھا جگر خستہ پدر اسکا بحال و لشکار  
 خاص کر زوجہ کی اسکے غم سے تھی حالت عجیب  
 پہر کہاں دیکھو میں اسکو ای مرے پروردگار  
 کوہ غم سر پر گرا ہے میں سب نہا لون کس طرح

دین و دنیا میں سعادت کی علامت ہے یہی  
 جسد کرتا ہے ہر یک فوس و حسرت کی نگاہ  
 نامور جسکا پدر حاجی حکیم عبد العزیز  
 تھا پسر کو خسر یہ اپنا معزز ہے پدر  
 دینداری اس میں تھی پر ہیز گاری اس میں تھی  
 جسکی خوش خلقی تھی سب میں بے نظیر بے مثال  
 جسکو تھی مد نظر تعظیم انکی روز و شب  
 باوجود اپنے مول کے تھی یکسر عاجزی  
 نیک کاموں کی طرف جسکو تھی رغبت بالضرور  
 اور انگریزی میں بھی خاصی لیاقت جسکو تھی  
 امتحان اس میں دیا اسنے کیا تھا اسکو پاس  
 تا بقدر و انکی کرتا تھا اعانت سرسبر  
 اور کوچہ میں گرہ نکسے تھا تجارت کا مقام  
 شکوہ ہمیضہ میں یعنی ہو گیا وہ مبتلا  
 دل پہ سارے اقربا کے دے گیا رنج و ملال  
 دفن سب نے آہ کیسے گنج خوبی کو کیا  
 درد و رنج و غم کا ہر چہرہ سے ظاہر تھا نشان  
 چھٹ گیا تھا بھائیوں سے دامن صبر و قرار  
 کہتی تھی مجھ سا نہیں دنیا میں کوئی بد نصیب  
 دل مرا سوزان ہے اور میرا کلیجہ داغدار  
 زندگی کے اپنے یہ ایام ناہون کس طرح

الغرض تھا جو ارادہ میں خدا کے وہ ہوا کچھ نہیں چارہ یہاں ہم کو بجز صبر و سکون روح پر مرحوم کے فضل تو یارب مدام خوش تارنچ رکھتا ہے اگر کوئی بشر	گریہ وزاری سے بے صبری سے ہے کیا فائدہ اناللہ کہتے اور اناللیہ سر اجعون دیجئے خلد برین میں اسکو اعلیٰ تر مقام ہے (قتیل ہضم) یہ تاریخ رحلت مختصر
--	---

ختم کردے بادشاہ یہ داستان پرالم  
غم سے بہر آتا ہے سینہ چل نہیں سکتا قلم

فاضل کیتا ادیب باقیات الصالحات کیا فن تدریس میں حق نے دیا اسکو کمال اسکے شمع و عطر پر روانے سب پیر و جوان ملک میں پھیلے ہوئے تھے اسکے انوار فیض عالم جدید پر ایسا کب نظر آئے ہمیں اسکے اولاد و اقارب کا نہ پوجہ و در و غم ہے جدا وہ مدرسہ سے جیسے گلشن سے بہار یا الہی صالحون میں اسکو تو محشو رکھ	تاگہان دنیا سے اس نے آخرت کی لی ہے راہ سارے علمائے زمان کرتے تھے ہکا عرو جاہ قوم تھی اس پر فدا وہ قوم کا تھا خیر خواہ تھا سما پر وہ جنوبی ہند کے خورشندہ ماہ کم نصیبی کی ہماری اسکی رحلت ہے گواہ روز روشن ہو گیا اپنی نگاہوں میں سیاہ یا گلون سے بوئے گل زائل ہوئی بے اشتباہ جنت الفردوس ہو اسکے لئے آرا سگاہ
---	--

بادشاہ یہ مصرع تاریخ تم لکھد و لیس  
ہو گیا ہے انتقال عبدالقادر بادشاہ

قطعہ تاریخ وفات و خیر جناب حلیب رکن الدین صاحب متوطن تریا تو ضلع شمالی آرکاٹ

ہاتے ہوس گئی دنیا سے بادشاہ نے سن رحلت یہ کہا	رکن دین شمع ہدی کی لڑکی داخل خلیفہ زبیدہ سے ہے پوری
--	--

تاریخات کتب



قطعہ تاریخ دیوان شاکر تصنیف جناب حاجی محمد عبدالقادر صاحب شاکر مستوطن و انباری

صدر جہا یک سے محب نے	لکھا ہے دیوان کیسا خوش سہلوب
ہیں پیارے پیارے شعار اسکے	طرز بیان ہے ہر دلو مرغوب
لفظ اور معنی آپس میں یوں	وہ اسکا مفتون یہ اسکا محبوب
دیکھیں پڑھیں اور داد اسکی دین سب	لطف سخن ہے جن جن کو مطلوب

ای بادستہ تم تاریخ لکھ دو  
دیوان شاکر دلچسپ ہے خوب

قطعہ تاریخ ثنوی نانہ شاکر تصنیف صاحب موصوف

لکھی کیا ثنوی تو نے اے شاکر	ہوا ظاہر غم دیرینہ عشق
دل عاشق نہ کیوں حیرت زدہ ہو	سکندر تو ہے یہ آئینہ عشق
لکھوں گر اسکو بام حسن خوبان	ہے ہر یک شعر اسکا زینہ عشق

لکھو ای بادستہ تاریخ اسکی  
ہے نیکو ثنوی گنجینہ عشق

ایضا

عمدہ ترین ثنوی طبع ہو ی اندون	کیوں نہ یہ مرغوب دل غلق میں ہو بالعموم
اہل سخن میں فدا اسکے مضامین پر	شمع پہ پروانوں کا رہتا ہے جیسے نجوم
حسن بیان دیکھ کر جی ہے یہی چاہتا	لیجئے بڑ بڑا بھی دست مصنف کو چوم
ہے یہ خدا سے دعا اسکی ہوشہرت فزون	ہند کی سرحد سے تا مصر و عرب و روم

فکر سن طبع جب چھو کہو ہی بادشاہ  
دل نے کہا خوب ہے نانہ شاکر کی دیوہوم

قطعہ تاریخ زواج منظوم تصنیف جناب منشی عظیم الدین صاحب متخلص یہ عظیم مستوطن بیارم پیٹھ ضلع شالی آرکا

<p>کون ایسا اٹھایا بارِ عظیم مثل شاہد بہ جسدِ گاہِ نظم آخرینِ حرب لگا کہنے گلشنِ امر و نہی حقائقِ مین یادگارِ مصنفِ ذی جاہ تاقیامت نہ کیوں رہے باقی</p>	<p>کس نے لکھا زواجِ منظوم جلوہ آرا زواجِ منظوم جس نے دیکھا زواجِ منظوم گلِ کیتا زواجِ منظوم ہے یہ اعلیٰ زواجِ منظوم تیرا چرچا زواجِ منظوم</p>
<p>بادشاہ سالِ طبع تم لکھ دو کیا ہے زیبا زواجِ منظوم</p>	
<p>قطعہ تاریخِ فتویٰ نغمہ توحید تصنیف جناب ابوالعرفان شاہ محمد عبدالرحمن صاحب فاروقی تسلیم علومِ صوفیہ</p>	
<p>لکھی فتویٰ خوب تسلیم نے مرے طبع نے بادشاہ بہر سال</p>	<p>ہزارِ آفرین اور صدِ حربا تصوف کا پاکیزہ دستہ کہا</p>
<p>قطعہ تاریخِ رسالہ ہدایتہ الاخوان تصنیف جناب مولانا الحاج مولوی عبدالہادی صاحبِ ستون و انباری</p>	
<p>جناب مولوی الحاج عسبد ہادی نام رسالہ فنِ تجوید اس نے خوب لکھا ملیکا حشرین خالق سے اسکا اجرِ عظیم بیانِ ہریم سے کہان و صفاتِ سالہ کا نہیں فقط طلبا ہونگے مستفید اس سے یہ کہہ رہا ہے ہر یک شائقِ فنِ تجوید</p>	<p>یگانہ منتخبِ عالمانِ دین ہے یہہ مدام قابلِ تحسین و آفرین ہے یہہ ذرا بھی شک نہیں واللہ ہمیں یقین ہے یہہ پسند اہل نظرِ حرز شایقین ہے یہہ فروعِ بخشش کمالِ معلین ہے یہہ مکانِ دل کیلئے واہ کیا کیمن ہے یہہ</p>
<p>رقم کیا قلم بادشاہ نے مصرع سال زبے ہدایتہ الاخوان مونسین ہے یہہ</p>	
<p>قطعہ تاریخِ کتابِ کینہ فی انبارِ المدینہ تصنیف جناب الحاج محمد صبیغۃ اللہ صاحب ہاجر ستون و انبار</p>	

اللہ اللہ یہ رسالہ ہر حرف حسین ہے مثل یوسف مسجد کا یہ اسکے تذکرہ ہے خواہاں بہنیں اسکا کون مو من محبوب خدا کے شہر کا حال ایک فاضل دہر کی ہے تالیف اعمال میں تیرے کرای مولف	مطبوع ہو ابطور مرغوب ہر دائرہ گویا چشم یعقوب جسکی است سے ہم میں منسوب کے دل کو بہنیں یہ مطلق کیونکر ہوں یک جہاں کو محبوب اندازیان ہے کیا خوش ہلو ب بیحد ہو ثواب اسکا محو ب
تاریخ لکھی ہے بادشاہ نے یہ تحفہ مومنین ہے خوب	
قطعہ تاریخ رسالہ انسب معروف بہ تحقیقات فخری تصنیف جناب مولانا الحاج مولوی حکیم شیدہ محمد فخر الدین صاحب نقوی فخری سید لاہوری مدراس	
مسلمانو! یہ سب میں عمدہ تر ہے و کہائے خوب فرق حق و باطل عجب کیا ہے نصاریٰ کے دلوں پر	بہت ہیں یوں تو تصنیفات فخری یہ توضیحات و تفہیمات فخری موثر ہوں جو تصدیقات فخری
زروئے آفرین ای بادشاہ تم لکھو تاریخ تحقیقات فخری	
قطعہ تاریخ رسالہ البشارات تصنیف مولانا تے موصوف	
مقابل ہو توحید تشلیث سے کب بجلا ایک ہوتین اہتین ہوں ایک منزہ فقط ایک ذات خدا ہے محمد نبی خاتم المرسلین ہے	وہ مہر نور ہے ظلمات ہے یہہ ای نصرت ہو! کیا خرافات ہے یہہ نہیں ہے شریک اکا حق بات ہے یہہ ہے افضل ترین سب میں کیا ذات ہے یہہ

بشارت جتنے ہیں اگلے کتب میں چھپا اندون نسخہ البشارۃ مولف جو ہکا ہے مولنا فخری یہ فاضل ہے سید ہے عالی مرتب مباحث ہے اعلیٰ مناظر ہے کیتا ہزار آفرین اسی مولف ہو تجہ پر موثر ہے طرز بیان باسلاست جو دیکھے یہ تالیف وہ کہہ اٹھیکا اسی کو ہیں تبلیغ اسلام کہتے خدا و بنی تجہ سے راضی نہ کیوں ہو	بمصدق جملہ بشارات ہے یہ ملی بہ انجیل و تورات ہے یہ سزاوار فخر و مہمات ہے یہ زہے منبع فیض و برکات ہے یہ مدہ اوج علم و کمال ہے یہ نصاری پہ بازی تری مات ہے یہ دکھایا ہے دن یہ ہے اور ہے یہ بلا شک اہم مہمات ہے یہ یگانہ بہ جملہ مشوبات ہے یہ مگر اعظم ترین ہدایات ہے یہ
---	--

لکھو بادشاہ سال طبع رسالہ

بشارت احمد کا اثبات ہے یہ

فصل

جو جلسہ عام انجمن خیر خواہ عام گویند پور واقع و انبازی کیلئے لکھی گئی تھی

مرحبا ساکنان گویند پور انجمن آپ نے جو کمال فیض پاتے ہیں جس سے صبح و سہ مدرسہ ایک از پے فدا انجمن اور مدرسہ دونوں زیور علم سے مزین اب نام تاحشر کیوں نہ ہو باقی	خدا مومنان گویند پور برگئی عز و شان گویند پور سارے پیرو جان گویند پور کیا جاری میان گویند پور گویا تان اور جان گویند پور ہونگے سب دختران گویند پور نہے زندہ دلاں گویند پور
--	--

	<p>ایک عالی نشان گویند پور زبدۂ تاجبران گویند پور دے سب عمدگان گویند پور ہو گئے مہر بان گویند پور سب میں یہ تدر دن گویند پور آفرین حاسیان گویند پور دبدم پاسبان گویند پور رونق گلستان گویند پور</p>	<p>چندہ دس روپے ماہوار دے نام اسکا ہے ٹی امین آدین اور بھی حسب حوصلہ چندہ اور دیگر محلے والے بھی رسم چندہ سے جو کئے تائید شکر سب محطیوں کا ہے لازم یا الہی ہوتیر افضل و کرم تیسرا برکرم سے ہوا فزون</p>
	<p>میں بھی ہوں بادشاہ انروزون شاعر خوش بیان گویند پور</p>	
	<p>رباعیات</p>	
<p>سندرجہ ذیل رباعیات مولانا حالی کے مصرعہ پر لکھی گئیں اور رسالہ تعلیم و تہذیبی بابت رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ ہجری میں شائع ہوئیں</p>		
	<p>ہو گانہ ضرورت سے زمانے کے معاف انصاف انصاف آہ انصاف انصاف</p>	<p>جو کام شریعت کے صریحاً ہو خلاف بے شرع پہ اب ضرورت زمانہ فائق</p>
	<p>ولہ</p>	
	<p>ترمیم فراموشی میں کی کو ہے لاف انصاف انصاف آہ انصاف انصاف</p>	<p>کہتا ہے کوئی پردہ نسوان ہے معاف پابند نہیں دین کے دعویٰ دین کا</p>
	<p>ولہ</p>	
	<p>اسلاف کے ہم میں نہیں گر چہ اوصاف کہلاتے ہیں آخر تو نہیں کے اخلاف</p>	

کچھ قد نہیں ہم کو ہے اس نسبت کی	انصاف انصاف آہ انصاف انصاف
سندرجہ ذیل رباعیات اخبار روزانہ قومی رپورٹ مدراس میں شائع ہوئی تھیں	
عید آئی ہے تہیں اسی اہل نظر مبارک	اسن بخت و طرب کا سب پرائز مبارک
ہر سمت سے صدایہ کا نوین آ رہی ہے	عید الفطر مبارک عید الفطر مبارک
ایضاً	
بلبل کو گل مبارک گل کو چمن مبارک	جان کو بدن مبارک لب کو سخن مبارک
عید الفطر مبارک ہے جیسے موسون کو	قومی رپورٹ تمکو اہل زمین مبارک
ایضاً	
ادب ہم سب کو فرحت عید کی ہے	ادب ہر پور و پین تیغ اب پل ہی ہے
خوشی اور غم ہیں دونوں طفل تو ام	خوشی ہے غم میں اور غم میں خوشی ہے
ایضاً	
شاعری کی آرزو رکھتے ہیں ہم دہلیں کثیر	کہنہ طرز شاعری کے ہیں مقلد بے نظیر
یہ نہیں معلوم آزادی ہو کب حاصل ہوں	رضی معشوق کے ہم ہیں زلف چا نہیں
ایضاً	
متبدل کیوں کر ہو دنیا میں حال شاعری	عشق فرضی کو سمجھتے ہیں کمال شاعری
ہندین پوچھے کوئی قومی تنزل کا سبب	بے تحاشا میں یہ کہہ دو ٹکاد بال شاعری
ایضاً	
امر معروف سے جدا ہیں ہم	ہنیں منکر میں مبتلا ہیں ہم
حشر میں کس طرح سے ہو گی نجات	پارسی سے پارسا ہیں ہم
ایضاً	
دین پر دنیا کبھی غالب نہیں	اسکا شائق ہر کچھ طالب نہیں

ایک ہے یوں دین دنیا کے بغیر	روح یک موجود ہے قالب نہیں
ایضاً	
تم رہو دنیا کے ہر ایک کام میں	پرنہ آؤ دین کے الزام میں
دین و دنیا دونوں ہم کو چاہئے	ہے کہاں رہبانیت اسلام میں
ایضاً	
قومی خدمت مایہ بہبود دین	قوم کے محن پہ صدمہ آفرین
کطرح بھولیں یہ سرمان خدا	لا یضیع اللہ اجر المحسنین
ایضاً	
باز کوئی می کو ہے ستا گمراہ	بے پردہ ہوں نسوان کسی کو بے چاہ
باز بچہ اطفال بنا ہے مذہب	لا حول ولا قوۃ الا با اللہ
ایضاً	
بے پردی جیسی کا ہے قرآن گمراہ	منکر سکا ہو کون غییر از گمراہ
کہتے ہیں یہ ہے خلاف عقل و فطرت	لا حول ولا قوۃ الا با اللہ
ایضاً	
رہبر راہ خدا ہے روزہ	دین و ایمان کی جلا ہے روزہ
حال کیا اسکا ہو عہد آجس نے	ترک خواہش سے کیا ہے روزہ
ایضاً	
گر لاکھ بھی جہان میں کہا میں تو کیا ہوا	جو کچھ ہوا حصول وہ یک دن فنا ہوا
عبرت کیواسطے سخن بس ہے بادشاہ	اقبال کو جو اٹھے تو وہ لا بقا ہوا
ایضاً	
کوئی نعمت نہیں دنیا میں مقابل اسکی	ملی خالق سے جو عورت تو سخن کو ہی ملی

ذوق این می نشناسی بجز آتانه چششی	بے خبری من جو سخن سے میں نہیں کہتا ہر
ایضاً	ایضاً
دختر یہ دونوں ایک ہی ماں کے ہیں مگر چہیتی نہیں ہے بات بناوٹ کی بال ہر	لیگ اور کانگرس پہ کرو غور کی نظر ہر جذبات بجا و کرین ممبران لیگ
ایضاً	ایضاً
خود غرضیوں نے کیا تری حالت خرابی کھل جاتی ہے اخیر کو رنگت غضاب کی	ای لیگ خلق میں ہے تو مورد عتاب کی تیسے ملع کاریان پوشیدہ کیوں رہیں
مضامین نشر	
انسان کیلئے مذہبی ضرورت	
<p>دنیا میں انسان کی زندگی سے سجد و شکر ضرورتیں وابستہ ہیں کوئی ضرورت ایسی نہیں جس سے انسان کو ہم مستثنیٰ کر سکیں از انجملہ جاہل کو علم کی ضرورت عالم کو غلات کو مستفیض بنانے کی ضرورت شاعر کو عمدہ خیالات کی ضرورت بدن کو صحت کی ضرورت گرسنہ کو طعام کی ضرورت پیاسے کو پانی کی ضرورت غفلت کو مال و زر کی ضرورت تاجر کو سرمایہ کی ضرورت و ہفان کو آلات کشکاری کی ضرورت وغیرہ وغیرہ ہم جہاں تک غور کریں بقدر خیال کو بلند کریں ہماری گرد و پیش طرح طرح کی ضرورتیں ہی نظر آ رہی ہیں اگر ایک ضرورت حاصل ہو گئی تو پھر دوسری ضرورت حاصل کرنے کی جستجو رہتی ہے کوئی شخص دنیا میں ایسا نہیں ملتا جو تمام ضرورتوں سے فارغ ہو گیا ہو جہد سے لحد تک ہر انسان کو اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے سوائے چارہ نہیں ہر ضرورت کی ایک حیثیت اور ایک تہہ ہے حسب حیثیت حسب مراتب ہر کو کا رہنا چاہئے ہمارے مضمون کا عنوان مذہبی ضرورت ہے یہ وہ ضرورت ہے کہ انسان کی کوئی ضرورت اسکے مقابل ہو نہیں سکتی تمام ضرورتیں مقدم تمام حاجتوں سے معظّم حاجت ہے تو بس یہی ہے یہ وہ ضرورت ہے جسکے لئے صدا ہنرا رہا انبیاء کے کرام دنیا میں مبعوث ہوئے یہ وہ ضرورت ہے جسپر ہمارے روحانی اور جسمانی اصلاح کا انحصار ہے۔ یہ وہ ضرورت ہے جسپر دنیا و دین کی تمام خوبیوں کا دار و مدار</p>	



یہ وہ ضرورت ہے جسکے روبرو دنیا کی تمام ضرورتیں ایسی ہیں جیسے آفتاب کے سامنے فرہ یا دریا کے روبرو قطرہ خوش نصیب وہی لوگ ہیں جنکو مذہبی ضرورت کا نہ فقط پورا پورا احساس ہے بلکہ مذہبی فرائض سے غافل رہنا انکے پاس انسانیت سے بعید ہے سچ پوچھو تو دنیا کا انتظام بغیر مذہب کے ممکن ہی نہیں فرض کرو اگر دنیا میں مذہب نہ ہوتا تو انسان کی مطلق انسانی دنیا میں کیا کیا جرائم کیا کیا خرابیوں اور کس قدر فسادوں کی باعث ہوتی کیا سرکار کی موجودہ پولس اور موجودہ مجسٹریٹوں کی تعداد اسکے ہندو کیلئے کتنی ہو سکتی تھی نہیں ہگز نہیں یہ مذہب ہی کا طفیل ہے کہ آج ہم امن و امان سے زندگی بسر کر رہے ہیں انسان کے حکمہ جسم میں دل جو بمنزلہ مجسٹریٹ ہے وہ خود دیکڑوں فیصلے صادر کرتا ہے متعدد برے خواہشوں کی مزاحمت اس سے ہو جاتی ہے ہاں جو کام اسکے حدود اختیار سے تجاوز ہو اللہ ہی کا دنیا میں ظہور ہوتا ہے مجسٹریٹ دل کا سربراہ اور مقتدا کون ہے وہی مذہب ہے فی الحقیقت وجود مذہب ہی وجود عالم کا باعث ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

نہ ہوتا اگر دین دنیا نہ ہوتی پانندن کی تصویر زیبا نہ ہوتی

یوں تو دنیا میں سیکڑوں مذہب ہیں ہر مذہب والے کا دعویٰ ہے کہ ہمارا مذہب اچھا ہے مگر جن حضرات کو خدا نے چشم بصیرت دی ہے جن لوگوں کے دل و دماغ نور ہدایت سے سنور ہیں وہ ہی کہیں گے کہ دنیا بہرین مذہب اسلام سے بہتر کوئی مذہب نہیں مذہب اسلام کے سچے اور پاکیزہ اصول ایسے ہیں جسکے روبرو اعدائے اسلام خود بخود تسلیم خم کر دیتے ہیں انکے متعدد تصانیف و متعدد اقوال اس امر کے گواہ عادل ہیں انشاء اللہ استعان اور کسی مضمون میں اسکی تفصیل ہم بیان کرینگے بڑے تسکون کا مقام ہے کہ ہم ایسے سچے مذہب کے نام لیا ہوں اور ہم سے اس سچے مذہب کی پابندی میں قصور ہو۔

### اہل اسلام اور انگریزی زبان

مدتوں سے دنیا کا یہ دستور اور یہ قاعدہ چلا آ رہا ہے کہ حاکم کی زبان محکوم رعایا پر زیادہ اثر کر جاتی ہے نہ فقط زبان بلکہ حاکم کے اوضاع و اطوار اور لباس کی تقلید بھی محکوم رعایا کو پسندیدہ ہو جاتی ہے حاکم و محکوم کے تعلقات بھی کچھ ایسے ہیں کہ خواہی مخواہی رعایا کو ہر عزمین بغیر تقلید کے چارہ نہیں ہر طرح سے حاکم کی دلجوئی محکوم کے نظر رہتی ہے ہندوستان میں منطیہ سلطنت کے عہد میں سرکاری زبان فارسی تھی رعایا کے دل میں زبان

فارسی کی قدر و قیمت اسی قبل کی تھی بطرح آجکل زبان انگریزی کی ہے ہندوستان کا بچہ بچہ فارسی زبان کا  
ولدادہ اور ہر کس کا شائق نظر آتا تھا اکثر فارسی کتب مذہبی رنگ میں تصنیف ہو کر تھے جسکی وجہ سے مذہب  
کو بڑی تقویت حاصل ہوتی تھی آجکل جبکہ کتب انگریزی میں تصنیف ہوتے ہیں مذہبی رنگ سے محروم ہیں مذہبی قیمت  
کی کاستگی کا غالباً یہی سبب ہو گا مگر کازغلیہ کی زبان کا اثر دیکھئے کہ باوجود ساہائے سال گزر جانے کے ہنوز ہندو  
میں اسکا رواج باقی ہے۔ جیسے ضلع تعلقہ تحصیلدار منصف سررشتہ وار۔ دربار قسط جمع بندی۔ آبکاری  
ضابطہ وغیرہ وغیرہ۔ اگر غور کریں تو اور بہت سے الفاظ قبیل کے دستیاب ہو سکتے ہیں ہماری دور دراز پیش برٹش  
گورنمنٹ نے غالباً مرقومہ اقتدار الفاظ کو انگریزی میں اسلئے بحال رکھا تا کہ اسکے مقبولیت عامہ میں خلل واقع نہو  
اگر وہ چاہتی تو ان الفاظ کو انگریزی سے بدل دینا کوئی بڑی بات نہ تھی غرض حاکم کی زبان کا اثر محکوم رعایا پر ہونا  
جب ایک لازمی امر تھ تو فی زمانہ جو لوگ شاعت زبان انگریزی کے مخالف ہیں انکی مخالفت دانشندی سے بعید  
ہے جس میں طرح برٹش سلطنت کا اقبال اور اسکی قوت و شرکت ہندوستان میں افزون ہوتی جا چکی اس اس طرح  
زبان انگریزی کی ترقی معراج کمال پر پہنچنے میں کوئی شک و شبہ نہیں شاعت زبان انگریزی کا روکنا گویا ایک سیلا  
عظیم کو ہاتھوں سے تباہنا ہے اب یہ دیکھنا چاہئے کہ زبان انگریزی کے ناپسندیدگی کی وجہ کیا ہے جو لوگ اس  
ناراض ہیں وہ کیسے لوگ ہیں تجربہ اور شاہدہ سے یہ بات بخوبی ثابت ہو چکی کہ نہیں اکثر لوگ اہل علم و کمال  
مزاج ہیں انکی ناپسندیدگی اسوجہ سے نہیں کہ انگریزی ایک غیر مانوس زبان ہے اسوجہ سے نہیں کہ اسکی شاعت  
دیگر زبانوں کی ترقی میں مائل ہوگی اسوجہ سے نہیں کہ انگریزی حکام ہمارے ہم قوم نہیں ہیں بلکہ انکی ناراضماندی  
ناپسندیدگی اسوجہ سے ہے کہ آجکل انگریزی خوان گروہ سے دینداری مفقود ہوئی جا رہی ہے انکے اقوال اعمال بالکل  
مذہب معراہن انکے پاس دین و مذہب کوئی چیز نہیں حشر و نشر۔ دوزخ و جنت کا اعتقاد انکے پاس فصول ہے  
مسلمان کہلائیے لئے فقط نام مسلمانی کافی ہے ان کے پاس دنیا میں اگر کوئی نیکی ہے تو وہ یہی ہے کہ ہر طرے سے قوم  
میں انگریزی زبان کی شاعت ہو اسکی تائید و کمک کیلئے زبان و قلم دل و جان مال و زحمات و آرام سب کچھ وقف  
ہو جائے تو بہتر ہے حالانکہ انکا یہ خیال سرسری غلط ہے دنیا کی کوئی نیکی حق تعالیٰ کی عبادت یعنی نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ  
کے مقابل ہو نہیں سکتی جسکے دل میں ایمانی جوش ہے وہ شخص ہرگز کسی نیکی کو عبادت سے افضل نہیں سمجھ سکتا

انگریزی خوان گروہ پابند شرع نہ ہونے کی اصلی وجہ یہ ہے کہ ان کے آباؤ اجداد نے بجز انگریزی تعلیم کے سرے سے  
 لوگوں کو دینی تعلیم ہی نہ دلائی۔ بعضوں نے دینی تعلیم سرسری لڑکوں کو دلوائی مگر انگریزی تعلیم کو ہر طرح مقدم رکھا  
 دین و مذہب کی حقانیت ایام کسی میں بخوبی ذہن نشین نہ ہونے پائی لڑکوں کی عمر جب عہد شباب کو پہنچی تو مذہبی وقعت کہنٹا  
 کیلئے انگریزی جدید فلسفہ کی تعلیم نے گویا سپہنہ پر سہاگہ کا کام دیا ہمارے پاس سچا پرے انگریزی خوان گروہ کا  
 کوئی قصور نہیں البتہ اس خرابی کے باعث اگر ہین تو ان کے ورثا ان کے آباؤ اجداد ہین اگر لڑکپن سے ہی دینی تعلیم لکھو بخوبی  
 دی ہوتی تو آج کیون ہم انکو دینی بے اعتنائی میں منہمک دیکھتے جس عمارت کے بنیاد دین ہی غلطی ہو اس عمارت  
 کے استحکام کی کیا امید ہو سکتی ہے ہمیں شک نہیں کہ اگر انگریزی خوان گروہ کو دینی بے اعتنائی یوں ہی بڑھتی جائیگی تو  
 قوم کے لئے آئندہ بہت بڑی خرابی کا سامنا ہو گا۔

این مرتبہ کہ دیدہ جزوی است کار کلی ہنوز درست است

البتہ ہم پر یہ اعتراض ہو گا کہ غیر انگریزی خوان ہی تو صدمہ ہزار ہا افراد موجود ہین جن میں شریعت کی مطلق پابندی  
 نہیں ہے کیوں انکو نصیحت نہیں کیجاتی؟ کیوں انکو راہ پر نہیں لایا جاتا؟ صرف انگریزی خوان فریق کے تخصیص کا کیا  
 سبب؟ اسکا جواب یہی ہے کہ انگریزی خوان اور غیر انگریزی خوان میں بہت بڑا فرق ہے وہ یہ ہے کہ جب قدر انگریزی تعلیم یافتہ ہین  
 ہمیں کوئی فرد بشر ایسا نہ ہو گا جسکو قوی اصلاح کا دعویٰ ہو کوئی شخص ایسا نہ ہو گا جسکے زبان پر قوم کے تنزل و ادبار  
 کا شریہ نہ ہو کوئی ایسا نہ ہو گا جو اپنے فریق کو سب میں محرز و ممتاز نہ سمجھتا ہو اور ہر ایک کو اپنا بھائیال بنا مانا چاہتا ہو۔  
 برخلاف غیر انگریزی دان کے جو شریعت کے پابند نہیں ہین انہیں ہر گز یہ امور نہیں ہین انکے خیال لازمی ہین یعنی اسکا  
 اثر انکی ذات پر محدود ہے قوم کے دیگر افراد پر سرایت نہیں کرتا انگریزی خوان فریق کے فعال شعری ہین جس سے  
 قوم کے دیگر افراد متاثر ہوتے ہین پس ہر ایک کو لازم ہے کہ حتی الامکان انگریزی خوان فریق کو پابند شریعت بنائیگی  
 کوشش کیجائے اس مضمون کے لکھنے سے ہرگز ہرگز ہمارا مقصد نہیں کہ انگریزی زبان کی شاعت نہ ہو بلکہ ہم یہی  
 کہتے ہین کہ جسکا جی چاہے وہاں تک چاہے انگریزی سیکھے پڑھے دنیاوی و جاہت دنیاوی جاہ و ثروت دنیاوی  
 رسوخ جب قدر چاہے حاصل کرے مگر شرط یہ ہے کہ اسکے ساتھ دیندار بھی رہے حکام شریعت کا لحاظ رکھے وگرنہ  
 اس پر ہر دو گنا نہ ناسخ زمانہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے قول کے مصداق ہو گا جو چہ عوالم کے پیشتر ہو کہ جلا

مبادا دل آن فرومایہ شاد کہ از بہر دنیا دہد دین بساد  
 انگریزی خوان گردہین بغیر پابندی شریعت کے سیکڑوں ہزاروں افراد کلکڑ اور جڈج  
 بنجائیں بلکہ گورنر کے عہدے تک بھی انکی رسائی ہو جائے ان سے نہ خدا خوش نہ رسول رہی  
 نہ قوم پر وہ فکر کر سکتے ہیں نہ قوم انکو سرمایہ مانجھ سکتی ہے  
 ہر آنچہ شرط بلوغ است باتومی گویم تو خواہ از سنم پند گیر خواہ ملال

صبح

صبح صادق مرہم کا فوردار در غسل گرج علاج زخم عصیان می کنی بیدار باش  
 اللہ اللہ یہ کسی استاد کا کیا عمدہ شعر ہے جس عمدہ پیرایہ میں جس قریب الفہم انوکھے طرز میں صبح کی  
 تعریف اس نے ادا کی ہے نہایت درجہ قابل تحسین و آفرین ہے اور اسکی داد نہ دینی سخت بیداری  
 ہے صبح صادق کو مرہم کا فور سے تشبیہ دینی محرومان فخر عصیان کا اس سے علاج مقرر کرنا کقدر  
 دلکش اور دلچسپ مضمون ہے بیدار باش سے صرف ہوشیار رہنا بیان مراد نہیں بلکہ اپنے پاک پروردگار  
 کے ذکر و فکر میں اسکے عبادت میں مشغول رہنا مقصود ہے دنیا بہر کے تمام حیوانات چرند پرند ہر قسم  
 کا ذی روح ہر طرح کا جاندار صبح کے وقت اپنے حقیقی مالک و آقا اپنے پاک پروردگار کے دہیان میں  
 لگا رہتا ہے یہ تو بدیہی بات ہے اس سے کوئی انکار کر سکتا ہے؟ ہنیں ہرگز نہیں بہت تعجب ہے  
 ہم انسانوں سے جو صبح کے وقت نشہ غفلت میں مست ہو کر بھڑبھڑاؤں پہلائے سو رہتے ہیں ایسے  
 مبارک ایسے پیارے وقت کو بے پروائی سے کہو بیٹھے ہیں باوجود اسکے کہ مرہم کو اشرف المخلوقات  
 کہلاتا ہے دعویٰ ہی ہے کیا یہ بے زبان بے شعور ناجیز حیوانات سے بہکو عبرت حاصل نہیں ہوتا  
 کیا اشرف المخلوقات کہلانے کا یہی مقتضایہ کہ صبح جیسے پاکیزہ وقت میں ہی اپنے خدا کو یاد  
 کریں

وائے ہر ماہ وائے ہر انجام ما عار دار و کفران اسلام ما

رات اور دن کے چوبیس گھنٹوں میں صبح کا وقت ایسا پایاؤ اور سہا ما وقت ہے ممکن نہیں کہ کوئی

وقت اسکے مقابل ہو سکے وہ شمع سحر کا جہلا جہلا کے جلنا وہ پروا لون کی کنارہ کشی وہ معشوقوں کا اپنے عاشقوں کے بستر سے تھوڑے وقت کیلئے ہٹ جانا وہ تہندی تہندی نسیم سحر کی چمن میں خوش خرامی وہ سربستہ غنچوں کی شکفتگی وہ شبنم کے قطروں کی درختوں کے سبز پتیوں پر موتیوں جیسی بہار وہ درختوں کی سرسری اور انکا مکہار وہ بلبلیوں کی نغمہ سنجی و لگداز وہ قمریوں کی سروچمن پر کو کو کی پیاری پیاری آواز وہ زلغ و زغن کا بیساختہ بے محابا شور و غوغا وہ سخت سخت مریضوں کا مرض سے افاقہ وہ دلجمعی و سکون و قرار وہ پر نور نیلی کا عالم وہ موزون کی اذان کے الفاظ کے ساتھ الصلوٰۃ خیر من النوم کی پاک ہدایت وہ صلیبوں کا جلد جلد اپنے قضائے حاجت سے فارغ ہو کر مسجد کی طرف متوجہ ہونا وہ نماز میں اماں مسجد کی خوش بھگی کے ساتھ قرآن شریف کی تلاوت وہ بعد نماز باعجز و انکسار دعا کی طوالت غرض ان تمام امور ان تمام واقعات میں کوئی امر کوئی واقعہ ایسا نہیں جو دلوں کو اپنی طرف کینچنے میں قوت مقناطیسی کا حکم نہ رکھتا ہو ہر امر ہر واقعہ دریا ہے دلکش ہے دلچسپ ہے دلفریب ہے جسکو دیکھ کر بے اختیار یہ شعر زبان پر آ ہی جاتا ہے۔

ایک دل دہر بہت اب کس کس کو دیکھتے دہین آتا ہے کہ اس دل کے ہی نگرے کیجئے  
اہل سخن کے گرد وہین مختلف مذاق مختلف طبیعت کے لوگ موجود ہیں ہر شخص کچھ نہ کچھ کھینگا۔ مگر مجھ سے پوچھا جائے تو میں یہی کہوں گا کہ فکر سخن کیلئے صبح کے وقت سے بہتر اور کوئی وقت نہیں طبیعت کی آمد خاطر جمعی پر منحصر ہے خاطر جمعی جس طرح ہونی چاہئے بجز وقت صبح کے اور کسی وقت مفقود ہے علاوہ اسکے تمام اطیبائے یونانی اور انگریزی ڈاکٹروں کے نزدیک قواعد احتیاط صحت میں صبح خیزی ایک جزو اعظم سمجھی جاتی ہے صبح کا غسل صبح کی ورزش صبح کی مشی یہ تمام امور حفظان صحت کے ماتقدم اسباب ہیں اور تمام مغربی اقوام ان پر عمل پیرا ہیں تعجب کا مقام ہے کہ ہم مسلمانوں میں جو لوگ مغربی طرز معاشرت مغربی ادب و اطوار کے دلداد ہیں ان میں اکثر افراد نہ فقط صبح خیزی کی نعمت سے محروم ہیں بلکہ اسکے متعلق دیگر ابواب کے بھی عادی

نہیں ہاں البتہ ایسے امور کی زیادہ تقلید کی جاتی ہے جس سے نہ کوئی ذاتی نفع ہے نہ قوم کی کوئی بہبودی۔ جیسے تقلید لباس تقلید ماکولات و مشروبات تقلید رسومات مغربی وغیرہ وغیرہ میں یہ نہیں کہتا کہ بالکل مغربی اقوام کی تقلید نہ کرنی چاہئے بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ ان امور کی تقلید کیجئے جن سے اپنی ذات کیلئے اپنی قوم کے لئے کوئی فائدہ کی یہی صورت نکل آئے دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں جو تمام خوبیوں کا مجمع ہو۔ بلکہ خوبیوں کیساتھ چند در چند برائیاں بھی ضرور موجود رہتی ہیں ہر کوئی چاہئے کہ خوبیوں کو اخذ کر لیں برائیوں سے احتراز کریں۔ خدا صفا دے ماکہر کے مقولہ پر کار بند ہونا چاہئے خیر یہ ایک جملہ معترضہ تھا جو درمیان میں آگیا پھر میں اپنے اصلی مطلب کے طرف رجوع کرتا ہوں میں نے جو کچھ وقت صبح کی تعریف کی ہے وہ مشتے نمونہ از خزوری ہے مجھ جیسے کم استعداد ذلیل البصاحت سمجھو اگر کیا حوصلہ اور کس طرح مجھ سے صبح کی تعریف کا حق ادا ہو سکے میری تقریر میں اگر کوئی خلل و لغزش ہے تو اہل مجلس سے معافی کا خواست نگار ہوں۔

آئینہ خود باش صفائے بہ ازین نیست عیب ہمہ کس پوش قبائے بہ ازین نیست

### شام

ای وقت شام میں آج تیرے حالات تیرے کیفیات ظاہر کرنے پر اردو سوسائٹی کی طرف سے مامور ہوا ہوں مگر میں اس جیس و بیس میں ہوں کہ لکھوں تو کیا لکھوں تعریف لکھوں یا مذمت اگر مذمت کروں تو تجھ کو اچھا جاننے والے لوگ مجھ پر برہم ہو جائینگے تعریف کروں تو میرے بدخواہ مجھ پر چاپوسی اور خوشامدی کا الزام دہریگے اور یوں کہینگے۔

اچھے کو برابرے کو اچھا سمجھ کتنی یہ سبب بری ہے اچھا سمجھ خیر کچھ ہی ہوں غلو اور مبالغہ کو بالائے طاق رکھ کر صبح صبح حالت واقعی و وقتی کیفیت کا فوٹو کھینچ دیتا ہوں۔ ہر صبح بادا ہا و ماکشی در آب انداختیم۔

اے وقت شام اتمام ذی لیاقت تمام شعرائے جادو بیان تیرے اور وقت صبح کے درمیان جو داد عطف لاتے ہیں اور اس کو اپنا عاودہ بناتے ہیں یعنی صبح و شام شام و صبح کہتے ہیں۔

اس سے ہرگز مطلب نہیں کہ تو وقت صبح کا مقابل ہے یا مترادف ہے یا تجہ میں ہمہری صبح کے اوصاف موجود ہیں بلکہ اس سے مراد کسی چیز کی ابتدا اور نہتہا بیان کرنا ہے گویا از ابتدا تا انتہا اس کا پورا مفہوم سامع کے ذہن نشین بنادینا ہے لیکن دن کی ابتدا صبح ہے اور انتہا شام اس لئے صبح کو معطوف الیہ اور تجہ کو معطوف بنایا جاتا ہے ورنہ کہاں وقت صبح اور کہاں تو

اگر کتاب اس سے پھٹے اس سے جگر ہو چاکلک ماہ تابان اور ہے خسار جاں اور ہے  
اے وقت شام! میں نے مانا کہ صبح کے وقت نور کا عالم جو تمام دنیا پر چھا جاتا ہے وہ  
تجہ میں موجود ہے مگر انسان کے دلمین جو اطمینان اور جوتلجج کا سامان صبح کے وقت قدرت  
نے عطا کیا ہے۔ وہ تجہ میں بالکل مفقود۔ مریض گو اسکی کسی ہی سقیم حالت ہو فرد صبح کے وقت اس  
میں کچھ نہ کچھ فاقہ نظر آتا ہے برعکس اسکے تجہ میں مرض کا اشتداد بڑھ جاتا ہے شعرا نے زمانہ صبح  
کو وصال سے نسبت دیتے ہیں اور تجہ کو فراق سے لیکن کہتے ہیں کہ صبح وصال اور شام فراق  
وصال جیسی پیاری شے کو صبح سے نسبت دینی اور ستعارہ کرنا اور فراق جیسی ناگوار چیز کو تیرے متعلق  
نسبت کرنا اس امر کی واضح تردیل ہے کہ تجہ میں اور صبح میں بہت بڑا فرق ہے وقت صبح باعث  
سرست ہے اور تو موجب کدورت وقت صبح دیر پا ہے اور تو سرلیح الزوال صبح کے ساتھ ساتھ  
ہر منور کا نور ہی نور ہے اور تیرے ساتھ شب و بجو صبح کو رخ یار سے شعرا تشبیہ دیتے ہیں اور  
تجہ کو نہ فقط گیسو سے سیاہ سے مثال دیتے ہیں بلکہ کالی بلا بھی کہتے ہیں جیسے کسی نے  
کہا ہے

صبح جطر گزرنا ہے گزر جاتی ہے شام کیا آتی ہے یک کالی بلا آتی ہے  
اوقات ناز میں جقت رنگی اور کی تجہ میں پائی جاتی ہے اور مصلیوں کو ناز و خفت ہوئی  
گھر سٹ تیرے وقت میں پیدا ہوتی ہے اور کسی وقت میں نہیں البتہ ایک بڑی خوبی تیری یہ  
ہے کہ ملازمت پیشہ تجارت پیشہ زرعت پیشہ لوگ تمام دن کی جسمی دماغی محنتوں کو برداشت  
کر کے تیرے ظہور سے پہلے اپنے اپنے مکانون کو واپس آ جاتے ہیں اور تجہ سے وہ آرام



لیتے ہیں اور تو انکے لئے مرکزِ مسرت و انبساط بن جاتی ہے وہ لوگ بازبانِ حال تجھ سے  
مخاطب ہو کر کہتے ہیں ع

ای وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کر دی

ای وقت شام! اگرچہ سیم صبح گلزارِ مین غنچوں کو شکستہ بناتی ہے درختوں کو تروتازگی  
میں لاتی ہے اور تیزی ہو ابھی کم و بیش وہی صفت رکھتی ہے اور تیرے وقت بھی طیور اپنی اپنی بولی  
بولتے ہیں مگر کیا حاصل تیرے وجود و عدم کے درمیان فاصلہ اس قدر کم ہے کہ کچھ کہا نہیں جاتا۔ اگر  
فاصلہ زیادہ ہوتا تو ہکو تیری کارروائیوں پر غور کرنے کا موقع ملتا تیری تنگدلی تیرے تمام اوصاف  
کو ملبا میٹ کر دیا۔ اے وقت شام! بعضے اہل محاورہ صبح کو وطن سے تجھ کو غریبان سے نسبت دیتے  
ہیں یعنی صبح وطن شام غریبان کہا کرتے ہیں سچ ہے دنیا میں کسی فرد بشر کا دل وطن کی نسبت  
سے خالی نہیں یہ ایک فطرتی امر ہے۔

یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد می گفت گدا بودن کنعان خوشتر  
حب وطن کی دلچسپی کے ساتھ صبح کی بہار بھی شامل ہو جائے تو پھر کیا پوچھئے نور علی نور  
دونوں کا انضمام سہنے پر سہاگہ ہو گیا غرض اہل وطن کیلئے صبح وطن بڑی پیاری چیز ہے اور نہا  
سرت انگیز ہے اس کا لطف اسکی خوشنمائی اسکی بیار اپنی لوگوں سے پوچھا جائے جو اہل  
وطن ہیں ع تیغ قاتل کی صفت گہا مل سے پوچھا جائے

صبح وطن کے مقابل میں شام غریبان کے حالات بالکل مغائر ہیں لفظ غریبان سے اگرچہ  
مفلس و محتاج لوگ کا مفہوم بھی نکلتا ہے مگر شام کے ساتھ لفظ غریبان کا استعمال زیادہ تر مسافروں  
کے ہی معنی پر ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ مسافر لوگ شام کے وقت جب منزل پر پہنچتے ہیں تو اس قدر بخیریدہ  
اور کبیدہ خاطر رہتے ہیں گو ان کیلئے منزل پر ہر طرح سامان رحمت و آرام میسر ہو مگر رات کی گمان  
جسم کی کو فنگلی مزاج کی پریشانی و کدورت سامان رحمت و آرام سے پورا پورا حصہ نہیں لینے دیتی بلکہ رنج  
سرت پر غالب آ ہی جاتا ہے۔



حسرت پہ اس مسافر بکیں کے روئے جوتہک گیا ہو بٹھیہ کے منزل کے سامنے  
 اسے وقت شام! میں خوب جانتا ہوں کہ تو بے جان ہے بے زبان ہے تجھے مجھ پر حرف  
 گیری کرنے کی طاقت نہیں ہاں وہ لوگ جو تیرے کیفیات تیرے جذبات کو محسوس کرنے والے  
 ہیں تیری نیابت میں کچھ نہ کچھ کہینگے مجھے ان کا کہنا بسر و چشم قبول ہے وہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں کہتے  
 دواہی وقت شام! خدا حافظ اب تجھ سے رخصت لیتا ہوں۔  
 ہر طرح رنج جدائی سے بچائے اللہ زندگی باقی ہے گر پہر ہی ملائے اللہ

## تقریبات و قطعات تاریخ طبع سالہ ہذا

تقریبات و لہذا بادشاہ ابوالعرفان محمد عبدالرحمن صفار دہلوی المتخلص بکرم مجید علوم صوفیہ دام لطفہ  
 گلزار بادشاہ اپنے مصنف کی ذاتی خوبیوں کے باعث تقریبات و تمہیدات و تاریخات  
 کا خواہاں نہیں آفتاب عالم کتاب کے طرح وہ خود ضیا گستر ہے میں نے چونکہ اپنا نام گلزار بادشاہ کے  
 ساتھ قائم رکھنا چاہا اسلئے میں بھی ہوں لگا کے شہیدوں میں لگیا مصنف گلزار بادشاہ کی قومی خیر خواہی  
 اور لیاقت نفسی معارف بادشاہ (انکی سوانح) سے اظہار میں اشمس ہو چکی اور دوبارہ تکرار کی طرح گلزار  
 بادشاہ سے عیان ہو رہی ہے میرے محترم دوست جناب غنیمت صاحب مدراسی نے بادشاہ نور اللہ  
 مرقدہ کی شاعری بلند خیالی پیمائش تاریخ گوئی کا جو نقش کھینچا ہے ممکن نہیں کہ مرحوم کا کوئی زندہ دوست  
 اب اور ایسی تصویر تارے۔ بادشاہ نور اللہ مرقدہ کا دو سرا نام حالی مدراس تھا اپنی عمر کا اخیر حصہ جن خیالات  
 اور قومی خدمات میں طے کیا ایک حیرت انگیز معاملہ ہے۔ گلزار بادشاہ کا مضمون بزبان حال کہہ رہا ہے  
 کہ بادشاہ کا شاعرانہ خیال سہ و گر آسمان و درگزرش جوید و بلند می صبح حقایق بیانش۔

دہلی اور لکھنؤ والوں کی ارد و نظم اور انکی روزمرہ بول چال اور انکے ملکی محاورے اہل مدراس  
 کی نظر سے وہ ہیں بعض شاعرانہ مدراس دہلی لکھنؤ والوں کی تقلید اور انکی شاگردی کو اسلئے فخر سمجھتے  
 ہیں کہ انین بحر الفاظ پرستی اور کوئی مادہ نہیں مضمون آفرینی کا جو ہر جو خاص موہبت ایزدی سے

متعلق ہے الفاظ پرست شعرا میں نہیں پیدا ہو تا وہ کتنا ہی سر مار میں حقیقی شاعری (مضمون آفرینی) کی تعریف مولانا مردم نے یوں کی ہے۔

شاعری جزو نیست از پیغمبری جابلانش کفر و خونسند از حسری

میں کہتا ہوں کہ میرے معزوم بادشاہ کی مقدس فطرت میں خدا نے مضمون آفرینی کی وہ قابلیت رکھ دی تھی جو جزو نبوت سے متعلق ہے پس بادشاہ نے اس جوہر الہی کو اپنے ملک کی زبان میں عرض کیا ہے جس کا نام گلزار بادشاہ رکھا گیا ہے۔ بادشاہ نور اللہ مرقدہ کا لائق جانشین اپنے والد امجد کی یادگار قائم رکھنے والا خطیب محمد عبدالرشید زاد اقبال نے ۳۳۶ ہجری میں گلزار بادشاہ طبع کردا کے صرف اپنے والد امجد کی روح مقدس کو ہی خوش نہیں کیا بلکہ اپنے والد کے احباب اور اپنے وطن کے اہل علم کو تحفہ گلزار بادشاہ سے ممنون و مشکور کیا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم عزیزم خطیب محمد عبدالرشید زاد عمرہ کو تندرستی اور تجارت مال کی ترقی کے ساتھ ازدیاد ایمان اور خاص اپنی معرفت کا علم عنایت فرماوے اور اپنے والد امجد کی یادگار میں تعمیرات پل و مسجد و چاہ و بہان سر کی توفیق بخشے آمین۔

### نظم

<p>شاہِ اعظم سخن اور منبعِ جود و نوال          حاجی المحرمین قادر بادشہ فرخندہ فال          وہ جنوبی ہند کا تہا شیخ اہل حال و قال          مہدی اہل وطن تھا حق نامہ سرخ قال          مذہبی تسلیم کا تہا رات دن اس کو خیال          سیکڑوں میں منتخب تہا شاعر شیریں مقل          حاجی قادر بادشہ تھا بے عدیل و بیثال          یاد کرتے ہیں تجھے امی بادشہ صاحب کمال          اور یک گلزار نامی بادشہ کا تہا محال</p>	<p>صاحبِ خلق و مروت ذی وجاہت ذی کمال          حافظِ شرع پیمبر سالک راہ خدا          وہ خطیبِ دین و دنیا وہ ادیبِ ملک و قوم          یاد حق سے دولتِ دین اور تجارت سے معاش          وہ ابہارِ قوم کو تہذیب اور اخلاق پر          صنوف و عارف نہاں و عابد و زاہد عیان          خاک و آئینا ہی کہتی ہے زبانِ حال سے          انجمن اور دربارِ اخبار و سوسائٹی مدد سے          یادگار میں سب وہ اپنی آپ قائم کر گیا</p>
---	---

جانشین بادشاہ عبدالرشید نامور اس کلام بے بہا کو اسنے شائع کر دیا دوسرے مقصد یہ تھا ہو قوم اس سے استفید جن بزرگوں کو ہو حاصل سیر اس گلزار کی نامصنف پر ہو نازل رحمت باری مدام صدق دل سے فاتحہ ہو اور ایصال ثواب	باپ کے گلزار کا ہے باغبان وہ خوش خصال تا ہو خوشنودی پد کی اور ضائع ذوالجلال اور احباب مصنف پائین لطف لازوال ملتی ہوں وہ بدرگاہ خدائے لایزال روح اسکی شادمان ہو سنج و غم ہوں پائمال ہے یہی میری گزارش اور یہی ہے عرض حال
---	--

ہے دعا تئیم کی ہر اہل دین کے واسطے  
بادشاہ کی زیست کر سکو عطا می ذوالجلال

## ”فکر علامہ مخزنی“

تقریظ جناب مولانا الحاج مولوی حکیم شیعہ محمد فخر الدین صاحب نقوی مخزنی سجادہ خانقاہ دہلی  
مسجد مخزنیہ واقع سیلا پور مدراس

## ”خیر جاری بادشاہ“

خطیب شہر اشرفی محمد عبدالرشید صاحب خلف الصدق جناب اخئی فی اللہ حاجی خلیفہ قادر  
بادشاہ صاحب مرحوم نے مجھ سے یہ فرمایش کی ہے کہ میں جناب بادشاہ مرحوم کے مجموعہ شعی بہ  
گلزار بادشاہ پر جو زیر طبع ہے تقریظ لکھوں کلام بادشاہ پر تقریظ وہی لکھے جو بادشاہ کلام ہو۔  
بادشاہ کا کلام کلام بادشاہ ہے۔ کیونکہ مثل مشہور ہے کلام الملک ملک الکلام نہ میں  
بادشاہ ہوں اور نہ میر کلام بادشاہ ہے۔ جناب بادشاہ مرحوم کی تعریف اور انکے کلام کی  
توصیف وہ کر سکے جو انہیں ساہو۔ نہ وہ ہو گا نہ یہ ہو سکیگا۔

جنوبی ہند کی خصوصیت کیا ہے ہندوستان کے خاص قادر الکلام لوگ بھی آپ کے  
کلام سے واقف ہیں۔ عجم تو عجم عرب میں بھی آپ نے اپنا سکہ جما یا تھا کعبۂ مقدس اور روضۂ

زادہم اللہ شرفاً و تعظیماً کی زیارت کے وقت بادشاہ سخن نے اپنے بادشاہ اور آقا  
حقیقی جل جلالہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درباروں میں کلام بادشاہ قرآن فرمایا تھا آفتاب کی منور  
اور آسمان کی بلندی کو سب مانتے اور جاہن کوئی کہے تو کیا اور نہ کہے تو کیا۔

علاوہ اسکے بہتر کے صفات حمیدہ اور قابلیت پسندیدہ کی جامع بادشاہ مرحوم کی ذات  
شریف تھی۔ شاعری انشا پر دازی میں بھی آپ ہی اپنا نظیر یا ثانی تھے۔ آپ کی خوش بیانی اور  
نازک خیالی کا یہ مرتبہ کہ جنگو انا ولا غیر کا دعویٰ ہے۔ جب آپ نے نظم کلام کو سنتے ہیں تو آپ  
کی استاد کی تسلیم ہی نہیں کیا بلکہ توصیف ہی کی ہے۔ کسی نے آپ کی تعریف میں کیا خوب کہا ہے  
در بستن شعر ہم سنگ بیدل و نذر قصاید ہم دوش سلمان

یہ تصنیف بھی ایسی ہے جسکی تعریف حاکمان سے باہر ہے میرا دعویٰ بے دلیل نہیں ہے  
جسکو یقین نہ ہو وہ اس کتاب کو دیکھے اور ابتدا سے اس وقت تک جتنی کتابیں اردو نثر و نظم میں  
لکھی گئی ہیں مجھے دکھاؤ کہ اس طرح کی نظم و نثر کسی نے لکھی ہے یہ سلاست زبان یہ صفائی ترکیب  
یہ نازک خیالی۔ یہ مضامین عالی۔ یہ رنگ۔ یہ ڈھنگ۔ کس کے نظم و نثر میں ہے ہر باب  
زمانہ اگر شک نہ کریں اور انصاف سے نہ گزریں تو او کو تسلیم کرنا لازمی ہے۔ حاسدون کو سوائے  
غم کہانے اور غم ہو نیکے اور کیا نتیجہ حاصل ہو سکتا ہے آپ کی نظم ”نظم سیرت“ اور آپ کی نثر۔  
کلیتاً بلند فطرت ہے۔

جان دیدہ بقالب معنی گویم اور اگر خدا ہے سخن  
گرچہ شاد سخن باشد می کہم جان خود فدائے سخن

خطیب رشید علیہ السلام نے یہ ایک معمولی کتاب نہیں چھپوائی ہے بلکہ مجموعہ ہے نظیر۔ سبک  
کے پیش کیا ہے۔ جسکو فی الحقیقت۔ مجموعہ اسرار سخن یا تبرکات بادشاہ کہنا چاہیے۔ خدا بادشاہ  
مرحوم کو اسکا اجر دے اور آپ کے خلف الصدق کو دیرگاہ سلامت باکرامت رکھے اور الولد  
سیرکرا بیہ کا سچا فرزند بنادے۔

## تقریباً از نتیجہ طبع جناب ابوالمقبول محمود الحسن صاحب المخلص بن محمود متوطن در نیشابور

لا تَقْ حِدْوْشَا وَہی باغبان حقیقی ہے جس نے سرزمین عالم میں گلزار سخن کو سرسبز و شاداب کیا ہم ناقص اور ذہین نارسا کو کئی ذات باری تک رسائی کہاں زبان و قلم سے اسکی حمد ادا ہو کیا امکان - جل جلالہ و عظم نوالہ - نہ فقط حمد کا ہی یہ حال ہے بلکہ نعت کا دعویٰ کرنا بھی نرا بیہودہ خیال ہے۔ مگر خاموشی ہی باعث بچ و ملائک سیاح لامکان کے اور اک کیلئے طائر جو اس مقطوع ابال ہے اسکا ادا کرنا غیر ممکن ہے نہ کہ محال - انسان ضعیف البیان اسکا اہل ہو سکے کیا مجال۔ سنرا و رتائش و نہی جن آراءے رسالت ہے کہ جس نے نہایت گلزار سخن سے مشام اہل ایمان کو صورت طبلہ عطا و معطر کیا اور گنہگار ان امت کی شفاعت کا بیڑا بٹھایا صلی اللہ علیہ و علی آلہ و صحابہ اجمعین -

اما بعد خاکسار حقیر از من محمود الحسن بن مخلص بن محمود دار باب علوم کی خدایات میں بشارت تاؤ اور نوید روح افزا پیش کرتا ہے - اکبر اللہ کہ ان ایام فرحت انضمام میں شاہد مدعا پرودہ اخفا سے جلوہ فروزا ہو یعنی میرے مخدوم و معظم - مجدد و مکرم حضرت الحاج خطیب قادیا بادشاہ صاحب المخلص بہ بادشاہ - طاب اللہ ثراہ جعل الجنة مثواہ کا دیوان مسمی بہ گلزار یا بادشاہ زیو طبع سے فرزین ہو کر غنچہ آرزو دیرینہ کو شکستہ بنایا اور شائقان سخن کو اپنی دلربائی کا عالم دکھا کر شیدا کیا ۔

لہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست آخر آمد ز پس پردہ تقصیر پدید باغ سخن کے متوالو اشاعری کا صحیح مذاق رکھنے والو اور اس گلزار پر بہار کی سیر کرو اور گلہائے سخن سے اپنا دہن بہر لو پہر اگر آپ کی زبان پر شمع جا رہی نہ تو میرا ذمہ ۔

چون این رشک چمن محفل بدیدم شکستم گل شدم گلزار گشتم سبحان اللہ گلزار بادشاہ کیا پیارا نام ہے سخن فہم و فقیہ رس اصحاب نام کی بندش پر ہی جان دینگے یہ وہ گلزار ہے جبکو نہ خوف خزان ہے نہ خلش خار ہے ہر گل اسکا گل خورشید کا ہمسرے ہر شکوفہ شکوفہ امید کا منظر ہے ۔ عجب سخن کا شکستہ ہے گلشن بے خار ، خزان کا خوف نہ صیاد کا ہے غم زہار

بڑی خصوصیت اس دیوان کی یہ ہے کہ یہ مرحوم کے سچے خیالات اور پاک جذبات کا آئینہ ہے۔  
 حسین عشق رسول مقبول کا عکس رونما ہے نہ اس میں حق و صداقت کا خون ہے نہ الشعار و شیعہ  
 الغاؤن کا مضمون ہے اسلئے ہر پیر و جوان اس کے حسن و جمال پر منتوں ہے ہر عمر نازک خیالی کا میدان  
 وسیع ہے ہر کلام نو ایجاد اور ہر ضمیمہ بدیع ہے فقرہ فقرہ میں فصاحت ہے لفظ لفظ میں بلاغت  
 ہے جسکو ذہن سلیم اور فکر سا کا عطیہ حاصل ہے وہ اتنا کہ بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہر ہر شعر اس کا خواصان دریا  
 فکر کیلئے گوہر آبدار ہے یہی رستی کا اظہار ہے اس میں لاف و گراف کو دخل ہے نہ مبالغہ شاعری کی  
 نقل ہے بلکہ اس سراپا خزن برکات میں حمد الہی نعت نبی مدح خلفائے راشدین و اہل بیت کے ساتھ  
 ساتھ قومی نظمیں بھی درج ہیں گو کہ میں علمی میدان میں پیمانہ ہوں مگر مذاق سخن سے بے بہرہ نہیں ہوں۔  
 شاہد سخن پر جان دینا ہوں حسن معانی کا فریقہ اور دیوانہ ہوں اس لحاظ سے بلا تضرع یکہتا ہوں کہ بادشاہ  
 سخن کی طبع خدا داد نے جو جو ہر و کہا تھے میں اسکی قدر قیمت وہی جان سکتے ہیں جو مذاق سخن میں  
 کامل دستگاہ رکھتے ہیں بڑی خوبی یہ ہے کہ فرضی عشق کے ناپاک جذبات سے اسکا کلام بے میری  
 و عا ہے کہ خدا سرے تو یہی سودا دے کہ محبت محبوب خدا و اہل بیت میں محو ہے وہ انسان ہی کیا ہر  
 جو اس دولت سے محروم رہے قوم کا ہمدرد و غمخوار ہی وہی بن سکتا ہے جو مصنوعی نقش اور خیالی دھوکو سلون  
 سے محترز ہے اخیر میں ناظرین سے بتی ہوں کہ اس پر بہار گلزار کی سیر سے خطا و فراٹھانیکے بعد میری دعا میں  
 شریک ہو جائیں کہ خداوند کریم مصنف کو اس کا نیک صلہ عطا کر کے اپنی رحمت کاملہ سے ممتاز فرمائے۔  
 ع این دعا از من از جملہ شاہ امین باد

## قطعات تاریخ

از جناب محمد اسماعیل بیگ صاحب تہمتلصق مہتمم متوطن مدرس

پہنچے بیان خزان یہ نہیں اسکو دستگاہ  
 راحت فرما پیام ہے گلزار بادشاہ

سر سبز و پر بہار ہے کیا گلشن سخن  
 مغموم بلبلان سخن کو یہ دے نوید

	ولہ	
عشاق شاہدان معانی کی سیرگاہ لکھ ۴۳ نقش آفریدہ ہے گلزار بادشاہ		دلچسپ و دلنواز چمن بنیطیر ہین کلک بادشاہ کے گلکاریان ولا
	ولہ	
حاصل ہو جس سے معرفت قدرت الہ لکھ ۴۳ ہے مفید رویت گلزار بادشاہ		سرمایہ نشاط ہے باغ گل سخن معموم سال طبع کا خواہان ہو گر کوئی
	ولہ	
پڑ جائے اسکے حسن معانی پہ گر نگاہ لکھ ۴۳ زینت ربیع ہے گلزار بادشاہ		حاصل ہو سیر طیف ارم اہل ذوق کو معموم بہر سال لب انبساط سے
	ولہ	
لطف سخن اٹھائیں جوہن غم کے مبتلا گلزار بادشاہ ہے نقش طرب فرا		کیا دلربا ہے نکہت گلہائے معنوی معموم سال طبع کہو از لب امید
از جناب الحاج محمد عبدالقادر صاحب متخلص بہ شاکر ساکن و انبائری		
تیل دیوان ہے یہ گلزار شاہ روح افزا ہے کلام بادشاہ چاہئے تعہیم کا تارنگاہ ہین تصانیف آپ کے اسپر گواہ آپ افلاک سخن کے مہر و ماہ آپ ہین زیر زمین باعروج و جاہ آپ کے اوصاف ہین شہرت پناہ خیر خواہ ملک و قومی خیر خواہ		بادشہ نے گل کہلاتے تازہ تر ہے شام آرایہ گلزار سخن تکلو گلہائے مضامین گوند ہنے شاہ معنی کا لقب ہے آپ کو آپ ہین جان سخن کا سخن آپ کا ہے نام بالائے زمین آپ کے اخلاق کی مداح خلق آپ مدوح خلایق بسر

<p>آپ بن شاہ سخن بے اشتباہ  قرب حق ہو آپ کی آرام گاہ  یہ دعا شاکر کی ہے شام و گاہ  تاج نو گلزار قادر بادشاہ</p>	<p>آپ کے اشعار سرتاج سخن  روح اقدس آپ کی ہو خلد میں  حق کرے مرحوم کو جنت نصیب  اسکی یہ تاریخ شاکر نے کہی</p>
<p>ملک دکن کے نامی سخنور جوان و پیر  گلزار بادشاہ ہے یہ علامہ بے نظیر</p>	<p>کرتے ہیں بادشاہ کے سخن کو نذیر  شاکر نے اسکی میسوی تاریخ یہ کہی</p>
<p>از جناب حکیم سید شاہ محمد صبغتہ اللہ صاحب حسینی القادری نور۔ متوطن مدراس</p>	
<p>اتراقی ہے ہر ایک نظر بازی نگاہ  بادخزان کو پہولی ہے اس بوتانی را  باران و باد بگئے بیل کے شکوہ  ہر ایک رنگ خاص کا ہے شاہد و گواہ  اسپر ہی تازگی سے ہے جنت کا اشتباہ  مقصود باغبان سے ہے شاعر سخن پناہ  بھرا جل نے کشتی عمر اسکی کی تباہ  جو شخص دیکھتا ہے وہ کہتا ہے واہ واہ</p>	<p>آئی بہار تازہ کھلا اک نیا چمن  بیل ہے شاہ رنگ گل و غنچہ دیکھ کر  گواہ بنان لگا کے چمن ہو گیا روان  اسکے جو بہن کہلاتے ہوئے اوہی چمن  جلوچ لکھتا ہیں عالم میں وہ چمن  مطبوع نظمیں اون چمنوں سے مراد ہیں  شاعر وہ بادشاہ تخلص شہیر خلق  دیوان چمکیا ہے یہ دسکا جو اسکے بعد</p>
<p>انکلا یہ سال نور نے ڈالی جو چشم دید  زنگین و پربہار ہے گلزار بادشاہ</p>	
<p>از جناب نواب محمد منور صاحب گوہر نائب خاندان کرناٹک مرآں</p>	
<p>گل سے لگفتہ اسکے مضامین ہیں سب کے سب  گلزار بادشاہ سخن گو چہا ہے اب</p>	<p>دیوان بہنیں یکشن رنگین ہے لا کلام  یون عنذ لب خامہ گوہر ہے نمونہ ن</p>



از جناب مولوی سید علی صبا فاضل بہار ساکن حیدرآباد دکن	
دیکھو تو سیراسکی آنکھیں یہ کہہ رہی ہیں نظمیں یہ واہ کیسی اچھی کہی گئی ہیں	گلزار بادشاہ کا پہلا پہلا ہے کیسا کہد و بہار تم ہی تاریخ اسکی ہجری
از جناب خان بہادر ڈاکٹر الحاج خواجہ محمد حسین صاحب مخلص بہ خواجہ حنیف مڈیکل آفسر بیگن پٹی اسٹٹ	
شفیق عبدالرشید نیک نام ابن زمان دارد سخن اہتمام شعر دارد عقیدت انضمام	ہست فرزند رشید بادشاہ طبع زاد والدش راقصہ طبع بسکہ دلعت محمد بادشاہ
از سر نصاف خواجہ سال آں گو۔ کلام بادشاہ خیر الکلام	
ولہ	
گوئی کہ لعل و گوہر از بحر و کان بر آ مد تصنیف بادشاہ رنگین بیان۔ بر آ مد	از طبع بادشاہ چون گلزار نظم لبگفت ای خواجہ بہرالش فکر چون جستجو کرد
ولہ	
نقش در ہر صنف رنگ طبع او دارد جدا اندرین گلزار ہر گل رنگ و بودارد جدا	بود قادر بادشاہ قادر با صنایع سخن چشم بد و در این سن فضلیش خواجہ زور قسم
ولہ	
ہے جلوہ گاہ شاہد یوسف جمال طبع گلزار بادشاہ سخندان۔ ہے سال طبع	گلزار بادشاہ ہومصر سخن نہ یکون خواجہ سروش غیب نے غیبیہ یہ کہد یا
از جناب مولانا عبد بھال صاحب روشن آنریری پریسیڈنسی میجسٹریٹ مدراس فضل خدا ہے چنگیا گلزار بادشاہ	
کھاتے تازہ اسکے ہن ہرنگ مہر و ماہ	

فرحت فزائے دل بین لطافت دہ نگاہ  
ملک جنوب کے سخن کا تہا جلوہ نگاہ  
جن کا کلام مکی لیاقت پہ ہے گواہ  
بتلاتے تھے وہ قوم کی ہی حالت تباہ  
اور لوگ آپہ کہتے تھے عین واد واد  
جس پر گواہ خود ہے یہ گلزار بادشاہ  
حاصل تھی اونکو اس میں ہی اک خاص دستگاہ  
روتی ہے خلق اونکے لئے شام اور بکام  
دیندار تھے خلیق تھے سکے تھے خیر خواہ  
ہم سیرت پدرین وہم شکل بادشاہ  
دونوں جہان میں اونکی بڑے عزت اور جاہ

جتنے گل سخن ہیں با نواع رنگ و بو  
اس شاعر شہیر کی یہ یادگار ہے  
یعنی وہ بادشاہ سخن سنج بے نظیر  
کچھ عشقیہ کلام پہ اونکا نہ تھا حصہ  
ہر بزم و سخن میں وہ پڑھتے تھے نظم و نثر  
اسکا کلام نعتیہ مشہور عام ہے  
تاریخ کا جو فن ہے وہ ہے درد سر مگر  
آخروہ اس جہان فنا سے گزر گئے  
حاجی تھے اور خطیب تھے ہر دلعزیز تھے  
عبدالرشید انکے جو فرزند ہیں رشید  
ترتیب دی اونہوں نے ہی اس یادگار کو

تاریخ اس کتاب کی روشن نے یون لکھی

گلزار بادشاہ سخن لا جواب واد

از جناب مولوی عبدالرحیم صاحب مختصص بن سلیم کمال ہائیکورٹ حیدرآباد دکن

حروف غنچہ و گلہا اسطورش مثل بستانے  
شکفتہ نعتیہ گلزار معنی خیز دیوانے  
بچشم حاسدان چون نیزہ و خار مغیلا نے  
بیاض صفہ را بین اسطورش چو خیا با نے  
دماغ ببل طبع کند چون مست ریمانے  
فشانہ غنچہ چمنست برا وراق ربعا نے  
نشستہ چون عروسان چمن الفاظا میلنے

چہ دیوان بہت این دیوان کہ ہر حرفش گلستانے  
زمین نظم این دیوان زمین باغ فردوس بہت  
مثال مطلع خورشید رخشان مطلع غزلش  
حروفش را سیاہی صوت شام غریبان بہت  
محل مضمون شعارش مثال غنچہ شبو  
گلہا نے معانی ببل طبع فدا گر دید  
حروفش بر بسات صفہ مثل سنبل و لالہ

مثال نخل ہر صرف نصف الفاظ منقوش  
 اگر گویم کہ عیش مثل چشم عاشقے باز بست  
 چو زابد کوزہ پستیم قصد سجدہ میدارد  
 مثال بر معشوق آمدند دیوانش  
 بہ بین تشدید چون سوراخ ہائے بینی و لب  
 بہ نقطہ دل عارف سخات معرفت بیند  
 بہر بخش نہان معنی بہر معنی نہان رازے  
 کروا تیش بہین خواند بہین بچہ گر غزلش  
 شود گلدرستہ گلزار وحدت از غزل خطاہر  
 ز گلزار خطیب حاجی قادر بادشہ صاحب  
 کلامش شہ تخلص بادشہ مداح شاہنشہ  
 بعالم در رموز نعت میگویم کہ کم یا بی  
 پئے عشاق ہمیر چہ خوش گھماتے معنی خیر  
 درین گلزار عالم از طفیل مضطرب باد  
 چو فرزند رشید او کہ آتش باستی شد  
 پند بادشاہان فرمود شائع کرد دیوانش

الف چون سرو شاد است با یکپا نگہبانے  
 بہ بین لاش مثال زلف محبوب پرستانے  
 چو دیدم سین گفتم شاد نہ بود دندانے  
 کہ شمشیر بہینہ از پئے حساد خشنے  
 فتادہ با مثال نعش عاشق و بیبا بالے  
 ہزاران رزمیادگر کسے خواند بہ معانے  
 پری در شیشہ پست بہت با چہرہ لیلے  
 بخواند کلمہ توحید از دل چون سلمائے  
 زبتیش گنج عرفان می شود اظہر فزوانے  
 کسے گھمچین شود مصنون بود و ایم زحرمانے  
 بہین این طرفہ مضمونے شائش ہشتایانے  
 کتابے باچنین اوصاف و با این ساز و سامانے  
 مضامین بہ زنیلو فرط طالب بہ زحر صانے  
 نہال خانہ اش شمع بہر سبز اعضا نے  
 خطیب عبدالرشید نیکو باکس مر سجانے  
 کہ زو قلبش فروغ یافت چون شمع شبتانے

تدا آمد نہاتف از نہ نصاف گو سالت

سلیمین چہ گلزار ہے ہمہ گھماتے حرفانے

از جناب مولوی قاضی محمد کریم الدین صاحب زعیم ساکن ہندیاں ضلع کرول

بے انتہا ہے لذت شمار بادشہ مین  
 معنی تہی قہف خدمت دربار بادشہ مین

بہ خوب ہی ملاحظہ گفتار بادشہ مین  
 قربان تہی مضاحت و لذت تہی بلاغت

<p>جنگ کے کلام کا تھا سارا زمانہ خواہاں کیا دشمن حلاوت ہوتی ہے سامعین کے</p>	<p>وہ آج چھپ رہا ہے گلزار بادشاہ میں ہے طرز ہی انوکھا اشعار بادشاہ میں</p>
<p>بہرین شاعت تم اسی زعمیم کھدو گھلپا ہے نعتیہ میں گلزار بادشاہ میں</p>	
<p>از جناب الحاج محمد عبد سبحان صاحب تخلص دل متوطن مدرس</p>	
<p>عبدالرشید نے کیا منظر دکھا دیا ہے وہ معدن بلاغت گنجینہ فصاحت طلعت ہوئی جہاں سے کافور مثل عفتا یہ طبع کی روانی یہ بندش معانی ہن یا دگار تیرے اے بادشاہ مغفور تو کشور سخن کا ہے بادشاہ بیشک سکر کلام تیرا عشاق و حید میں آ ای بادشاہ عالی جنت کا تو ہو والی یہ ہے مرا عقیدہ اور ہے یہی بہر و سر</p>	<p>گلزار بادشاہ کی دلچسپ ہے نمائش تھا ایک درمکنوں چند منو سے رکوش وہ مہر علم نکلا جب وقت آ زمایش یہ طرز خوش بیانی ہر دل سے نکلے عش اجاب کے دل افزا حاسد کے دھین کرش منہ آتے منہ کی کہاتے تیرا عدوتے سرکش خوش ہو کے جہو متے میں محفل میں جیسے میکش حاضر جلو میں ہر دم تیر ہو حور ہو شش دارالسلام میں ہے بیشک ثواب فروکش</p>
<p>تاریخ دل نے چاہی ہاتھ لے یوں مذاکی گلزار بادشاہ ہے قادر کلام دلکش</p>	
<p>از جناب مولوی حافظ قاضی محمد عبد الحمید صاحب تخلص حمید پروفیسر عربی و فارسی پرن کالج کلکتہ</p>	
<p>مژدہ ای والیاں حسن کلام آن خطیب کہ خطبہ سخنش قادر سے کوست بادشاہ سخن اشرف الحاج بادشاہ خطیب</p>	<p>مژدہ ای ناظران سحر نوا امرأ القیس را جنون انس را بادشاہ ہے کہ شاہ ملک صفا قادر اہل کمال اہل دنا</p>

داد ترتیب طرفہ دیوانے	تازہ فرمود طرز عرفی را
برسواد بیاض رنگینش	جان فدا کرده گیسو لیلی
بتیہایش نگار بیت عروس	معشش سرو قامت عذرا
زور تسم سال طبع کلک حمید	سخن بادشاہ شہ بادا
از جناب خواجہ محمد مصطفیٰ حسین صاحب تلمسم کن مدراس	
یہ ہے نسخہ حسن شعرو سخن	کہ گلہ ستہ تازہ شعار ہے
کہی مین نے تاریخ بے ساختہ	نظم دلاویز گلزار ۱۳
از جناب مولوی سید شاہ حسین صاحب نیشان	ممتحن مدراس اسلامیہ سکن پٹی
چون دید جلوه گلزار بادشہ دل گفت	بہار رشک وہ گلشن جنان این ست
نشان دہند مضامین نعت شاہ ام	شمیم غنچہ گلزار صوفشان این ست
بہ اہتمام جناب خطیب عبدالرشید	سخن بگفت گل گلشن بیان این ست
ز فکر خویش بگو سال عیسوی نیشان	
بجائیم گلستان بے خزان این ۱۹	
ولہ	
امی سراید طایر قدسی درین گلزار نعت	لحن داؤدی برآمد از زمین و از نیار
گفت نیشان از پے سال شاعت فی محل	چھپا پے غنچہ گلشن نعت کبار
ولہ	
دیکھ کر گلزار کو دل نے کہا	کیا قصیدے فضل و اعلیٰ ہیں یہ
شاعر کیتا کا ہے کیتا کلام	طبع کہتی ہے در کیتا ہیں یہ
سال فصلی بھی لکھا نیشان نے خوب	

نغمہ ہے بلبل مولا بین یہ		
از جناب محمد تاج الدین صاحب مختصص شوق ساکن مدراس		
نقد الحمد چون مرتب گشت	سخن بادشاہ خاطر خواہ	
سال طبعش بشوق ہاتھ گفت	مدحت ختم مرسلین الہ	
از جناب قاضی سید عبدالعزیز صاحب المختصص بن عزیز مدراس مدرسہ اسلامیہ مبارک		
گلزار بادشاہ کا دیوان ہے یہ نادر	کیا خوشنما چن ہے بے خار بادشاہ کا	
ہوتی ہے حیرت دم گلزار بادشاہ کی	پھر جاتا ہے نظرمین دیدار بادشاہ کا	
لاکھوں عزیز میسر یوسف کے شتری ہیں	ہے مصر کا نمونہ بازار بادشاہ کا	
اس فن شعر میں وہ شاہ سخن ہیں یکستا	ثانی نہیں ہے کوئی زہار بادشاہ کا	
والبتہ انکے دم سے رونق تہی شاعری	جلسون میں تھا منور دربار بادشاہ کا	
نارنج عزیز اسکی کہد وزر و تے بلبل		
دلچسپ و خوب ہے یہ گلزار بادشاہ کا		
ولہ		
عجب دیوان ہے یہ گلزار شاہی	مضامین صورت گلہا کے خندان	
کلام صاف قادر بادشاہ کا	منور ہے لشکر ماہ تابان	
ہے شہرہ آپ کا ہندوستان میں	ہیں قافل آپ کے سارے سخن دان	
عزیز اسکی کہو تا سنج شہسی		
ہے نادر خوشتر دلکش یہ دیوان		
از جناب محمد فخر الدین صاحب الفت ساکن محفوظ خان باغ مدرسہ تلمیذ حضرت مخدوم		
طبع گلزار بادشاہ گردید	نور بخش جمال باغ سخن	
ز درتہم سال خامۃ الفت	نود میدہ نہال باغ سخن	

از جناب مفتی محمد سعد الدین صاحب متخلص بہ سعد ساکن مدرس

شاعر و نین تہے جو بالکل نیک نام  
جنت الفردوس میں پایا مقام  
او کو چہا پایا ہے بحسن انتظام

حاجی قادر بادشاہ صاحب خطیب  
چہوڑ کر صد حیف اپنے طبع زاد  
اندون مرحوم کے فرزند نے

سعد سال اسکا زر وے آفرین  
لکھہ - کلام بادشاہ خیر الکلام

ولہ

ہو گیا گلشن سخن کیا تر و تازہ واہ واہ  
بلبل طبع نے کہا - واہ ریاض بادشاہ

فیض نسیم طبع سے باغ جہانمین آجکل  
ہو گئی سال طبع کی سعد کو جبکہ جستجو

از جناب زکریا عبد الرحیم سیٹھ صاحب متخلص بہ متین ساکن مدرس تلمیذ جناب مہموم

تہے جو قادر بادشاہ عالی جناب  
ہے غزل ہر ایک اسکی لا جواب  
رنگ سے کہاتے ہین حاسیہ بیچ و تاب  
طاق نسیان پر دہرے اپنی کتاب

چمکیا دیوان انکا اے متین  
منتخب ہر شعر اس کا بے بہا  
یہ فصاحت یہ بلاغت دیکھ کر  
اسکو گر سبحان وائل دیکھ لے

اسکا سال طبع کہدے اے متین  
گو یہ معنی کتاب مستطاب

از جناب محمد احمد محی الدین صاحب لوی شہرت موجد معراج خیال و مالک سلیک جنتی مدرس

نوزدہ بحر کے چلتے تہے  
نکتہ پرور تہے اور وسیع نظر  
تہی زبان شستہ دل شکل مفر  
اسکو چہوڑا کے کر دیا اظہر

بادشاہ عروض و ملک سخن  
شعر گوئی میں دور رس تہے وہ  
ذکر خالق سے عشق احمد سے  
میسر امشفق خطیب عبد رشید

	<p>طبع کا سال کلاک شہرت نے لکھ دیا ہے یہ مدح پیغمبر</p>	
<p>از جناب خواجہ شاہ سید حبیب اللہ حسینی حشیتی القادری جلال مدرس مدرسہ ناصر الاسلام گوند پور و نہار پور ضلع جالندھر</p>		
<p>مرجوم بادشاہ کے اوصاف بہن بہت اشعار بادشاہ کے فصیح و بلیغ بہن</p>	<p>عمدہ سخن یہ شاہ سخن کا ہے لاکلام فن سخن میں آپ کا بالاترین مقام دلکش ہے نظم نثر ہے مقبول خاص عام</p>	
	<p>تاریخ طبع نمبر سناد ویرای جلال گلزار بادشاہ ہے بے مثل و ایستلام</p>	
<p>ریشک ارم جو اسکو کہوں ساز وار ہے کیا اسکے آگے نہکت مشک تار ہے ہر دل مثال بلبل شیدا اثار ہے جز محل کے اس چمن میں نہ امکان خار ہے ہر شعر بادشاہ کا روئے زگار ہے بس انکی سعی سے یہ چمن یادگار ہے جنگ جہانمیں گردش لیل و نہار ہے یہ التجا غیاث کی بس بار بار ہے</p>		<p>گلزار بادشاہ عجب پرہیزار ہے باغ سخن کے گل سے نکلتی ہے جو شیم شاخ سخن پہ کیا گل منی کارنگ ہے اسی طالبان ذوق کو دسیر بے خطر آئے وہ جسکو حسن حقیقی کی ہو طلب مرجوم بادشاہ کے جو خلف الرشید ہیں آسیب چرخ سے رہے محفوظ ایشدا نہکت سے اسکے تازہ رہے روح بادشاہ</p>
	<p>تاریخ اسکے طبع کی - مرغوب جان ل آختر سردش غیب سے یوں آشکار ہے</p>	
<p>از جناب محمد عبدالحلیم صاحب بشیر حیدر آبادی فرزند جناب مولوی محمد عبد العزیز صاحب مرحوم (درصفت ہجرت)</p>	<p>سبحان اللہ آج گلزار بادشاہ تیرے چہرے میں چہرہ</p>	



مطبوع ہو گیا ہے جو گلزار بادشاہ وہ نعتیہ کلام ہے اور ہے مفید قوم	جو ہر کہلا ہر ایک پہ انکے کمال کا پر لطف صفحہ صفحہ ہے اس قیل وقال کا
ہمدے بشر مثاکر حسد کو حسود سے دیوان چہا ہے شاعر نازک خیال کا	
ولہ	
یار رہے جاں میں مصنف کی روح پاک منقوط میں ہو سال سر قلب سے عیان	اس نعتیہ کلام سے دل کا گیا ہے کرب گلزار بادشاہ کو دین چار میں جو ضرب
از جناب حافظ محمد عبدالقادر صاحب حافظ مالک مطبع رزاقیہ مدراس	
جو عاشق لقا ہے سیمبر تہ بادشاہ ابن رشید انکے جو عبدالرشید ہیں	تصنیف انکی ہے یہ زمانہ میں منتخب شائع کیا انہوں نے یہ سرمایہ طرب
حافظ کہو یہ مصرع تاریخ انطباع گلزار بادشاہ سے نعت حبیب	
از جناب ابوالمقبول محمود الحسن صاحب المتخلص بن محمود متوطن و انباری تلمیذ جناب مغموم	
میرے خالو کا اب چہا دیوان لب بخت سے سال امی محمود	محل معنی کا دلکشا گلزار زمیندہ دفتر شمار لکھہ کہ
ولہ	
لطف گلزار بادشاہ کیا ہے گلشن نعت مصطفیٰ میں ہے	حسد باری ہے وح شاہ من نغمہ پرواز عند لیب دکن
سر بدین اڑا کے لکھہ محسود واہ کیا بنظیر ہے یہ چمن	
ولہ	

<p>پانچویں تصنیف حضرت بادشاہ مغفور کی سال اسکے طبع کا اسی خاتمہ محمد محمود دیوان</p>	<p>اندون شائع ہوی از فضل خلاق جهان لفظہ کہ ہے دیوان قادر بادشاہ شہین بہا</p>
<p>سپ طبع بادشاہ نے اب گل کھلائے ہیں محمود میں نے بے سہراندیشہ اسکا سال</p>	<p>گلزار پر بہار کی نہکت ہے جانفزا گلزار بادشاہم غمگو یہ ہے کہ</p>
<p>از جناب مولوی سید سلطان محی الدین صاحب قادری ساکن و انمبار سی لیا خوب آبیارئی فکر رسا سے آج ہر لفظ حسن شاہد معنی سے مفتخر ہے کہ جو آئے شوق سے دامن آرزو ہر بند ہے مفید مس قلب کیلئے شام و سحر ہو پھل دل اس سے بہرہ ور گلچین ہوں کیوں نہ سارے سخنور کہ حین</p>	<p>سبز و پر بہار ہے گلزار بادشاہ ہر حرف نقش گوہر شعار بادشاہ در بار فیض عام ہے دربار بادشاہ اکسیر بنظر ہے گفتار بادشاہ گلزار بخیزان ہے یہ گلزار بادشاہ لاریب بمثال ہیں اشعار بادشاہ</p>
<p>سلطان نے یوں کہا سر اعدا کو کاگر مرغوب طبع آج ہے گلزار بادشاہ</p>	
<p>از جناب خطیب محمد عبدالرشید صاحب ساکن و انمبار سی (فرزند مصنف نسخہ ہذا) اپنی تصنیفات میرے والد مرحوم نے پہلی دیواں اور دوم یادگار بادشاہ ایک جا پر جمع کر د و لفظ جو ہر اور خیال اور چوتھی وہ ہے جسکا نام ہے سفر حجاز پانچویں تصنیف انکی یہ کتاب لا جواب</p>	<p>یہ ہیں جنکو زندگی میں اپنے شائع کر دیا ذوق حاصل کر رہے ہیں جن ارباب صفا جلوہ گر ہونام انکی تیسری تصنیف کا درج ہیں حرمین کے علاء جس میں جا بجا طبع کرنے کا جسے بعد خیال انکوں کا</p>

<p>موت نے فرسوس انکو اتنی جہلت پہنچی دی حضرت مغموم نے جو شاعر بمیل ہیں انکی کوشش کو خدائے پاک کے فضل سے ناظرین و محرم سے ہے یہ میری التجا</p>	<p>تاکہ مقصد میں وہ پائین کامیابی کی ضیا طبع کی تحریک کی اسکے جو بالکل تہی بجا میں نے اپنی سعی سے خسر مکمل کر دیا پڑہ کے اسکو کیجئے مرحوم کے حق میں دعا</p>
<p>فکر سال طبع کی مجھ کو ہوئی جب ای رشید دفتر گنج فصاحت و غیب سے آئی ندا</p>	
<p>از جناب مولوی محمد عبد المجید صاحب شرائف اندوری ایڈیٹر اخبار قومی رپورٹ مدرک</p>	
<p>جامی الحرمین قادری بادشاہ صاحب خطیب قوم کے ناصح تھے مداح رسول اللہ ہی سادگی تھی وضع میں شائستگی اخلاق میں انکی نظم و نثر سے زندہ ہے انکی یادگار باپ کے نقاش میں بیشک خطیب عبد الرشید</p>	<p>عذریب خوشنوا تھے علم کے گلزار میں تھی جگہ حاصل انہیں احرار میں ابرار میں رہتی رفتار میں حق گوئی تھی گفتار میں ملگیا ہو گا صلہ اللہ کی سرکار میں لائے ہیں بھر صورت یوسف کو وہ بازار میں</p>
<p>فکر کیون تاریخ کی ہے اسی شرر کہد کیجئے بادشاہ حالی تھے لینے حال میں بنجار میں</p>	
<p>از جناب مولانا عبد سبحان صاحب روشن آنریری پریسیڈنسی میجسٹریٹ مدراس</p>	
<p>از فضل کردگار شہنشاہ و الجلال سلطان عرش و خاتمہ روشن انبساط</p>	<p>گلزار بادشاہ بصد زینت جمال گلزار بادشاہ و سخاوت ان نوشتہ عالی</p>

# اعلان

آج خوش فصل خدا سے ہے طبیعت تیری  
لہ الحمد شکا نے لگی محنت سیری

دلدادگان سخن اور شاہیقین نعت رسولِ زمیں کو مژدہ ہو کہ ایک مدت کے انتظار  
کے بعد میر و والد بزرگوار حضرت خطیب الحاج قادر بادشاہ صاحب المتخلص بادشاہ مرحوم و مفتوح  
کا غیر مطبوعہ کلام لیسٹھی گلاز آباد شاہ چہکرتیار ہے غالباً مصنف سے روشناس کرانکی چند  
ضرورت نہیں کیونکہ اونکا دلچسپ کلام مقبول خاص عام ہونکی سند حاصل کرچکا ہے اور اخباری دنیا  
ہی وقت کی نظر سے دیکھا گیا ہے جنوبی ہند کے علاوہ شمالی ہند کے متعدد اخبارات رسالجات  
میں ہی اونکا کلام طبع ہو کر شہرت پذیر ہو چکا ہے اس سے پہلے اونکے دو دیوان طبع ہو کر  
بدیہ ناظرین ہو چکے ہیں یہاں تک انیسرے دیوان اور اخیر مطبوعہ کلام ہے جسکے اہتمام میں میں نے کسی  
طبع سو کام لیا کیونکہ یہ سیرافض تھا اس سے پہلے کا کلام چونکہ والد ماجد کی حیات میں شائع ہوا تھا لہذا  
اوس میں سیری جلد و جلد کو کچھ غلطیاں تھیں کامل دو سال اونکے منتشر کلام کو فراہم کرنے میں ہرگز اس  
مرحوم میں اونکا حجاب اشتیاق اور اصرار کی کوئی حد نہ تھی بار بار اٹھاماتا ہوا تھا کہ کلام جلد شائع ہو کر  
بہر آملی آئیں مژھوں باوقاف تھا اس شہادہ صفا کی جلوہ آرائی میں تاخیر و تاہوی میں نے ہر جہد اسکے اہتمام  
میں جہد جہد کا کوئی دقیقہ فرو گزشت نہ کیا اور حتی الامکان خوشنویسی اور صحت کا لحاظ رکھا گیا پھر یہی سہود  
سیان کو گمان بری نہیں ہو سکتا لہذا اگر کہیں غلط نظر آئے تو ناظرین اس غفوسی و رشیدی فرامیں مصنف کا اخیر  
دیوان شمس و شہر ہو تا جب وہ فرضی مشوق اور دنداشا ہو تا تب ہو چکا تھے اور مشق میں مضمحل  
تھا لہذا علی آدہ سکر کتابا ملا دی طبیعت میں ظہور پذیر ہو چکا تھا جو کچھ اس کا طبع ہو چکا ہے

لہ الحمد شکا نے لگی محنت سیری